بسم اللہ الرحمن الرحیم

مِائَۃ فتاوٰی

فی

مسئلۃ علم الغیب



مؤلف:

چودھری محمد سرفراز خاں

مطبوعہ: گرین لائٹ پریس گجرات فون: (۵۶۸)

انتساب

یہ عاجز بندہ اپنی اس حقیر تالیف کو بدرگاہ رب العزت پیش کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہے کہ شاید اس کے بندے اِس کے مطالعہ سے اللہ تعالیٰ کے صفات مخصوصہ میں انبیاء و صلحاٗ کو شریک کرنے سے باز آجائیں تو اس ناچیز کی محنت شاقہ ٹھکانے لگے۔

گر قبول اُفتد زہے عز و شرف

احقر العباد:

محمد سرفراز کالرہ کلاں گجرات

(پاکستان)

نوٹ: فتاوے کے صفحہ ۵ پر "میرے برادران دہ" سے مُراد منشی احمد دین صاحب اور انکے ساتھی ہیں۔ کتاب ہذا میں بلا سند کوئی مضمون نہیں لکھا گیا پھر بھی جو صاحب کہیں لغزش پائیں اطلاع دیکر ممنون فرمائیں تاکہ آئندہ ایڈیشن میں اصلاح کی جائے۔ مجھے کسی سے عناد یا دشمنی ہرگز نہیں۔

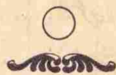
(مؤلف)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مِائۃ فتاوٰی

فی

مسئلۃِ علمِ الغیب



مؤلف

الحاج چودھری محمد سرفراز خاں

امیر مجلس تحفظِ ختمِ نبوت کالرہ کلاں، گجرات (پاکستان)

ناشِر

الحاج چودھری محمد سرفراز چیمہ پوسٹ بکس ۱۰۴۹

اشاعت : .... ستمبر ۱۹۸۰ء دوم

تعدادِ اشاعت : .... ایک ہزار

مؤلف : .... الحاج چوہدری محمد سرفراز خاں
امیر مجلس تحفظِ ختمِ نبوت کالرہ کلاں
گجرات (پاکستان)

ناشر : .... چوہدری محمد سرفراز چیمہ
پوسٹ بکس ۴۹ ۱۰ اجارہ سعودی عرب

طباعت : .... گرین لائٹ پریس گجرات

کتابت : .... خورشید احمد اندرون شاہ فیصل گیٹ
گجرات

فہرست مضامین

مِائۃ فتاویٰ فی مسئلۃ علم الغیب

نوٹ: اس فہرست میں فتاوے اور فرامین کے نمبر دیے گئے ہیں۔ لہٰذا صفحات کی ضرورت نہیں صرف نمبر ہی سے فرمان کا پتہ چل سکتا ہے (مؤلف)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مِائَۃ فتاویٰ
فی
مسئلۃ علمِ الغیب

مقدمہ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ۔

اما بعد۔ یہ مِائَۃ فتاویٰ میری کتاب کشف الرّیب عن مسئلۃ علم الغیب کی تیسری جلد ہے۔ چونکہ پہلی، دوسری اور چوتھی جلدیں بہت ضخیم ہیں اور فی الحال شائع نہیں ہو سکتیں ورنہ اس مقدمہ کے لکھنے کی حاجت نہ تھی۔

قصہ مختصر یہ ہے کہ دورانِ ملازمت مجھے کافی عرصہ گھر سے باہر رہنا پڑا۔ اتفاق سے تین ماہ کی چھٹی پر آیا تو میرے برادرانِ دِہ نے مجھ سے دریافت کیا کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم عالم الغیب ہیں ؟ میں نے کہا کہ نہیں۔ بلکہ صرف خدا تعالیٰ کی ذاتِ پاک ہی عالم الغیب ہے۔ پھر انہوں نے دوسرا سوال کیا کہ کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم بشر ہیں ؟ میں نے جواب دیا بیشک بشر ضرور ہیں البتہ خیر البشر اور افضل الرسل ہیں۔ پھر کیا تھا ؟ مجھے کہنے لگے۔ جو حضورؐ کو غیب دان نہ جانے اور آپ کو بشر کہے وہ کافر ہے اور مسلمان ہو کر ایسا کہے تو مرتد ہے۔ میں حیران ہو گیا۔ یہ واقعہ ۱۹۳۱ء کا ہے۔ چنانچہ میں نے ایک استفتاء تیار کیا۔ جس میں اپنے اعتقاد اور برادرانِ دِہ کے خیالات صحیح صحیح قلم بند کر کے جمعیۃ العلماء ہند دہلی کو بھیج دیا۔ اُس زمانہ میں مجھے یہ بھی معلوم نہ تھا۔ کہ دیوبندی کون ہیں اور بریلوی حضرات کون ؟ میں سیدھا سادھا مسلمان تھا۔

وہاں سے جواب میں جو کچھ میں نے اپنے عقائد کے متعلق لکھا تھا۔ جمعیۃ العلماء نے تحریر کیا کہ یہ سب

عقائد صحیح اور درست ہیں اور یہی عقائد ہیں اہلِ سُنّت سلف صالحین کے بھی۔ اور جو کچھ میں نے اپنے برادرانِ دِہ کے عقائد کے متعلق لکھا تھا اُن سب کے بارے میں جمعیّت مذکور نے جواب میں تحریر کیا کہ یہ عقائد کُفر و شرک سے خالی نہیں بلکہ میرے عزیز بھائیوں کو توبہ کی تلقین فرمائی۔

میرا حوصلہ بڑھ گیا۔ میں نے اسی قسم کا ایک استفتاء عربی زبان میں لکھ کر مکہ مکرمہ، مدینہ منوّرہ، مصر، بیت المقدس اور بغداد شریف بھیج دیا۔ ہر جگہ سے میرے عقائد کی تصدیق و توثیق میں اور میرے برادرانِ دِہ کے عقائد کی تردید میں یکے بعد دیگرے فتاوے موصول ہُوئے۔ جو سب میرے پاس موجود ہیں اور اُن کی نقلیں معہ ترجمہ کتاب ہذا کے آخر میں شامل کر دی گئی ہیں۔

بعد ازاں اللہ کی توفیق سے اس مسئلہ کے ہر پہلو پر مفصّل بحث کی۔ اور جن حضرات نے اِس مسئلہ میں ٹھوکریں کھائی ہیں اُن کے بھی صحیح جوابات تحریر کیے اور حتی الامکان اصلاح کی کوشش کی۔ یہ دلائل و بیانات سب مل کر کئی جلدوں میں ہزاروں صفحات سے بھی تجاوز کر گئے کیونکہ تقریباً سب انبیاء علیہم السّلام کے حالات قرآن و احادیثِ صحیحہ سے مُفصّل طور پر تحریر کیے گئے۔ ان سب جلدوں کا سر دست شائع کرنا آسان کام نہیں۔ اس لیے اب میرا یہ خیال ہے کہ اگر کم از کم یہی حصّہ کتاب کا فی الحال شائع ہو جائے تو بھی غنیمت ہے۔ شاید ناظرین کو اس سے فائدہ ہو اور میری محنتِ شاقہ کسی قدر ٹھکانے لگے۔

یہ مسئلہ در حقیقت مختلف فیہ مسائل میں سے ہرگز نہیں۔ بلکہ متقدّمین و متأخرین میں متفق علیہ ہے کہ علمِ غیب خاصۂ باری تعالیٰ ہے۔ جیسا کہ فقہ اکبر میں مذکور ہے :

"ذکر الحنفیة تصریحًا بالتکفیر باعتقاد ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یعلم الغیب لمعارضة قوله تعالیٰ قل لا یعلم من فی السمٰوٰت والارض الغیب الا اللہ" (شرح فقہ اکبر ص۱۳۷)

ترجمہ: "علمائے حنفیہ نے کُھلے طور پر ایسے شخص کو کافر ٹھہرایا ہے جو یہ اعتقاد رکھے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم غیب دان ہیں۔ کیونکہ یہ اللہ کے اُس فرمان کے خلاف ہے جو حضورؐ کو حکم دیا گیا کہ اعلان کر دیجیے کہ آسمان و زمین میں اللہ کے سوا کوئی غیب نہیں جانتا۔ اس میں کسی کے لیے استثناء نہیں۔"

جب علمِ غیب خاصۂ باری تعالیٰ ہے۔ تو اس میں کسی فرشتہ، جنّ اور انسان یعنی نبی ولی وغیرہ کو شامل کرنا یقیناً شرک ہو گا۔

جن حضرات نے انبیاء علیہم السّلام کو قرآن میں اظہار و اطلاع علی الغیب کی چند آیات سے عقیدہ عطائی علمِ غیب کا خود گھڑ لیا ہے۔ پہلے تو اُن آیات پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اُن سے صرف کسی خاص واقعہ کی اطلاع اور کسی پوشیدہ امر کا اظہار مطلوب ہے۔ نہ کہ انبیاء علیہم السّلام کے غیب دان ہونے کا اظہار ہے۔ پھر یہ حضرات قرآن و حدیث اور اُسوۂ حسنہ پر غور کریں تو بیشمار واقعات اُن کے اس اختراعی عقیدہ کی پُرزور تردید کریں گے۔

کتاب کے پہلے دو حصّوں اور چوتھے حصّے میں ہم نے قرآن و حدیث سے متعدد واقعات نقل کیے ہیں کہ فرشتے، جنّ و انس اور تمام انبیاء علیہم السّلام فرداً فرداً معہ حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے غیب دان نہ تھے۔ صرف حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اُسوۂ حسنہ سے تین سو بیس ایسے مقامات کی نشان دہی کی گئی ہے جو آپ کی غیب دانی کے منافی ہیں۔

پُورے ایک سَو فتاوے نقل کرنے سے پہلے مختصراً چند دلائل پیش کیے جاتے ہیں۔ اگر کتاب کے پہلے دو حصّے[۱] شائع ہو جاتے تو ان کی یہاں قطعاً ضرورت نہ تھی۔ مگر موجودہ صورت میں ان کا بیان کر دینا اشد ضروری ہے۔ تاکہ ناظرین کو فتاوے سمجھنے میں آسانی ہو۔ اور ان دلائل کی بھی توثیق ہو جائے۔

فرشتے غیب دان نہیں :

فرشتوں سے جب اللہ تعالیٰ نے اشیاء کے نام دریافت کیے۔ تو وُہ نہ بتا سکے اور اُنہوں نے صاف اقرار کیا کہ خدایا! تیری ذات ہر عیب سے پاک ہے ہمیں تو صرف اتنا ہی علم ہے جو تو نے عطا کیا ہے۔ صرف تُو ہی علّام الغیوب ہے :

قَالُوا سُبْحٰنَكَ لَا عِلْمَ لَنَا — فرشتوں نے عرض کیا آپ تو پاک ہیں۔ ہم کو کوئی
اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا ، اِنَّكَ اَنْتَ — علم نہیں مگر وُہی جو کچھ ہم کو آپ نے علم دیا۔ بیشک

[۱] : وُہ حصّے حضورؐ کے عطائی عالم الغیب ہونے کے قائلین کی کتب کے رد میں ہیں۔ اور بہت ضخیم ہو گئے ہیں۔ اس لیے اُنھیں فی الحال چھوڑ دیا ہے اور اس حصّہ میں اختصار مدّ نظر ہے۔

اَلْعَلِیْمُ الْحَکِیْمُ۔ آپ بڑے علم والے اور بڑے ہی حکمت والے ہیں۔[1]

جنّ غیب دان نہیں :

حضرت سلیمان علیہ السلام کے عہد میں لوگوں کا خیال تھا کہ جنّ غیب دان ہیں۔ آپ نے جنّوں کو بیت المقدس کی تعمیر پہ لگایا ہُوا تھا۔ آپ اپنے عصا کے سہارے عبادت میں مشغول تھے کہ اُن کی رُوح قبض کر لی گئی اور جنّ تعمیر کے کام میں لگے رہے۔ جب گھُن کے کیڑے نے اُن کی چھڑی کو کھا لیا تو آپ گر پڑے۔ تقریبًا ایک سال تک جنّ اُنھیں زندہ سمجھتے رہے۔ اس طرح اللہ تعالیٰ نے جنّوں کی غیب دانی کے ڈھونگ کو فاش کر دیا۔ اور اس واقعہ کو قرآن کریم میں یُوں بیان فرمایا ہے:

فَلَمَّا قَضَیْنَا عَلَیْهِ الْمَوْتَ مَا دَلَّهُمْ عَلٰی مَوْتِهٖٓ اِلَّا دَآبَّةُ الْاَرْضِ تَاْكُلُ مِنْسَاَتَهٗ ۚ فَلَمَّا خَرَّ تَبَیَّنَتِ الْجِنُّ اَنْ لَّوْ كَانُوْا یَعْلَمُوْنَ الْغَیْبَ مَا لَبِثُوْا فِی الْعَذَابِ الْمُهِیْنِ۔

پھر جب ہم نے اُن پر موت کا حکم جاری کر دیا تو کسی چیز نے اُن کے مرنے کا پتہ نہ بتلایا۔ مگر گھُن کے کیڑے نے کہ وُہ سلیمانؑ کے عصا کو کھاتا تھا۔ سو جب وُہ گِر پڑے تب جنّات کو حقیقت معلوم ہوئی کہ اگر وُہ غیب جانتے ہوتے تو اس ذلّت کی مُصیبت میں نہ رہتے۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کی موت کا واقعہ اس بات کی قرآن کریم سے قوی دلیل ہے کہ جنّ غیب دان نہیں۔

انبیاء غیب دان نہیں

اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اپنے احکام کی تبلیغ کے متعلق انبیاء علیہم السلام سے دریافت کریں گے جس کا ذکر قرآنِ کریم میں حسبِ ذیل ہے۔ جسے ہم خلاصۃ التفاسیر سے نقل کرتے ہیں :

یَوْمَ یَجْمَعُ اللّٰهُ الرُّسُلَ فَیَقُوْلُ مَاذَآ اُجِبْتُمْ ؕ قَالُوْا لَا عِلْمَ لَنَا ؕ اِنَّكَ اَنْتَ

[1] : اس آیت سے حسبِ ذیل علم حاصل ہوتا ہے۔ کہ :

(۱) فرشتے غیب دان نہیں۔

(۲) صرف اللہ ہی غیب دان ہے۔

(۳) جسے اللہ تعالیٰ علم کا کچھ حصّہ عطا کرے۔ وُہ عالم الغیب نہیں ہوتا۔

عَلَّامُ الْغُیُوْبِ۔ (پ ۷ رکوع ۵)

"یاد کرو وُہ دن جب اللہ تعالیٰ انبیاء کو جمع کرے گا اور فرمائے گا۔ تم کو معلوم ہے تمھاری اُمّت کیا جواب دیتی تھی؟ عرض کریں گے۔ اے پروردگار غیب کی باتیں تو ہی جانے۔" کبیر وہم کیا جاتا ہے کہ انبیاء اپنی اُمّت کے گواہ ہیں۔ پھر یہ لاعلمی کیسی؟ اور عمدہ جواب یہ ہے کہ انبیاء عرض کریں گے الٰہی ہم تو ظاہر حال دیکھتے تھے وُہ بھی جب تک ہماری نظر کے سامنے رہے اور اُن کا باطن اور غائب تجھی کو معلوم ہے اور ہمیں جو معلوم تھا وُہ واقعہ کے مطابق ہو یا نہ ہو۔ یہ تو تیری ہی شان ہے کہ واقعات اُمور کو جانتا ہے۔ اور یہ اَمر اُس گواہی کے ادا کرنے کو منع نہیں کرتا جسے وہ ادا کریں گے اور اسی کی تائید کرتا ہے عَلَّامُ الْغُیُوْبِ کہنا اور ایسا ہی وارد ہُوا حدیث میں۔ فرمایا کہ ایک گروہ میری اُمت کا حوض کوثر پر آئے گا فرشتے اُنہیں ہنکائیں گے اور کہیں گے آپؐ نہیں جانتے کہ بعد آپؐ کے اِنہوں نے کیا کیا؟"

خُلاصۃ التفاسیر جلد اوّل صفحہ ۵۷[1]

حضورؐ فرماتے ہیں :

فَاَقُوْلُ اِنَّهُمْ مِنِّیْ فَیُقَالُ اِنَّكَ لَا تَدْرِیْ مَا اَحْدَثُوْا بَعْدَكَ فَاَقُوْلُ سُحْقًا سُحْقًا لِمَنْ غَیَّرَ بَعْدِیْ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

(متفقٌ علیہ)

میں کہوں گا یہ لوگ تو میرے ہیں یا میرے طریقے پر ہیں۔ اس کے جواب میں بتایا جائے گا کہ تم کو معلوم نہیں انہوں نے تمھارے بعد کیا کیا؟ نئی باتیں پیدا کی ہیں (یہ سُن کر) میں کہوں گا وُہ لوگ دُور ہوں مجھ سے دُور، خدا کی رحمت سے دُور، جنہوں نے میرے بعد دین میں تبدیلی کی ہے۔" (بخاری و مسلم)[2]

مندرجہ بالا آیت میں تو تمام انبیاء علیہم السلام کا متفقہ بیان ہے کہ وُہ سب کے سب اقرار کریں گے۔ کہ اے پروردگارِ عالم! "علّام الغیوب" تمام غیبوں کا جاننے والا تو صرف تو ہی

[1] : سیارہ ڈائجسٹ قرآن نمبر جلد ۲ صفحہ نمبر ۹۱۳ پر اس تفسیر کے متعلق حسب ذیل رائے درج ہے :

" بقول مولانا دریا بادی تفسیر ہذا "ہر چہ بہ قامت کہتر بہ قیمت بہتر" کی مصداق ہے۔

[2] : مشکوٰۃ مترجم جلد ۳ صفحہ نمبر ۱۷۔

ہے۔ اب فرداً فرداً چند اُولوالعزم انبیاء علیہم السّلام کا ذکر ذیل میں کیا جاتا ہے :

آدم علیہ السّلام :

اگر آدم علیہ السّلام غیب داں ہوتے تو شیطان کے دھوکے میں نہ آتے۔ نہ شجرِ ممنوعہ کا پھل کھاتے نہ جنّت سے باہر نکالے جاتے۔ پھر اُنھوں نے اپنی غلطی کا اقرار و اعتراف کیا۔ اور یُوں دُعا کی :

رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا وَ اِنْ لَّمْ	اے ہمارے پروردگار! ہم نے اپنی جانوں پر ظلم کیا۔ اور
تَغْفِرْلَنَا وَ تَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ	اگر تو ہماری مغفرت نہ کرے اور ہم پر رحم نہ کرے تو ہم
مِنَ الْخٰسِرِيْنَ۔	نقصان اُٹھانے والوں میں سے ہو جائیں گے۔

یاد رہے کہ عالم الغیب غلطی سے پاک ہوتا ہے اور یہ شان صرف اللہ پاک ہی کو سزاوار ہے اور اسی کا خاصہ ہے۔

ہم تو سمجھتے ہیں کہ علمِ غیب نہ ہونے کی بدولت دُنیا آباد ہے۔ غیب دانی انسان کے لیے غیر مفید ہے۔ جیسا کہ شیخ سعدیؒ نے فرمایا ہے :

؎ معاذ اللہ اگر خلق غیب داں بُودے
کسے ز دستِ کسے ہرگز نیا سُودے

نُوح علیہ السّلام :

طُوفان کے موقع پر آپ اللہ تعالیٰ سے درخواست کرتے ہیں کہ میرا بیٹا میرے اہل سے ہے اور تیرا وعدہ میرے اہل کو بچانے کا ہے تو ارشادِ خداوندی ہوتا ہے :

اِنَّهٗ لَيْسَ مِنْ اَهْلِكَ اِنَّهٗ عَمَلٌ غَيْرُ صَالِحٍ فَلَا تَسْئَلْنِ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ الخ

وُہ تیرا اہل نہیں، اُس کے اعمال غیر صالح ہیں۔ درخواست ہی مت کر جس کا تجھے علم نہیں۔ میں تجھے نصیحت کرتا ہوں کہ تم جاہلوں سے نہ ہو جاؤ۔ اس پر حضرت نُوح علیہ السّلام عرض کرتے ہیں کہ اے میرے رب! میں اس امر سے تیری پناہ مانگتا ہوں کہ (آئندہ) ایسے امر کی درخواست کروں جس کی مجھے خبر نہ ہو اور اگر آپ میری مغفرت نہ کریں اور مجھ پر رحم نہ کریں تو میں نقصان اُٹھانے والوں

میں سے ہو جاؤں گا۔ (سُورۂ ہُود رکوع نمبر ۴)

حضرت نوح علیہ السّلام کو اپنے بیٹے کی غرقابی کا علم نہ تھا۔ اس سے ظاہر ہے کہ وُہ غیب داں نہ تھے۔

ابراہیم علیہ السّلام :

ابراہیم علیہ السّلام کے پاس فرشتے آتے ہیں۔ آپ اُنھیں مہمان خیال کر کے گوشت بھُون کر اُن کے پیش کرتے ہیں۔ وُہ کھاتے نہیں۔ اس سے آپ خوف زدہ ہو جاتے ہیں کہ شاید یہ دُشمن ہیں کسی بُرے ارادے سے آئے ہیں۔ فرشتے کہتے ہیں: " لَا تَخَفْ اِنَّآ اُرْسِلْنَآ اِلٰى قَوْمِ لُوْطٍ۔ ڈرو نہیں ہم قومِ لُوطؑ کی طرف بھیجے گئے ہیں۔ یہ واقعات حضرت ابراہیمؑ کی غیب دانی کے منافی ہیں۔

اِس آیت کی تفسیر میں "جامع البیان" میں ہے "ڈرے اس لیے کہ اُس زمانے کے لوگوں کی عادت تھی کہ جب کوئی مہمان آئے اور وُہ میزبان کا طعام نہ کھائے تو یہ گمان کرتے تھے کہ وُہ کسی بُرے ارادے سے آیا ہے۔ اس سے معلوم ہُوا کہ انبیاء علیہم السّلام کو علمِ غیب نہیں"۔ (حاشیہ مجلد نما حمائل شریف از نور محمد کارخانہ تجارتِ کتب کراچی، سورۂ ہُود رکوع نمبر، صفحہ ۳۶۵)

مُوسیٰ علیہ السّلام :

حضرت مُوسیٰ علیہ السّلام کوہِ طور پر روشنی دیکھ کر آگ سمجھتے ہیں۔ آگ لینے جاتے ہیں تو پیغمبری مل جاتی ہے۔ پھر کوہِ طور پر جاتے ہیں تو پیچھے سے قوم بچھڑے کی پُوجا کرنے لگ جاتی ہے۔ آپ اپنے بھائی ہارُون (علیہ السّلام) پر خفا ہوتے ہیں۔ حالانکہ اُن کی کوئی خطا نہ تھی۔ پھر اپنی غلطی اور اپنے بھائی کی کم ہمتی کا خیال کر کے اللہ تعالیٰ سے معافی مانگتے ہیں: "رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَلِاَخِيْ"۔ اے اللہ مجھے اور میرے بھائی دونوں کو معاف فرما۔ اللہ تعالےٰ لاٹھی کے اژدہا بن جانے کا معجزہ عطا فرما رہا ہے تو آپ ڈر کر بھاگ نکلتے ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ تسلّی دیتا ہے۔ کہ اسے پکڑو تو لاٹھی بن جائے گا۔ فرعون کے جادُوگر جب اپنی لاٹھیاں پھینکتے ہیں اور وُہ سانپ بن جاتی ہیں تو آپ ڈر جاتے ہیں "اَوْجَسَ فِيْ نَفْسِهٖ" اپنے دل میں ڈرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اپنے عصا کو پھینک دو۔ وُہ اژدہا بن جاتا ہے بلکہ جادُو کے بنے ہُوئے سب سانپ کھا جاتا ہے۔ ایک قبطی کو مُکّا مارتے ہیں وُہ مر جاتا ہے آپ ڈر کے مارے وہاں سے

بھاگ جاتے ہیں۔ اس سے ظاہر ہے کہ موسیٰ علیہ السلام پیغمبری ملنے سے پہلے اور پیغمبر ہو جانے کے بعد یکساں طور پر غیب دان نہ تھے اور یہ سب واقعات قرآن میں موجود ہیں جو سب کے سب آپ کی غیب دانی کے منافی ہیں۔

داؤد علیہ السلام:

حضرت داؤد علیہ السلام بڑے بزرگ نبی تھے۔ زبور آپ پر نازل ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے پہاڑوں اور پرندوں کو بھی اُن کے زیرِ فرمان اور فرمانبردار بنا دیا تھا جو اُن کے ساتھ تسبیح کرتے تھے۔ لوہا اُن کے ہاتھ میں موم کر دیا جس سے زرہ بناتے تھے۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ دو شخص دیوار پھاند کر عبادت خانہ میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اِذْ دَخَلُوْا عَلٰی دَاوٗدَ فَفَزِعَ مِنْهُمْ قَالُوْا لَا تَخَفْ۔ جب وہ آپ کے پاس آئے تو آپ گھبرا گئے۔ انہوں نے کہا کہ آپ ڈریں نہیں۔ ہم اہلِ معاملہ ہیں آپ فیصلہ کریں۔ وہ درحقیقت دو فرشتے تھے۔ آپ کی ایک لغزش سے متنبہ کیا۔ پھر آپ نے اللہ سے استغفار کیا اور سجدے میں گر پڑے تو اللہ نے معاف کر دیا۔

لہٰذا حضرت داؤد علیہ السلام کی گھبراہٹ اور فرشتوں کو نہ پہچاننا اصل واقعہ سے لاعلمی پر دال ہے جو قرآن کے بیان سے آپ کی غیب دانی کے منافی ہے۔

سلیمان علیہ السلام:

حضرت سلیمان علیہ السلام کو اتنی بڑی سلطنت سونپ دی جاتی ہے۔ کہ انسان و جنّ۔ حیوانات و پرند آپ کے زیرِ فرمان ہیں بلکہ ہوا تک آپ کی فرمانبردار ہے۔ آپ پرندوں کا جائزہ لیتے ہیں تو ایک ہُدہُد کو غائب پاتے ہیں۔ آپ خفا ہو کر فرماتے ہیں: "مَالِیَ لَآ اَرَی الْهُدْهُدَ" یہ کیا بات ہے کہ ہُدہُد دکھائی نہیں دیتا میں اُسے ضرور سخت سزا دوں گا یا اُسے ذبح ہی کر ڈالوں گا۔ یا وہ کوئی اپنی غیر حاضری کی معقول وجہ بیان کرے۔ اتنے میں ہُدہُد آ گیا۔ اور کہنے لگا: "اَحَطْتُّ بِمَا لَمْ تُحِطْ بِهٖ" میں نے وہ بات معلوم کی ہے جو آپ کو معلوم نہیں۔ یہ واقعہ قرآن سے آپ کی غیب دانی کے منافی

ہے۔

اگر غیب دانی کوئی عطا کرنے کی انسان کے لیے مفید چیز ہوتی تو حضرت سلیمان علیہ السلام جن کو خدا نے اس قدر وسیع سلطنت عطا کی تھی اس علم کے زیادہ حق دار تھے۔ مگر غیب دانی انسان کے لیے غیر مفید ہے اس لیے عطا نہیں ہوئی۔

ع معاذ اللہ اگر خلق غیب دان بودے

کسے ز دستِ کسے ہرگز نیا سودے (سعدیؒ)

داؤد و سلیمان علیہما السلام:

بخاری اور مسلم کی صحیح حدیث میں آیا ہے۔ کہ دو عورتیں سفر میں جا رہی تھیں۔ ہر ایک کی گود میں شیر خوار بچہ تھا۔ بڑی کا بچہ بھیڑیا لے گیا۔ اُس نے حضرت داؤدؑ کی عدالت میں دعویٰ کیا کہ یہ بچہ میرا ہے آپ نے اُسے دلوا دیا۔ پھر حضرت سلیمان علیہ السلام کے مقدمہ پیش ہوا تو اُن میں سے ہر ایک کہتی تھی کہ یہ بچہ میرا ہے اور گواہ کوئی تھا نہیں۔ آپ نے فرمایا چھری لاؤ میں بچے کو کاٹ کر نصف نصف کر کے انہیں دے دیتا ہوں۔ اس پر چھوٹی عورت جس کا بچہ تھا بول اُٹھی حضرت! خدا آپ پر رحم کرے۔ بچہ کو کاٹیں نہیں یہ بچہ میرا نہیں اسے دے دیجیے۔ بڑی کا چونکہ بچہ نہیں تھا۔ وہ خاموش رہی۔ اس سے آپ سمجھ گئے کہ بچہ فی الحقیقت چھوٹی کا ہے۔ لہٰذا اُسے دلوا دیا گیا۔

اِس واقعہ سے عیاں ہے کہ دونوں حضرات غیب دان نہیں تھے۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے غلط فیصلہ کیا کہ بچہ اُسے دلوا دیا جس کا نہیں تھا۔ اور حضرت سلیمان علیہ السلام نے حکمتِ عملی سے کام لیا اور نہایت ہی دانش مندی سے معلوم کیا۔ نہ کہ بذریعہ علم غیب کے۔

اگر علمِ غیب ہوتا تو فوراً کہہ دیتے کہ بچہ فلاں عورت کا ہے۔ آپ کی عقل مندی اور دانشمندی سے مقدمہ کے فیصلہ کرنے میں آپ کی بڑی فضیلت ظاہر ہے۔ جو غیب نہ جاننے کی بدولت ہے۔ ورنہ غیب جاننے کی صورت میں کوئی فضیلت نہیں۔

یعقوب علیہ السلام:

کنعان سے صرف تین میل کے فاصلہ پر حضرت یوسف علیہ السلام کو اُن کے بھائیوں نے زد و

کوب کرکے کنوئیں میں ڈال دیا - اور گھر آکر بہانہ یہ کیا کہ اُسے بھیڑیا کھا گیا ہے - اس سے ظاہر ہے کہ فرزندانِ یعقوب علیہ السلام اُنہیں غیب دان نہیں سمجھتے تھے - ورنہ وُہ بہانہ کیوں کرتے اور یعقوبؑ کو بھی واقعہ کا پتہ نہیں چلا اور مُدتوں روتے رہے جس سے بینائی بھی جاتی رہی - لیکن جب اللہ نے بتلانا چاہا، تو جب یُوسف علیہ السلام کا کُرتہ لے کر ایک شخص مصر سے روانہ ہوتا ہے تو آپ فرماتے ہیں اِنِّی لَاَجِدُ رِیْحَ یُوْسُفَ کہ مجھے یُوسفؑ کی خوشبُو آرہی ہے - اس واقعہ کو شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ نے حسبِ ذیل اشعار میں ذکر کیا ہے :

یکے پُرسید زاں گُم کردہ فرزند — کہ اے روشن گہر پیرِ خردمند
زمصرش بُوئے پیراہن شمیدی — چرا در چاہِ کنعانش نہ دیدی
بگفت احوالِ ما برقِ جہان است — دمے پیدا و دیگر دم نہان است
گہے بر طارمِ اعلیٰ نشینیم ! — گہے بر پشتِ پائے خود نہ بینیم

ترجمہ :"کسی نے اُس کھوئے ہُوئے بیٹے والے سے پُوچھا کہ اے روشن ضمیر بُوڑھے مصر سے اُس کی قمیص کی بُو تُو نے سُونگھ لی - کنعان کے کنوئیں میں کیوں نہ دیکھ لیا - اس نے کہا کہ ہمارا حال بالکل بجلی کی مانند ہے کہ ایک لحظہ میں ظاہر اور دُوسرے میں گم - کبھی ہم اونچے بالاخانہ میں بیٹھتے ہیں (یعنی ہمارے پاس آسمان کی خبریں آتی ہیں) اور کبھی ہمیں اپنے پاؤں کے نیچے کی خبر نہیں ہوتی۔"

اِن اشعار میں گویا تمام انبیاء علیہم السلام کی غیب دانی سے انکار ہے - مگر جو نہ مانے اور اپنی ضد پر اڑا رہے - اُسے خدا ہی ہدایت دے -

؎ گر نہ بیند بروز شپرہ چشم
چشمۂ آفتاب را چہ گناہ!

عیسٰی علیہ السلام :

قرآن میں ہے کہ قیامت کے دن جب اللہ تعالےٰ عیسٰی علیہ السلام سے فرمائے گا - کیا تُو نے لوگوں کو کہا تھا کہ مجھے اور میری ماں کو اللہ کے سوا خدا بنا لو - تو عیسٰی علیہ السلام جواب میں عرض کریں گے - اے اللہ! تُو پاک ہے مجھ سے یہ کیسے ہو سکتا ہے - کہ ایسی بات کہوں جس کا مجھے حق

نہیں اور اگر کچھ کہا ہو گا تو پھر تُو اُسے خوب جانتا ہے - اِنَّكَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ (سُورۂ مائدہ) غیبوں کا جاننے والا صرف تُو ہی ہے۔"

یہ تو قرآن کا بیان ہے - انجیل میں بھی آپ کے غیب دان ہونے کی نفی موجود ہے - چنانچہ مرقس باب نمبر ۱۱ آیت نمبر ۱۲-۱۳ میں ہے :

"دُوسرے دن جب وُہ بیت عنیاہ سے نکلے تو اُسے بھُوک لگی - تو وُہ دُور سے انجیر کا ایک درخت جس میں پتّے تھے دیکھ کر گیا کہ شاید اُس میں کچھ پائے - مگر جب اُس کے پاس پہنچا تو پتّوں کے سوا کچھ نہ پایا - کیونکہ انجیر کا موسم نہ تھا" (مرقس باب نمبر ۱۱، آیت نمبر ۱۲-۱۳)

لہٰذا قرآن اور انجیل دونوں میں حضرت عیسےٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے غیب دان ہونے کی نفی موجود ہے -

انبیاء علیہم السلام کی معصُومیّت اور لغزش :

سب انبیاء علیہم السلام معصوم ہیں - وُہ اللہ کی حفاظت میں ہوتے ہیں - اُن سے کوئی گناہ سرزد نہیں ہوتا - اُنھیں مُعجزات عطا کیے جاتے ہیں تاکہ اُن کی نبوّت ثابت ہو اور لوگوں پر حُجّت قائم ہو - لیکن باوجود اس شرافت وعظمت کے اُن سے کوئی نہ کوئی بتقاضۂ بشریّت لغزش ہو ہی جاتی ہے اور اس میں حکمتِ خداوندی یہ ہوتی ہے کہ ایسا نہ ہو کہ لوگ اُن کے مُعجزات دیکھ کر اُنھیں خدا نہ ماننے لگ جائیں - اگر ناظرین حضرات قرآن کا بغور مُطالعہ کریں گے تو اس حقیقت کو ضرور پالیں گے -

یاد رہے کہ علمِ غیب خاصہ باری تعالیٰ ہے اور یہ وُہ صفت ہے کہ جس کی بدولت کوئی لغزش ہو ہی نہیں سکتی - وُہ صرف ذات پاک باری تعالیٰ کی ہے - اس لیے صرف وُہی عالم الغیب ہے اور کوئی نہیں -

لَا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَيْبَ اِلَّا اللّٰهُ -

ترجمہ : "آسمانوں کے فرشتے اور زمین میں انسان وجنّات اللہ کے سوا کوئی بھی غیب نہیں جانتے۔"

یہ آیتِ کریمہ علمِ غیب کو اللہ تعالیٰ کے لیے خاص کرتی ہے۔ اور مخلوق سے خواہ وُہ آسمانوں میں ہو یا زمین میں علمِ غیب کی نفی پر دال ہے۔ اور یہی عقیدہ ہے اہلِ سُنّت والجماعت کا۔

(فقہ اکبر)



حضرت محمّدؐ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم

پیشتر ازیں ہم بزرگ ترین حضرات انبیاء علیہم السّلام کے مختصر حالات بیان کر کے ثابت کر آئے ہیں۔ کہ وُہ سب کے سب غیب دان نہ تھے۔ حقیقت میں یہ عقیدہ کُفّار کا تھا کہ نبی غیب دان ہونا چاہیئے اور نبی بشر نہیں ہو سکتا کوئی فرشتہ ہونا چاہیئے۔ یہ بات قرآن کی بے شمار آیاتِ مُبارکہ سے عیاں ہے۔ یہی وجہ تھی جو وُہ لوگ حضورؐ سے کہتے تھے کہ آپ کھاتے پیتے ہیں۔ بازار میں آتے جاتے ہیں۔ بیوی بچّوں والے ہیں۔ یعنی آپ بالکل بشر ہیں پھر نبی کیسے ہو گئے؟

عقیدہ تو تھا یہ کُفّار کا کہ بشر نبی نہیں ہو سکتا اور نبی غیب دان ہوتا ہے۔ لیکن بدقسمتی سے آج کچھ مُسلمانوں نے بھی حضورؐ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے محبّت کے غُلو میں اسی بات کو جُزوِ ایمان ٹھہرا لیا کہ حضورؐ عالم الغیب ہیں اور بشر نہیں۔ اور حضورؐ ہی نہیں سب انبیاء علیہم السّلام کی غیب دانی کے معتقد ہو گئے۔

چند اُولوالعزم انبیاء علیہم السّلام کے حالات تو بیان ہو چکے۔ اب ہم سیّد البشر اور افضل الرُّسل حضرت محمّدؐ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی حیاتِ طیبّہ سے چند واقعات کا ذکر کریں گے کہ اصلاحِ خیالاتِ عوام و خاص کا باعث ہوں۔ وَمَا تَوْفِيْقِيْ اِلَّا بِاللّٰهِ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَاِلَيْهِ اُنِيْبُ۔

حضرت محمّدؐ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم:

کفّارِ مکّہ حضورؐ سے طرح طرح کے سوالات کرتے ہیں۔ اگر آپ نبی ہیں تو ہمیں مال دار بنا دیجئے خزائن مدفونہ کا پتہ بتا دیجئے۔ آپ کیسے نبی ہیں۔ کھاتے پیتے ہیں، بازاروں میں آتے جاتے ہیں۔ آپ کے بیوی بچے ہیں، ہم کیسے مان لیں کہ آپ نبی ہیں۔ اس کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے آپ پر مندرجہ ذیل وحی نازل فرمائی:

قُلْ لَّآ اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِيْ خَزَآئِنُ	کہ آپ جواب میں ان لوگوں سے کہہ دیجئے کہ
اللّٰهِ وَلَآ اَعْلَمُ الْغَيْبَ وَلَآ	نہ تو میں تم سے یہ کہتا ہوں کہ میرے پاس خدا

أَقُولُ لَكُمْ إِنِّي مَلَكٌ ج إِنْ أَتَّبِعُ إِلَّا مَا يُوحَىٰ إِلَيَّ ط هَلْ يَسْتَوِي الْأَعْمَىٰ وَالْبَصِيرُ ه أَفَلَا تَتَفَكَّرُونَ ه (۶ : ۵۰)

کے خزانے ہیں اور نہ میں غیب جانتا ہوں اور نہ تم سے یہ کہتا ہوں کہ میں فرشتہ ہوں۔ میں تو صرف جو میرے پاس وحی آتی ہے اس کی اتباع کرتا ہوں۔ کیا اندھا اور بینا کہیں برابر ہو سکتا ہے۔ سو تم غور نہیں کرتے۔

تفسیر: "سب انبیاء اور اولیاء کے سردار پیغمبر خدا صلّی اللہ علیہ وسلّم تھے۔ اور لوگوں نے انھیں کے بڑے بڑے معجزے دیکھے اور سب بزرگوں نے انھیں کی پیروی سے بزرگی حاصل کی۔ اس لیے انھیں کو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اپنا حال لوگوں کے آگے صاف بیان کر دیں تاکہ سب لوگوں کو حال معلوم ہو جائے کہ میں کچھ اللہ کے خزانے کا مالک نہیں ہوں کہ جس کو چاہوں مالدار کر دوں یہ اختیار تو اللہ تعالیٰ ہی کو ہے، اور نہ میں عالم الغیب ہوں۔ غیب کا علم اللہ تعالیٰ کو ہے۔ معلوم ہوا کہ اگر کوئی یہ اعتقاد کرے کہ فلاں مرید کو فلاں پیر نے ایک خزانہ بخش دیا یا مال دار کر دیا یا انبیاءؑ اور اولیاء کو علمِ غیب ہوتا ہے تو وہ مشرک ہے۔ جبکہ امام الانبیاء اور سید الرسل کو یہ باتیں حاصل نہ ہوئیں تو پھر کسی اور رسول اور ولی کا کیا ذکر ہے۔ پھر اس سے بھی انکار کر دیا کہ میں فرشتہ نہیں ہوں میں تو ایک بشر ہوں۔ فقط اتنی بات ہے کہ تابع وحی ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے وحی بھیج کر مجھے بزرگی بخشی مجھ پر احسان کیا۔ پھر فرمایا بھلا کہیں اندھا اور دیکھتا برابر ہوتا ہے۔ تمھیں اتنی بھی سوچ و فکر نہیں۔" (ابنِ کثیر وغیرہ از حاشیہ مجر. نما حمائل شریف مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی ص۲۱۱)

تفسیر حقّانی: "آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم سے جو منکرین کہتے تھے کہ اگر آپ نبی برحق ہیں تو ہمیں بہت سا مال دے دیجئے۔ یا زمین کے مدفون خزانے بتا دیجئے اور بعض یہ شبہ کرتے تھے کہ پھر آپ کیوں کھاتے پیتے ہیں۔ ان کے جواب میں فرمایا ہے قُلْ لَّا أَقُولُ کہ ان سے کہہ دے نہ تو میرے پاس خزانے ہیں، نہ میں غیب دان ہوں کہ تم کو دفائن بتا دوں، نہ میں فرشتہ ہوں جو نہ کھاؤں نہ پیوں۔ انسان ہوں اس کی وحی اور الہام کا پابند ہوں۔" (تفسیر حقّانی جلد چہارم صفحہ ۷۸)

تمام مستند تفاسیر عربی، اردو وغیرہ میں یہی مضمون مذکور ہے اگرچہ الفاظ مختلف ہیں۔

خوش عقیدگی:

بعض حضرات نے خوش عقیدگی سے حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم کے عطائی عالم الغیب ہونے کا عقیدہ

اس لیے گھڑ لیا ہے کہ وہ سمجھتے ہیں کہ اس میں حضورؐ کی شان میں اضافہ ہوتا ہے۔ مگر یہ بات حقیقت کے خلاف ہے۔ کیونکہ حضورؐ نے خود اس بات سے منع فرمایا ہے۔ کہ جو بات وصفات حضورؐ میں نہیں اُسے حضورؐ کی طرف منسوب کرنا کوئی خوبی کی بات نہیں۔ چنانچہ آپؐ نے فرمایا:

لَا تُطْرُونِي كَمَا أُطْرِيَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ وَقُولُوا عَبْدُ اللهِ وَرَسُولُهُ (بخاری و مسلم)

میری تعریف حد سے بڑھ کر نہ کرنا جیسے عیسیٰ بن مریم کی حد سے بڑھ کر تعریف کی گئی (یعنی انہیں خدا کا بیٹا کہنے لگے اور گمراہ ہو گئے) لہٰذا مجھے اللہ کا بندہ اور رسول کہا کرو۔

جب رسول کہا گیا تو سوائے خدا کے جتنے کمالات انسان میں ممکن ہیں سب آ گئے۔ کیونکہ رسول گناہوں سے معصوم ہوتا ہے اور حضورؐ کو ہم خیر البشر اور افضل الرسل کہتے ہیں۔ جس سے ارفع و اعلیٰ خدا کی مخلوق میں کوئی درجہ نہیں۔ صحیح ترین تعریف یہ ہے جو حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلویؒ سے منقول ہے۔ فرماتے ہیں: ؎

یا صاحبُ الجمال و یا سیّدُ البشر | من وجھک المنیر لقد نوّر القمر
لا یمکن الثناء کما کان حقّہ | بعد از خدا بزرگ توئی قصّہ مختصر

مولانا حالیؒ نے مندرجہ بالا حدیث کا نہایت خوب ترجمہ کیا ہے۔ ملاحظہ ہو:

تم اوروں کی مانند دھوکا نہ کھانا | کسی کو خدا کا نہ بیٹا بنانا
میری حد سے رتبہ نہ میرا بڑھانا | بڑھا کر بہت تم نہ مجھ کو گھٹانا
سب انساں ہیں واں جس طرح سرفگندہ
اُسی طرح ہوں میں بھی اک اس کا بندہ
بنانا نہ تربت کو میری صنم تم | نہ کرنا میری قبر پر سر کو خم تم
نہیں بندہ ہونے میں کچھ مجھ سے کم تم | کہ بیچارگی میں برابر ہیں ہم تم
مجھے دی ہے حق نے بس اتنی بزرگی
کہ بندہ بھی ہوں اس کا اور ایلچی بھی (مسدس حالی)

خدا کا حضورؐ کو تسلّی دینا:

حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم چونکہ غیب دان تو تھے نہیں۔ اس لیے کفّار کے ستانے سے بعض اوقات

حیران ہو جاتے اور اپنے دل ہی دل میں کہتے۔ کہ میں تو ان کا خیر خواہ ہوں یہ لوگ خواہ مخواہ مجھے تکلیف دینے اور تنگ کرنے کے درپے ہیں۔ اس لیے اللہ تعالیٰ انبیاء سابقین میں سے کسی نہ کسی بزرگ نبی کا واقعہ بیان کر کے حضورؐ کو تسلی دے دیتا۔ کہ ان لوگوں کے ایسا سلوک کرنے سے گھبرانے کی چنداں ضرورت نہیں۔ کیونکہ اسی طرح لوگ پہلے انبیاء علیہم السلام سے بھی بدسلوکی سے پیش آتے رہے۔ چنانچہ فرمایا :

وَلَقَدِ اسْتُهْزِئَ بِرُسُلٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَحَاقَ بِالَّذِيْنَ سَخِرُوْا مِنْهُمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ○ قُلْ سِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ ثُمَّ انْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِيْنَ ○

اور واقعی آپ سے پہلے جو پیغمبر ہوئے ہیں۔ اُن کے ساتھ بھی تمسخر کیا گیا ہے۔ پھر جن لوگوں سے اُن سے تمسخر کیا تھا۔ اُن کو اُسی عذاب نے آگھیرا جس کا تمسخر اُڑاتے تھے۔ آپ فرما دیجئے کہ ذرا زمین میں چلو پھرو پھر دیکھ لو کہ تکذیب کرنے والوں کا کیا انجام ہوا؟

(سورۂ انعام رکوع ۱/۱)

اِس آیت کی تفسیر میں صاحب احسن التفاسیر فرماتے ہیں :

"یہ عادتِ الٰہی ہے کہ کسی اُمت کی فرمائش کے موافق نبی کو معجزہ دیا جاوے اور وہ معجزہ دیکھ کر بھی وُہ اُمت نبی کو نہ مانے تو پھر وُہ اُمت ہلاک ہو جاتی ہے۔ جس طرح ثمود کی اُونٹنی کا حال لوگ سُن چکے ہیں۔ اب آیت کے آخر میں حضرتؐ کی تسکین فرمائی کہ اگر یہ لوگ ایمان نہ لاویں گے اور اسی طرح مسخراپن کی باتیں کرتے رہیں گے تو انبیاء سے ٹھٹھا کرنے والوں کا حال جو آگے ہوا ہے وُہی ان کا بھی ہو گا اور قریش کو ہدایت فرمائی کہ ملکِ شام اور ملکِ یمن کے سفر میں پہلی قوموں کی اُجڑی ہوئی بستیاں دیکھ کر ذرا عبرت پکڑیں۔" (احسن التفاسیر منزل ۲ صفحہ ۱۱۳-۱۱۴)

خُلاصۃ التفاسیر جلد اوّل صفحہ ۵۸۲ اِس آیت کی تفسیر حسبِ ذیل دی ہے :

"بیشک اس سے پہلے جو پیغمبر گذرے اُن پر کُفّار مسخراپن کرتے رہے مگر اُن کا تمسخر اُنہیں پر کوٹ پڑا اور ہلاک ہو گئے۔ اُن سے کہہ دیجئے ذرا گھر سے نکل کر مُلکوں میں پھریں۔ دیکھیں کہ مُنکرینِ نوحؑ کس بھنور میں ہیں اور فرعونی کس طوفان میں؟ شدّاد کا باغ، نمرود کی آگ کہاں ہے؟ صالحؑ و شعیبؑ کے جھٹلانے والوں کا کہیں نام و نشان ہے؟ یہود نے الزامِ مسیحؑ میں کیا پایا۔ مچھلی والوں کے کیا

آگے آیا؟"

حضرت نوح علیہ السلام کے حالات بیان کرنے کے بعد ارشادِ خداوندی ہوتا ہے :

تِلْكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَيْبِ نُوْحِيْهَآ اِلَيْكَ مَا كُنْتَ تَعْلَمُهَآ اَنْتَ وَلَا قَوْمُكَ مِنْ قَبْلِ هٰذَا ۔ فَاصْبِرْ اِنَّ الْعَاقِبَةَ لِلْمُتَّقِيْنَ ۔

یہ قصہ منجملہ اخبارِ غیب کے ہے جس کو ہم وحی کے ذریعہ آپ تک پہنچاتے ہیں۔ اس سے پیشتر اسے نہ آپ جانتے تھے اور نہ آپ کی قوم۔ سو صبر کیجئے یقیناً نیک انجام متقیوں ہی کے لیے ہے۔" (پ ۱۲، رکوع نمبر ۳)

اقسامِ علمِ غیب :

غیب کے معنی پوشیدہ کے ہیں۔ اب یہ پوشیدگی کئی قسم کی ہے :

۱۔ اوّل۔ اضافی۔ کہ ایک چیز ہمارے سامنے ہے اور جو کوس دو کوس دُور ہے۔ ہم سے غائب اور غیب ہے۔ یہاں تک کہ عالمِ ناسوت کی جمیع چیزیں اگر ایک سے غیب میں ہیں تو دُوسرے کے نزدیک موجود ہیں۔ کیا اس قسم کا غیب بھی خاصۂ خدا ہے؟ عقلِ صافی فوراً کہہ دے گی کہ ہرگز نہیں۔ کسی کے لیے یہ غیب مطلق نہیں۔ بلکہ من وجہٍ مشہود ہے۔ اس کو ایک جانتا ہے تو دُوسرا نہیں جانتا۔ جن اکثر اسی قسم کے غیب کو کاہنوں سے بیان کر دیتے تھے۔ اور اب بھی بیان کر دیں تو کچھ بات نہیں۔

۲۔ دُوم۔ عالمِ ناسوت سے غیب۔ یعنی عالمِ مثالی کی چیزیں۔ عام ہے کہ وُہ ابھی اس عالم میں نہیں آئی ہیں۔ بلکہ آنے والی ہیں۔ یا اگر چلی گئی ہیں۔ نہ اب وُہ ان آنکھوں سے دیکھ سکتے ہیں نہ اِن کانوں سے سُنی جا سکتی ہیں۔ نہ اِن ہاتھوں سے ٹٹولی جا سکتی ہیں۔ نہ ناک سے سُونگھی جا سکتی ہیں۔ نہ زبان سے چکھی جا سکتی ہیں۔ اس قسم کا غیب اوّل غیب سے بلند ہے۔ مگر یہ بھی غیب مُطلق نہیں۔ جس کو غیب الغیب کہتے ہیں۔ کیونکہ یہ چیزیں عام ملکوت کے لوگوں کے سامنے ہوتی ہیں۔ اور یہی وجہ ہے کہ کبھی رُوح خواب میں جبکہ اُس کو کثافتِ جسمانیہ سے نورانیت حاصل ہوتی ہے۔ تو ان چیزوں میں سے بعض یا کُل کو دریافت کر لیتی ہے۔ اور اسی طرح اہلِ کشفِ صادق بحالتِ بیداری اپنی رُوحانی تجلّی میں دریافت کر لیتے ہیں۔ جیسا کہ حضرات انبیاء علیہم السلام و اولیائے کرام

چنانچہ صحیح بخاری میں حدیث کسوف ہے۔ جس میں روایت ہے کہ نبی صلعم کو نماز میں اس عالم غیب کی چیزیں دکھائی گئیں۔ اور اس لیے اشراقی اور اہلِ ریاضت بھی کبھی کبھی بعض چیزوں سے واقف ہو جاتے ہیں۔ اور کاہن اور رمّال و جفّار اور نجومی بھی کبھی کبھی اپنے قواعد سے کچھ اُڑتی ہوئی بات معلوم کر کے اپنی قوتِ متوہمہ سے نیک قالب میں ڈھالتے ہیں۔ مگر خود ان قواعد کی غلطی یا اُن سے استنباط کی لغزش اور اسی طرح خواب مکاشفہ میں قوتِ وہمیہ کی آمیزش اس علمی مرتبے کو ظن کے مرتبے میں کر دیتی ہے۔ یعنی بجز کشف انبیاء علیہم السلام کے اور جس قدر طریقے ہیں۔ اعلیٰ قدر مراتب اُن میں غلطی کا احتمال باقی رہتا ہے۔ اس لیے اُن کے جاننے کو علم بمعنی لیقین نہیں کہہ سکتے۔ پس اس قسم کا غیب بھی اُس کی طرف سے خاص حضرات انبیاء علیہم السلام کو عطا ہوتا ہے۔ جس کی یہ احتیاط کی جاتی ہے۔ کہ آگے اور پیچھے ملائکہ کا پہرا رہتا ہے۔ تاکہ شیاطین اور قوتِ فکریہ و قوتِ وہمیہ وخیالیہ آگے سے اور عادات و طبائع سامنے سے اُس میں کچھ بھی دست اندازی نہ کر سکیں۔ اور بعد کی چوکی سے علومِ محزونہ و عادات و اخلاق متردکہ اُس میں آمیزش کرنے نہیں پاتے۔ رمّالوں، جفّاروں، نجومیوں اور کاہنوں وغیرہ کے غیب میں تو ہزاروں من کوڑا کرکٹ ہوتا ہے اور حضرات اولیاء کرام کے مکاشفات میں بھی یہ محافظت نہیں ہوتی۔ قویٰ متوہمہ و متخیلہ کی آمیزش سے امن نہیں۔ اس لیے اُن کو بھی آخر الامر کتاب و سنّت پر بھروسہ کرنا پڑتا ہے۔ جو اقسام وحی کے ہیں اور اسی لیے اور مکلّفین کو بھی اُن کے الہامات کا پابند نہیں کیا گیا۔ اور نہ وہ الہامات حجّتِ قاطعہ ٹھہرائے گئے۔ یہ بات خاص الہام انبیاء علیہم السلام کو حاصل ہے۔ کہ جن کے حاصل ہونے سے پہلے بھی حفاظت ہوتی ہے کہ وحی کے وقت اُن کے قویٰ کو معطّل کر دیا جاتا ہے اور بعد میں بھی حفاظت ہوتی ہے۔ یہ اِس لیے کہ ہر ایک کو معلوم ہو جائے کہ انبیاء علیہم السلام نے اپنے رب ہی کے احکام و پیغام پہنچائے اور اس میں کچھ آمیزش اور کمی زیادتی تبدیل و تغیر نہیں ہوئی۔

۳۔ تیسری قسم غیب الغیب ہے اور غیب مطلق جس کو حق سبحانہ کے سوا اور کوئی نہیں جانتا۔ پھر اس کی بھی کئی قسمیں ہیں۔ بعض وہ ہیں کہ جن کے جاننے کی کسی ممکن میں قدرت ہی نہیں۔ اور یہ ایک بے انتہا غیب ہے لَا یَعْلَمُہٗٓ اِلَّا ھُوَ[1]۔"

---

[1] تفسیر حقانی جلد، صفحہ ۲۴۳-۲۴۴۔ یہ تفسیر حقانی کی وُہی عبارت ہے۔ جسے ہم نے تفسیر آیۃ فلا یظھر علیٰ غیبہ سے اسی مقام کے لیے چھوڑا تھا۔ تاکہ تکرار نہ ہو۔ (مؤلف)

تفسیر مواہب الرحمٰن میں بھی وَمَا کَانَ اللّٰہُ لِیُطْلِعَکُمْ عَلَی الْغَیْبِ کی تفسیر میں چند اقسامِ علمِ غیب دی ہیں۔ جن کا یہاں ذکر بھی فائدہ سے خالی نہ ہوگا۔ چنانچہ فرماتے ہیں :

"اللہ تعالیٰ کے یہاں چند طرح کے غیب ہیں۔ اوّل غیب ظاہر۔ دُوم غیب باطن۔ سوم غیب الغیب چہارم سرّ الغیب۔ پنجم غیب السرّ۔ پس غائب ظاہر تو وُہی ہے۔ جس کی اللہ تعالیٰ نے امرِ آخرت وغیرہ کو خبر دی ہے اور اس پر کوئی مطلع نہیں ہوتا۔ مگر وُہی مقام جو یقین کو پہنچ گیا ہو۔ اور جو اس مقام کو پہنچا وُہ نفس کے شواغل و خطراتِ شیاطین سے خارج ہوتا ہے۔ لیکن حدِ استقامت پر نہ ہونے سے دیدارِ آخرت ہی ہوتا ہے۔ اس واسطے کہ یقین تو خود خطرات ہیں۔ اور یہ خطاب بایں معنی خطاب اضداد ہے۔ اور غیبِ باطن سو وُہ غیب اُن چیزوں کا ہے جو مقدر کر کے چشمِ اعتبار سے پوشیدہ ہیں۔ اور یہ خطاب اہلِ ایمان کا ہے۔ اور غیب الغیب تو وُہ افعال میں سرِّ صفات کا غیب ہے۔ اور بایں معنی یہ خطاب مُریدین کو ہے اور سرّ الغیب تو وُہ صفت میں نُورِ ذات ہے اور یہ خطاب مُحبّین کو ہے اور غیب السرّ تو وُہ عینیّتِ قدم ہے کہ اس پر کبھی کوئی مخلوق مطلع نہیں ہو سکتا۔" (تفسیر مواہب الرحمٰن جلد نمبر ۲۔ صفحہ نمبر ۱۱۵)

اُمورِ دین و دُنیا و عاقبت اور علمِ غیب

اِس عنوان کے ذیل میں جن واقعات یا بیانات کا تذکرہ آنا ہے۔ اُن پر مفصّل بحث پہلے حصّہ میں گذر چکی ہے۔ اس لیے یہاں اُن کی تشریح و توضیح درکار نہیں۔ بلکہ اُن کا یہاں یک جا بیان ایک خاص مقصد کے حل کرنے کو لایا گیا ہے۔ اور صرف اشارات اور سادہ بیانات پر ہی اکتفا کیا جائے گا۔ وَمَا تَوْفِیْقِیْ اِلَّا بِاللّٰہِ۔

۱- اُمورِ دین

اُمورِ دین وُہ ہیں جو اسلام کے پانچ بُنیادی اُصولوں کے ماتحت ہوں۔ یا با لفاظِ دیگر اسلام کی بنیاد پانچ ایسے ارکان پر ہے۔ کہ اگر کوئی شخص اُن میں سے ایک کا منکر ہے تو وُہ مسلمان نہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ کہ اسلام کی بُنیاد پانچ چیزوں پر رکھی گئی ہے۔

۱- ایمان۔ اس امر کی گواہی دینا کہ خدا کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد صلعم خدا کے بندے اور رسول ہیں۔

۲- نماز پڑھنا۔

۳- زکوٰۃ دینا۔

۴- حج کرنا۔

۵- رمضان شریف کے روزے رکھنا۔ (بخاری و مسلم)

پانچ بنائے اِسلام اور علمِ غیب :

اگرچہ علمِ غیب کا تعلق صرف رُکنِ اوّل "ایمان" سے ہے۔ لیکن ہم صحیح واقعات کی روشنی میں واضح کر دینا چاہتے ہیں۔ کہ ان پانچوں ارکان کے متعلق جو قرآن و احادیث صحیحہ میں جو تفصیلات موجود ہیں۔ اُن سے ظاہر ہے۔ کہ ان پانچوں ارکان میں سے ہر ایک کے الگ الگ بیان میں ایسے واقعات بھی ظہور پذیر ہوئے ہیں جن میں سے ہر ایک اس امر پر شاہد عادل ہے۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم عالم الغیب نہیں۔

رُکنِ اوّل - ایمان :

مشکوٰۃ شریف میں کتاب الایمان کی پہلی حدیث جس میں ایمان اور اسلام کی تعلیم دی گئی ہے۔ اُس میں حضرت جبریل علیہ السلام کے اس سوال پر کہ "مجھے قیامت کی خبر دیجئے یعنی وُہ کب ہوگی؟" حضور صلعم نے فرمایا "ما المسئول عنھا باعلم من السائل" کہ مسئول اُس کے متعلق سائل سے زیادہ نہیں جانتا۔ یعنی ہم دونوں نہیں جانتے۔ اس سے ظاہر ہے کہ قیامت کے وقوع کا آپ کو علم نہیں اور یہ علم بھی منجملہ اُمورِ غیبیہ کے ہے۔ جو علم آپ کو عطا ہُوا تھا۔ وُہ آپ بتلاتے گئے اور جو عطا نہیں ہُوا۔ اُس کے متعلق صاف انکار کر دیا۔ لہٰذا آپ عطائی عالم الغیب نہ تھے۔ اس حدیث کا مفصل بیان آگے آتا ہے۔

رُکنِ دُوم - نماز :

"عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ ظہر میں پانچ رکعتیں پڑھ لیں۔ آپ سے پوچھا گیا کہ کیا نماز میں کچھ زیادتی ہو گئی ہے۔ آپ نے فرمایا کیونکر؟ صحابہؓ نے عرض کیا آپ نے پانچ رکعتیں پڑھی ہیں۔ (یہ سُن کر) آپ نے سلام پھیرنے کے بعد دو سجدے کیے۔ اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ آپ نے صحابہؓ کے اعتراض پر فرمایا۔ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ اَنْسٰی کَمَا تَنْسَوْنَ فَاِذَا نَسِیْتُ فَذَکِّرُوْنِیْ" یعنی میں بھی تمہاری مانند انسان ہُوں۔ جس طرح تم بھولتے ہو میں بھی بھولتا ہُوں۔ جب میں بھول جایا کروں تو تم مجھ کو یاد دلا دیا کرو۔ (بخاری و مسلم)

یہ صرف ایک حدیث ہی ایک ایماندار آدمی کے لیے اُس تمام نزاع کا فیصلہ کر دیتی ہے جو ہندوستان بھر میں اور خصوصًا پنجاب میں ایک عرصہ سے چلا آ رہا ہے۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بشر ہیں یا نہیں یا انھیں بشر کہا جائے یا نہ اور حضور صلعم عطائی عالم الغیب ہیں یا نہیں۔ کیونکہ جیسا کہ قرآن کریم میں اللہ تعالےٰ نے حضور صلعم کے زمانہ کے کفارِ مکہ کے عقائدِ فاسدہ کی جو اپنے زعمِ باطل میں نبی اور رسول کو عالم الغیب سمجھتے اور نبی یا رسول کا انسان ہونا محال جانتے تھے قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ نازل کر کے اصلاح فرما دی۔ کہ ان نادانوں سے فرما دیجئے کہ با وجود تمہارے جیسا انسان ہونے کے (میں اللہ کا نبی بھی ہوں) میری طرف وحی کی جاتی ہے۔ عالم الغیب صرف اللہ کی ذات پاک ہے "لَآ اَعْلَمُ الْغَیْبَ" میں غیب نہیں جانتا۔ اور اگر میں غیب جانتا ہوتا تو بھلائی ہی بھلائی جمع کر لیتا اور مجھے کوئی بُرائی نہ چھُوتی۔ مگر میرا حال تم اس کے برعکس دیکھتے ہو۔ بالکل قرآنی تعلیم کے موافق اور اُس کی تائید میں حضور صلعم نے خود

اپنی زبانِ ترجمانِ حقیقت سے ارشاد فرما دیا۔ کہ میں بھی آخر تمہارے جیسا انسان ہوں۔ تمہاری طرح میں بھی
بھول جایا کرتا ہوں۔ اس لیے جب آئندہ بھی بھول جاؤں تو مجھے یاد دلا دیا کرو۔ یہ ارشادِ نبوی تو صاف
صاف بتلا رہا ہے۔ کہ آپؐ اپنی ساری آئندہ کی زندگی کے لیے فرما رہے ہیں۔ گویا اس صحیح حدیث پاک
نے فیصلہ فرما دیا۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بشر رسول تھے اور اپنی ساری زندگی میں عالم الغیب نہ تھے۔
مشکوٰۃ شریف میں سجدہ سہو کا سارا بیان پڑھو تو معلوم ہو جائے گا۔ کہ کہیں چار رکعتوں والی نماز
میں حضور صلعم نے بھول کر پانچ رکعتیں پڑھیں۔ کبھی چار کی بجائے دو اور کبھی تین اور کبھی دو کے بعد
بیٹھنے کی بجائے اُٹھ کھڑے ہوئے پھر یاد دلانے پر سجدہ سہو کیا۔

یہ ایک دن کا واقعہ نہیں بلکہ عمر بھر میں ایسا ہوا۔ یہ سب احادیث مندرجہ بالا بیان کی تائید کرتی ہیں۔
اِن صورتِ حالات پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب بناوٹ سے ایسا کرنے کا گمان کرنا حضورِ اقدس
صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ کا الزام ہے اور اسلامی احکام کو ایک کھیل اور تماشہ بنا دینے کے مترادف
ہے۔ لہٰذا آپؐ کے تمام اقوال و افعال حقیقت پر مبنی تھے۔ اُن میں بناوٹ کا شائبہ تک نہ تھا۔

رُکنِ سوم۔ زکوٰۃ :

سب مستند تفاسیر میں یہ واقعہ مذکور ہے۔ جسے ہم اختصار کے مدِنظر تفسیر حقانی سے نقل کرتے
ہیں۔ چنانچہ فرماتے ہیں :

"امام احمد وغیرہ نے نقل کیا ہے کہ حارث بن ضرار خزاعی کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے زکوٰۃ پر متعین
کرکے اُس کی قوم میں بھیجا۔ ایمان نے اس میں خلل اندازی کر دی۔ تب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے
ولید بن عقبہ کو زکوٰۃ وصول کرنے کے لیے بھیجا۔ اُس نے آکر جھوٹ موٹ کہہ دیا کہ حارث مقابلہ
میں آیا اور مجھے قتل کرنے پر آمادہ ہو گیا۔ اس پر ایک لشکر تیار ہو کر حارث کے مقابلہ کو چلا۔
اُدھر وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں زکوٰۃ کے لیے آ رہا تھا۔ کہ رستہ میں لشکر سے
ملا۔ دریافت ہوا تو تعجب ہوا۔ پھر آنحضرتؐ کے پاس آئے۔ حارثؓ نے قسم کھائی کہ میں نے
ہرگز ایسا نہیں کیا تب یہ آیت نازل ہوئی۔" (تفسیر حقانی جلد ۶ صفحہ ۳۰۰)

"یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ جَآءَکُمْ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ فَتَبَیَّنُوْٓا" اگر کوئی فاسق تمہارے
پاس کوئی خبر لائے تو جانچ لیا کرو۔ یہ نہیں کہ جو کسی سے سُنا یقین کر لیا اور اس پر کاربند ہو گئے

کیونکہ ایسی صورتوں میں باہم لڑنے کے لیے بہت سے جھوٹ افسانے غماز بنا لیا کرتے ہیں۔
ان پر باور کر کے کسی سے لڑ پڑے یا رنجیدہ ہو کر اُن کے برخلاف کر بیٹھے تو پھر دریافت حال
ہونے کے بعد ندامت اُٹھانی پڑے۔" (تفسیر حقانی جلد ۶ صفحہ ۳۰۰)

اس واقعہ کو پہلے جہاں ہم نے پورا بیان کیا ہے تو وہاں دس ایسے مقامات کا ذکر کیا ہے جو
غیب دانی کے منافی ہیں۔ پھر سے دیکھ لیے جائیں۔ بہر حال یہ واقعات صاف بتلا رہے ہیں کہ آپؐ
عالم الغیب نہ تھے ورنہ ایک مومن صالح جو خود زکوٰۃ لا رہا تھا اُس پر فوج کشی بے معنی۔ بالکل بے سُود
اور سراسر ایک لغویات ہو جاتی ہے۔ حالانکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی فعل ایسا نہیں جسے
بے معنی یا بے سُود اور لغو کہا جا سکے۔ لہٰذا ماننا پڑے گا کہ حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ہرگز عطائی
عالم الغیب بھی نہ تھے۔

رُکنِ چہارم۔ حج :

سنہ ۶ھ کو آپؐ ایک خواب دیکھتے ہیں۔ کہ آپؐ خانہ کعبہ میں حج کی رسمیں ادا کر رہے ہیں۔ انبیاءؑ
کا خواب بھی ایک قسم کا الہام ہوتا ہے۔ حضورؐ تیاری کرتے ہیں اور پندرہ سو کے قریب صحابہؓ بھی آپؐ
کے ساتھ روانہ ہوتے ہیں۔ لیکن مقامِ حدیبیہ پر کفار نے روک لیا اور صلح حدیبیہ کا واقعہ پیش آیا۔
اور آپؐ حج نہ کر سکے۔ شرائطِ صلح کچھ ایسی تھیں کہ بظاہر معلوم ہوتا تھا کہ مسلمانوں نے دَب کر صلح
کی ہے۔ جس سے صحابہؓ کی جماعت بھی ناراض تھی۔ اس واقعہ کے مفصل بیان میں ہم نے بیس ایسے
مقامات کا ذکر کیا ہے جو غیب دانی کے منافی ہیں۔ سال کا تعین چونکہ اس عالم الغیب پروردگارِ عالم
نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں بتلایا تھا۔ اس لیے آپؐ نے اُس کے سمجھنے میں غلطی کھائی۔ جو حضور
صلعم کے عطائی عالم الغیب ہونے کے بھی منافی ہے۔

رُکنِ پنجم۔ روزہ :

امام ابوجعفر طحاوی حنفی فرماتے ہیں :

"اِنَّ الْھِلَالَ خَفِیَ عَلَی النَّاسِ فِیْ اٰخِرِ لَیْلَۃٍ مِّنْ شَھْرِ رَمَضَانَ فِیْ زَمَنِ رَسُوْلِ
اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاَصْبَحُوْا صِیَامًا فَشَھِدُوْا عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ
عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بَعْدَ زَوَالِ الشَّمْسِ اَنَّھُمْ رَاَوُا الْھِلَالَ اللَّیْلَۃَ الْمَاضِیَۃَ فَاَمَرَ

رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ النَّاسَ بِالْفِطْرِ فَاَفْطَرُوْا تِلْکَ السَّاعَۃَ
فَخَرَجَ بِھِمْ مِنَ الْغَدِ فَصَلّٰی بِھِمْ صَلٰوۃَ الْعِیْدِ۔"

"یعنی تحقیق کہ چاند پوشیدہ ہؤا لوگوں پر آخر رات میں رمضان سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں تو صبح کو اُنھوں نے روزہ رکھا اور آئے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بعد زوال کے لوگ کہ اُنہوں نے دیکھا چاند کو گذشتہ شب میں۔ پس حکم کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو فطر کا (یعنی روزہ کھولنے کا) اور کھولا اُنہوں نے روزہ اُسی وقت اور نکلے آپ ساتھ اُن کے دُوسرے روز صبح کے وقت اور پڑھی ساتھ اُن کے نمازِ عید۔"

(نور الہدایہ ترجمہ اردو شرح وقایہ جلد ا صفحہ ۱۳۷) اس حدیث کی صحت پر دارقطنی نووی اور طحاوی کا اتفاق ہے۔ اور طحاوی کے یہ الفاظ ہیں۔ جو احناف کے حدیث میں امام ہیں دیکھو طحاوی مترجم جلد ا۔ صفحہ ۳۵۷ (ابو داؤد و نسائی) اشعۃ اللمعات جلد ا صفحہ ۶۰۵)

یہ حدیث صاف بتلا رہی ہے کہ جیسے اور لوگوں نے آفتاب کے ڈھل جانے تک روزہ رکھا ہؤا تھا ایسے ہی آپؐ کے بھی روزہ تھا۔ گویا آپ کو بھی چاند کے گذشتہ رات کو نکلنے کا علم نہ ہؤا جب تک کہ باہر سے لوگ نہ آئے جنہوں نے دیکھا تھا۔ پھر اُن کے اطلاع اور شہادت دینے پر خود بھی روزہ کھول دیا اور دُوسرے لوگوں کو بھی افطار کا حکم دیا۔ اور عید کی نماز دُوسرے دن ادا کی۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ آپ غیب دان نہ تھے۔ ذاتی علمِ غیب کا تو کوئی بھی قائل نہیں۔ لیکن اگر عطائی علمِ غیب ہی حضورؐ کو ہوتا تو آپ کو اُن لوگوں کے بتلانے سے پہلے معلوم ہونا چاہیئے تھا۔ اور جب یہ ثابت نہیں تو آپؐ ہرگز عطائی عالم الغیب بھی نہ تھے۔

۲۔ اُمورِ دُنیا

پانچ بنائے اسلام جو اُمورِ دین کو شامل ہیں۔ جب اُن کے بیان سے ظاہر ہو گیا کہ آپؐ ہرگز عطائی عالم الغیب نہیں۔ تو اُمورِ دنیا کی جانب تو آپ کو کم توجہ تھی۔ اُن کے بیان کی بھی چنداں ضرورت نہیں رہتی۔ مگر ہم ناظرین کی مزید تسلی کے لیے چند احادیث کی طرف اشارہ کر دیتے ہیں۔ جن سے ظاہر ہو جائے کہ اُمورِ دنیا میں بھی حضورؐ عطائی عالم الغیب نہ تھے۔

۱۔ "جب نبی صلعم مدینہ تشریف لائے ہیں۔ اُس وقت مدینہ کے لوگ کھجوروں کے درختوں میں تابیر کرتے تھے (یعنی کھجور کے درختوں میں نر مادہ دو قسم کے درخت ہوتے ہیں وہ نر کھجور کے پھول مادہ پر جھاڑتے تھے جس سے پھل زیادہ آتا تھا) رسول اللہ صلعم نے پُوچھا یہ تم کیا کرتے ہو؟ لوگوں نے عرض کیا کہ ہم ایسا ہی کرتے چلے آئے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ اگر تم ایسا نہ کرو تو شاید بہتر ہو۔ آپ کا یہ ارشاد سُن کر لوگوں نے اِس عمل کو ترک کر دیا اور اس سال پھل کم آیا۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا ذکر کیا گیا۔ آپ نے فرمایا؟ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ اِذَا اَمَرْتُکُمْ بِشَیْءٍ مِّنْ اَمْرِ دِیْنِکُمْ فَخُذُوْا بِہٖ وَاِذَا اَمَرْتُکُمْ بِشَیْءٍ مِنْ رَّأْیِیْ فَاِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ" میں بھی ایک آدمی ہوں۔ پس جب تم کو کوئی دینی حکم دُوں تو تم اس کو قبول کر لو اور جب اپنی رائے (عقل) سے کوئی بات بتلا دُوں تو تم سمجھ لو کہ میں بھی ایک آدمی ہوں۔" (مسلم بحوالہ مشکوٰۃ اُردو ترجمہ جلد اوّل صفحہ ۴۷-۴۸) شیخ عبد الحق محدث دہلویؒ اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں:

"در بعض روایات ہم درین قضیہ آمدہ کہ فرمود" اَنْتُمْ اَعْلَمُ بِاُمُوْرِ دُنْیَاکُمْ) شما دانا ترید بکار ہائے دُنیائے خود" (اشعۃ اللمعات جلد ا صفحہ ۱۲۹) اسی واقعہ کے متعلق بعض روایات میں آیا ہے کہ حضور صلعم نے فرمایا کہ اپنے اُمورِ دُنیا کو بہتر جانتے ہو۔ یعنی حضور صلعم کی توجہ اُمورِ دُنیا کی طرف کم تھی۔ مظاہر حق میں بھی یہ روایت دی ہے۔ (جلد اول صفحہ ۴۷)

اِس حدیث سے ظاہر ہے کہ حضور صلعم کو تابیر کی خاصیت کا علم نہ تھا۔ جو عطائی عالم الغیب ہونے کے منافی ہے۔

۲۔ بدر کے مقام پر حضور صلعم نے ایک جگہ قیام کرنے کا حکم دیا۔ تو حضرت حبابؓ بن منذر نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کی کہ جو مقام انتخاب کیا گیا ہے۔ وحی کی رُو سے ہے؟ یا فوجی تدبیر ہے؟ ارشاد ہؤا کہ وحی نہیں ہے۔ حضرت حباب نے کہا تو بہتر ہوگا۔ کہ آگے بڑھ کر چشمہ پر قبضہ کر لیا جائے۔ اور آس پاس کے کنوئیں بیکار کر دیے جائیں۔ آپ نے یہ رائے پسند فرمائی اور اسی پر عمل کیا گیا۔" (سیرۃ النبی جلد ا صفحہ ۳۱۸) ابن ہشام اور ابن خلدون میں بھی ایسا ہی مذکور ہے۔

اِس واقعہ سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ صحابہؓ حضور صلعم کو عالم الغیب نہ جانتے تھے

ورنہ ابنِ منذر یہ جرأت نہ کر سکتے۔ پھر آپ کا خود تسلیم کرنا کہ یہ وحی نہیں۔ اور ایک صحابی کی تجویز کو پسند فرمانا اور اسی پر عمل کرنا۔ اپنے حکم کو ترک کرنا۔ یہ سب باتیں ایک عالم الغیب کی شان سے خواہ ذاتی ہو یا عطائی، بعید ہیں۔ کیا خوب کہا صحابی رضؓ نے کہ اگر وحی ہے جو عالم الغیب پروردگار عالم کی طرف سے ہے تو اس میں تو چون و چرا کی گنجائش نہیں۔ اور اگر حضور صلعم کی اپنی تجویز ہے تو اس میں کلام ہے اور اس سے بہتر تجویز بھی پیش کر دی۔ جس پر پسندیدگی سے عمل کیا گیا۔

۳۔ کفارِ مکّہ کے ایک سردار کرز بن جابر نے ایک جماعت کو ہمراہ لے کر اور مکّہ سے چل کر مدینہ منورہ کی متصلہ چراگاہ پر چھاپہ مارا اور مسلمانوں کے بہت سے اُونٹ لے کر چل دیا۔ مسلمانوں کو جب اس چھاپہ کا حال معلوم ہوا تو اس کے تعاقب میں مقامِ صفوان تک گئے لیکن دشمن نکل چکا تھا۔ مجبوراً لوٹ آئے۔" (تاریخ اسلام از اکبر شاہ خان صاحب نجیب آبادی۔ جلد اوّل صفحہ ۱۴۷)

حضور صلعم مسلمانوں کے سردار تھے اُن پر مسلمانوں کی نگاہ داشت واجب تھی۔ مگر کسی صحیح یا ضعیف روایت سے بھی یہ بات معلوم نہیں ہوئی کہ آپؐ نے اس چھاپہ کی پہلے سے خبر دی ہو تاکہ آپ کے ماتحت مسلمان محفوظ رہتے جو کہ "علم غیب" کی علّت غائی ہے۔ جو کہ آیۃ لَوْ كُنْتُ أَعْلَمُ الْغَيْبَ لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ وَمَا مَسَّنِيَ السُّوءُ (اگر میں غیب داں ہوتا تو بہت کچھ فائدہ حاصل کر لیتا اور مجھ کو کوئی نقصان نہ پہنچتا) سے عیاں ہے۔ کہ عالم الغیب سراپا خبیر ہی خبیر ہوتا ہے۔ اُسے کوئی بُرائی، نقصان یا تکلیف ہو ہی نہیں سکتی اور ایسی ذات سوائے اُس پروردگارِ عالم کے اور کوئی نہیں۔

اس سے اُن لوگوں کے خام خیال کی بھی تردید ہو گئی۔ جو یہ کہتے ہیں کہ "نبی کہتے ہی اس کو ہیں جو غیب کی خبریں دے۔" (جاء الحق جلد اوّل صفحہ ۱۱۱) اگر اسے نبی کی صحیح تعریف تصوّر کیا جائے جو یہاں مفتی احمد یار خان صاحب نے کی ہے۔ تو اس واقعہ سے اور ایسے بے شمار واقعات سے جن کی نسبت حضور صلعم پہلے سے اُمّت کو آگاہ نہیں کر سکے حضورؐ کی نبوّت پہ شک آتا ہے۔ کیونکہ اگر نبی ہوتے تو اس تعریف کی رُو سے خبر دیتے اور جو خبر نہیں دی تو نبی نہ رہے۔ نبی غیب دان ہونا چاہیئے کفّار کا عقیدہ تھا۔

کاش! یہ لوگ کتاب و سُنّت کی تشریح میں محض اٹکل پچو اور عقلی ڈھکوسلوں سے کام نہ لیتے۔ ورنہ جس خبر کا دینا نبی کے لیے ضروری ہوتا ہے وُہ صرف تبلیغ احکامِ خداوندی ہے۔ جیسا کہ شاہ عبدالعزیز محدّث دہلویؒ نے آیۃ يَسْأَلُونَكَ عَنِ السَّاعَةِ أَيَّانَ مُرْسَاهَا کی تفسیر میں فرمایا ہے:

"يَسْأَلُونَكَ عَنِ السَّاعَةِ یعنی سوال می کنند ترا از وقتِ آمدنِ قیامت أَيَّانَ مُرْسَاهَا یعنی کے خواہد شد برپا کردن آن قیامت و کدام وقت متحقق خواہد شد حالانکہ این سوالِ ایشاں بے جا محض است زیرا کہ کارِ تو بیانِ اوقاتِ حوادث آیندہ نیست تا از تو این قسم سوالات نمایند۔ این کار کارِ منجماں و رمّالاں و جفریاں و فال بیناں و کاہناں است۔ کارِ تو تبلیغ احکام الٰہی است و ترسانیدن از عقوبت او تعالیٰ بے تعیین وقتِ آن عقوبت۔"

(تفسیر عزیزی پارہ عمّ صفحہ ۳۷ - ۳۸)

آپ سے قیامت برپا ہونے کا وقت دریافت کرتے ہیں کہ کب واقع ہو گی؟ اس کا خاص وقت کونسا ہے؟ یہ سوال اُن کا بے جا محض ہے کیونکہ آیندہ کے حوادث کی خبر دینا آپ کا کام نہیں کہ اس قسم کے سوالات آپ سے کیے جائیں۔ یہ کام تو نجومیوں۔ رمّالوں۔ جفریوں فال دیکھنے والوں اور کاہنوں کا ہے آپؐ کا کام تو تبلیغ احکامِ خداوندی ہے۔ یعنی اللہ کے پیغامات اس کے بندوں تک پہنچا دینا اور انہیں بغیر مقرر کرنے وقت کے اللہ کے عذاب سے ڈرانا۔

"بیان اوقاتِ حوادث مستقبلہ از شروطِ نبوّت و ولایت نیست۔" (تفسیر عزیزی پارہ عمّ ص۳۸)

آیندہ کے حادثوں کے اوقات بیان کرنا نبوّت اور ولایت کی شرطوں سے نہیں ہے۔

۴۔ جب حضور صلّی اللہ علیہ وسلم بدر کے قریب پہنچے۔ علیؓ ابنِ ابی طالب۔ زبیرؓ۔ سعدؓ کو چند آدمیوں کے ہمراہ حالات دریافت کرنے کو بھیجا۔ یہ بھی غیب دانی کے منافی ہے۔

۵۔ وُہ دو لڑکے پکڑ لائے۔ آپؐ نے اُن لڑکوں سے پوچھا کہ قریش کہاں ہیں؟ اُنھوں نے کہا یہ ٹیلہ جو دکھائی دیتا ہے اس کے پیچھے ہیں۔ پھر آپؐ نے دریافت کیا کہ کتنے لوگ ہیں؟ اُن لڑکوں نے جواب دیا کہ کثیر التّعداد ہیں۔ جن کا شمار ہم کو معلوم نہیں ہے۔ تب آپؐ نے استفسار کیا۔ روزانہ کس قدر اُونٹ کھانے کے لیے ذبح کیے جاتے ہیں۔ لڑکوں نے کہا کبھی دس کبھی نو۔ رسول اللہ صلعم نے کہا کہ غالباً نو سو یا ہزار کے اندازہ میں ہیں۔

(سیرۃ ابنِ ہشام جلد اوّل صفحہ ۲۲۳۔ تاریخ ابن خلدون جلد سوم صفحہ ۱۷)

لشکر کا اندازہ کرنے کے لیے کس قدر دانائی کی بات حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی۔ جو اُن بچوں سے یہ دریافت کیا کہ روزانہ کتنے اُونٹ ذبح کیے جاتے ہیں۔ جس سے یہ معلوم کر لیا کہ اندازاً ہزار کے قریب ہوں گے۔ لیکن اگر حضور صلعم کو عطائی عالم الغیب مان لیا جائے۔ تو صحابہ‌ؓ کا دریافت حالات کے لیے بھیجنا، لڑکوں سے دریافت کرنا وغیرہ سب باتیں لغو ٹھیرتی ہیں۔ اور یہی حال آپ کا عمر بھر رہا۔ لہٰذا آپؐ عطائی عالم الغیب بھی ہرگز نہ تھے۔

۶۔ حضرت حذیفہ‌ؓ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نہیں جانتا ہُوں کہ میں کب تک تم میں زندہ رہوں گا۔ سو پیروی کرنا اُن دو شخصوں کی جو میرے بعد ہیں اور اشارہ کیا طرف ابُوبکر‌ؓ اور عمر‌ؓ کے اور راہ پاؤ ساتھ طریقے عمار‌ؓ کے اور جو ابنِ مسعود‌ؓ تم سے حدیث بیان کرے اُسے سچا جانو۔ (ترمذی بحوالہ تلخیص الصحاح جلد ۵ صفحہ ۴۲)

یہ حدیث صحابہ‌ؓ کے مناقب و فضائل کے بیان میں ہے مگر اس میں صاف بتلا دیا کہ مجھے یہ معلوم نہیں کہ میں کب تک زندہ رہوں۔ اور یہ بات ظاہر کرتی ہے کہ آپؐ عالم الغیب نہ تھے۔ ذاتی علم کا تو کوئی سوال ہی نہیں پیدا ہوتا اور نہ کوئی مسلمان قائل ہو سکتا ہے۔ مگر وفات کا علم تو عطا نہیں ہوا پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو عطائی عالم الغیب کہنا درست نہ رہا۔ کیونکہ عالم الغیب تو وُہ ہے جس سے کوئی چیز کسی وقت بھی پوشیدہ نہ ہو۔

۳۔ اُمورِ عاقبت

یہ احادیث بھی بیان ہو چکی ہیں۔ ایک وُہ جس میں آپؐ نے فرمایا کہ حوضِ کوثر پر میں کچھ لوگوں کو اپنا اُمتی سمجھ کر آبِ کوثر پلانے کو کہوں گا کہ مُجھ سے کہا جائے گا۔ کہ آپؐ کیا جانیں کہ آپؐ کے بعد اُنہوں نے کیا کیا بدعتیں نکالیں؟ پھر آپؐ دوری ہو دُوری ہو فرمائیں گے اور دُوسری وُہ حدیث جس میں آپؐ نے فرمایا کہ "میں اپنے پروردگار کی حضوری میں حاضر ہُوں گا اور اجازت چاہوں گا۔ تو مجھ کو اجازت مِلے گی۔ پھر مجھ کو اللہ تعالیٰ اپنی تعریفوں اور حمدوں کے الفاظ الہام فرمائے گا۔ جن کے ساتھ میں اُس کی تعریف کروں گا۔ اور وُہ تعریفیں مجُھ کو اب یاد نہیں"۔ "لا اقدر علیہا الآن" وغیرہ وغیرہ۔

حوضِ کوثر والی حدیث میں یہ بھی آیا ہے کہ:

"اصحاب نے کہا یا حضرت آپؐ ہم کو پہچانیں گے فرمایا کہ ہاں تمھارے واسطے ایسی نشانی ہو گی کہ تمہارے سوائے اور کسی کو نہ ہو گی۔ تم میرے پاس آؤ گے اس حال میں کہ تمہارے چہرے اور ہاتھ پاؤں روشن ہوں گے وضو کے نشان سے[۵]"

کیا معقول تمیز کی وجہ بیان فرمائی۔ جس سے صاف ظاہر ہے کہ عالم الغیب کے لیے یہ وجہ تمیز کے لیے یا یہ نشانی پہچان کے لیے ضروری نہیں۔ اور عالم الغیب نہ ہونے کی صُورت میں ضروری بلکہ نہایت مناسب ہے۔

اِن احادیث سے صاف ظاہر ہے کہ قیامت کے دن تک بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم عطائی عالم الغیب نہ ہوں گے۔ اس بحث میں ہم نے واضح کر دیا ہے کہ امورِ دین و دُنیا ہی نہیں بلکہ عاقبت میں بھی حضور صلعم اس صفتِ مخصُوصہ باری تعالیٰ سے ہرگز متّصف نہ ہوں گے۔ یعنی علم غیب کا اُس دن بھی عطا ہونا کہیں سے کسی طرح ثابت نہیں ہوتا۔ نہ عقلاً نہ نقلاً۔ قرآن و حدیث کی سچّی روشنی میں تو ہمیں علمِ غیب کے متعلق آپؐ کی قیامت کو بھی وُہی حالت نظر آتی ہے جو دُنیا میں تمام عمر بھر رہی کوئی نمایاں فرق عیاں نہیں۔

---

[۵] تلخیص الصحاح جلد ۵ صفحہ ۲۷۸

تعلیم و تکمیلِ دین اور علمِ غیب

سالِ اخیر حجۃ الوداع ۱۰ھ :

"اِس سال نبی صلی اللہ علیہ وسلّم نے حج کا ارادہ کیا اور جُملہ اطراف میں اطّلاع بھیج دی گئی ۔ کہ نبی صلعم حج کے لیے تشریف لے جانے والے ہیں ۔ اس اطّلاع کے بعد انبوہ در انبوہ خلقت مدینہ طیبہ جمع ہو گئی ۔ اس انبوہ میں ہر درجہ و ہر طبقہ کے شخص تھے ۔" (رحمۃ اللعالمین جلد ۱ صفحہ ۲۹۸)

"عطاءؒ کہتے ہیں کہ آدمیوں کی ایک جماعت میں جو میرے ساتھ تھی میں نے جابرؓ بن عبداللہ کو یہ کہتے ہُوئے سُنا ۔ کہ احرام باندھا ہم نے یعنی صحابہؓ نے صرف حج کا ۔ عطاءؒ کا بیان ہے کہ جابرؓ نے ہم سے کہا ذی الحجہ کی چوتھی تاریخ کی صبح کو رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور ہم کو حکم دیا ۔ کہ ہم حلال ہو جائیں ۔ عطاءؒ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا کہ حلال ہو جاؤ اور عورتوں کے پاس جاؤ ۔ عطاءؒ کا خیال ہے کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کے پاس جانے کا حکم وجوب کے طور پر نہیں دیا ۔ یعنی عورتوں کے پاس جانے کو واجب قرار نہ دیا تھا ۔ بلکہ بطورِ اباحت و اجازت تھا ۔ یعنی عورتیں حلال کر دی گئی ہیں ۔ ہم نے یہ حکم سُن کر تعجب کے طور پر ایک دوسرے سے کہا کہ جبکہ ہمارے اور عرافات کے دن کے درمیان صرف پانچ دن باقی ہیں ۔ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے ہم کو یہ حکم دیا ہے کہ ہم اپنی عورتوں سے مجامعت کریں اور پھر اس حال میں کہ ہم عرافات کے اندر جائیں کہ ہمارے عضوِ مخصوص سے منی کے قطرے ٹپکتے ہوں ۔ عطاءؒ کہتے ہیں کہ جابرؓ نے اپنے ہاتھ کو حرکت دے کر عضوِ مخصوص سے قطرات ٹپکنے کی طرف اشارہ کیا اور یہ منظر اب تک میری نگاہوں میں ہے ۔ جابرؓ نے کہا کہ (جب ہمارے اظہارِ تعجب کی خبر رسُول اللہ صلعم کو پہنچی تو) آپؐ ہمارے درمیان خطبہ دینے کے لیے کھڑے ہو گئے اور فرمایا کہ تم کو معلوم ہے کہ میں تم سب لوگوں میں خدا سے زیادہ ڈرتا ہوں ۔ تم سب سے زیادہ سچّا ہوں ۔ تم میں بہت نیک ہُوں ۔ اگر میرے ساتھ قربانی کے جانور نہ ہوتے تو میں حلال ہو جاتا ۔ جس طرح تم حلال ہُوئے ۔ اور لو ا

سْتَقْبَلْتُ مِنْ اَمْرِیْ مَا اسْتَدْبَرْتُ لَمْ اَسُقِ الْهَدْیَ) اگر مجھ کو اس بات کا پہلے سے علم ہوتا جس کا علم مجھ کو بعد میں ہُوا تو میں اپنے ساتھ قربانی کے جانور نہ لاتا (یعنی اگر مجھ کو اس کا علم پہلے سے ہو جاتا کہ احرام سے نکلنا اس قدر بُرا معلوم ہو گا تو میں جانور اپنے ساتھ نہ لاتا اور تمہارے ساتھ حلال ہو جاتا) پس تم حلال ہو جاؤ ۔ چنانچہ ہم نے احرام کھول دیا اور حلال ہو گئے اور آپؐ کے حکم کو ہم نے سُنا اور اطاعت کی ۔" (مسلم بحوالہ مشکوٰۃ اردو ترجمہ ۔ جلد اوّل صفحہ ۳۹۴)

ایامِ حج میں حضورؐ کا عمرہ کے لیے حکم دینا اور صحابہؓ کا تردّد اور حضورؐ کا فرمانا کہ اگر میں پہلے سے جانتا تو جانور ساتھ نہ لاتا :

حضرت عائشہؓ بھی اس واقعہ کی راوی ہیں ۔ چنانچہ فرماتی ہیں :

"کہ چوتھی یا پانچویں تاریخ ذی الحجہ کو رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے ۔ اس وقت آپؐ سخت غصّہ کی حالت میں تھے ۔ میں نے آپؐ کو غضب ناک پا کر عرض کیا کس نے یا رسُول اللہ آپؐ کو غضب ناک بنایا ۔ خدا اُس کو دوزخ میں ڈالے ۔ آپؐ نے فرمایا کیا تم کو معلوم نہیں میں نے لوگوں کو ایک حکم دیا وہ اس حکم سے تردّد میں ہیں (یعنی احرام سے حلال ہو جانے کا حکم) اگر مجھ کو اس امر کا حال پہلے سے معلوم ہوتا تو اپنے ساتھ میں قربانی کے جانور نہ لاتا اور یہیں اُن کو خرید لیتا اور پھر اسی طرح حلال ہو جاتا جس طرح اور لوگ حلال ہُوئے ۔" (مسلم اُردو ترجمہ مشکوٰۃ شریف جلد ۱ صفحہ ۳۹۴)

صحابہؓ کے متردّد ہونے کی وجہ سیرۃ النّبی میں یہ دی ہے ۔ کہ :" اہلِ عرب ایام حج میں عمرہ ناجائز سمجھتے تھے ۔ صفا و مروہ کے طواف وسعی سے فارغ ہو کر آپؐ نے اُن لوگوں کو جن کے ساتھ قربانی کے جانور نہیں تھے ، عمرہ تمام کر کے احرام اُتارنے کا حکم دیا ۔ بعض صحابہؓ نے گذشتہ رسُومِ مالُوفہ کی بناء پر اس حکم کی بجا آوری میں معذرت کی ۔" (سیرۃ النّبی جلد ۲ صفحہ ۱۵۱)

"نویں ذی الحجہ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم طلوعِ آفتاب کے بعد وادیٔ نمرہ میں آکر اُترے ۔ اُس وادی کے ایک جانب عرفات اور دُوسری جانب مزدلفہ ہے ۔ دن ڈھلنے کے بعد یہاں سے روانہ ہو کر عرفات میں تشریف لائے ۔ تمام میدان سر تا سر لوگوں سے بھرا ہوا تھا اور ہر شخص تکبیر و تہلیل تمجید و تقدیس میں مصروف تھا ۔ اس وقت ایک لاکھ چوالیس ہزار یا چوبیس ہزار کا مجمع احکامِ الٰہی

کی تعمیل کے لیے ہمہ تن حاضر تھا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پہاڑی پر چڑھ کر اور قصواء (اُونٹنی) پر سوار ہو کر خطبہ کا آغاز فرمایا۔" (رحمۃ للعالمین جلد اوّل صفحہ ۳۰۰)

نزول آخری آیت :

خُطبہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلام کا خلاصہ اور چند نصیحتیں بیان فرمائیں :

"جب خطبہ سے فارغ ہُوئے تو اسی جگہ اس آیت کا نزول ہُوا:" اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ الخ

(رحمۃ للعالمین جلد ا صفحہ ۳۰۵)

آپؐ کے بعد کوئی نبی نہیں :

اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ آج میں نے تمہارے لیے دین کو کامل کر دیا۔ یعنی آیندہ اس میں نہ کمی ہو گی نہ زیادتی، قیامت تک یہی دین رہے گا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ میں یہ بھی فرمایا" ایھا الناس انہ لا نبی بعدی ولا اُمّۃ بعدکم" لوگو! نہ تو میرے بعد کوئی اور پیغمبر ہے اور نہ کوئی جدید اُمت تمہارے بعد پیدا ہونے والی ہے۔ (رحمۃ للعالمین جلد ا صفحہ ۳۰۳)

"یہاں سے فارغ ہو کر منیٰ کے میدان میں تشریف لائے۔ داہنے بائیں، آگے پیچھے تقریباً ایک لاکھ مسلمانوں کا مجمع تھا۔" (سیرۃ النبی جلد ۲ صفحہ ۱۵۹)

اہلِ حاجت داہنے بائیں حج کے مسائل دریافت کرنے کے لیے آ رہے تھے۔ آپ جواب دیتے تھے۔ اور زور زور سے مناسکِ حج کی تعلیم دیتے جاتے تھے۔ وادیٔ محشر کے راستہ سے آپؐ جمرہ کے پاس آئے ابنِ عباس سے جو اُس وقت کمسن تھے فرمایا۔ مجھے کنکریاں چُن کر دو۔ آپؐ نے کنکریاں پھینکیں اور لوگوں کو خطاب کر کے فرمایا :

دین میں غلُو اور مبالغہ سے روکنا :

ایاکم والغلو فی الدین فانما ھلك قبلکم الغلو فی الدین (ابن ماجہ و نسائی)	مذہب میں غلُو اور مبالغہ سے بچو۔ کیونکہ تم سے پہلی قومیں اسی سے برباد ہوئیں۔

اِسی اثناء میں آپؐ یہ بھی فرماتے :

آیندہ حج سے لاعلمی کا اظہار :

لتأخذوا مناسککم فانی لا ادری — حج کے مسائل سیکھ لو۔ میں نہیں جانتا۔ شاید کہ اس

لعلی لا حج بعد حجتی ھذہ (مسلم و ابوداؤد)	کے بعد مجھے دُوسرے حج کی نوبت نہ آئے۔

(سیرۃ النبی جلد ۲ صفحہ ۱۵۹)

وُہ لوگ جو یہ گمان کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو علمِ غیب آہستہ آہستہ عطا ہوتا گیا۔ اور اس کی تکمیل اُس دن ہوئی۔ جس روز قرآن کا نزول ختم ہُوا۔ اُس روز سے آپؐ عطائی عالم الغیب ٹھیرے۔ اُن اصحاب کو اِن احادیثِ صحیحہ اور سیرۃِ طیبّہ کا علم حاصل ہو جانے کے بعد اپنے خیالات کی اصلاح کر لینی چاہیئے۔ کیونکہ حجۃ الوداع کے ایام میں جب آپؐ نے حلال ہو جانے کا حکم دیا تو بعض صحابہؓ نے اِسے اچھا نہ جانا۔ جس پر آپؐ نے خود ارشاد فرمایا کہ "اگر مجھے پہلے سے علم ہوتا جو اَب بعد میں ہُوا ہے تو میں بھی اپنا جانور ساتھ نہ لاتا اور ان لوگوں کے ساتھ ہی حلال ہو جاتا۔" گویا آپؐ نے خود زمانۂ ماضی میں غیب نہ جاننے سے اپنی لاعلمی ظاہر فرمائی۔ اس کے بعد آخری آیت نازل ہوتی ہے۔ مگر آپؐ کی حالت وُہی بدستور رہی۔ کیونکہ عرفات سے واپسی پر لوگ آپؐ سے مسائلِ حج دریافت کرتے جاتے ہیں۔ تو آپ مسائل بھی بتلاتے ہیں اور یہ بھی فرماتے جاتے ہیں: لتأخذوا مناسککم فانی لا ادری لعلی لا حج بعد حجتی ھذہ حج کے مسائل سیکھ لو میں نہیں جانتا شاید کہ اس کے بعد مجھے دُوسرے حج کی نوبت آئے نہ آئے۔ یا بالفاظِ دیگر قرآن کے نزول کے ختم ہونے کے بعد بھی آپؐ خود تسلیم کرتے ہیں کہ مجھے علم نہیں کہ اس سال کے بعد زمانہ مستقبل میں پھر حج کر سکوں گا یا نہیں۔ اور یہ خطبہ حج میں فرمایا :

نزولِ قرآن ختم ہونے کے بعد حضورؐ کا خود اپنی ذات بابرکات سے زمانہ ماضی اور مستقبل میں امورِ غیبیہ جاننے کی نفی کرنا :

اَلَا لِیُبَلِّغِ الشَّاھِدُ الْغَائِبَ فَلَعَلَّ بَعْضَ مَنْ یَبْلُغُہٗ اَنْ یَکُوْنَ اَوْعٰی لَہٗ مِنْ بَعْضِ مَنْ سَمِعَہٗ۔ (بخاری)	دیکھو! چاہیئے کہ جو لوگ موجود ہیں وُہ اُن لوگوں کو جو موجود نہیں ہیں پہنچا دیں ہو سکتا ہے کہ جو موجود ہے وُہ ایسے شخص کو پہنچا دے جو اُس سے بڑھ کر محفوظ رکھنے والا ہو۔

نزولِ قرآن ختم ہونے کے بعد بھی حضورؐ کا عالم الغیب نہ ہونا :

اِس ارشاد کی تعمیل میں تو صحابہؓ نے کمال ہی کر دیا۔ کہ جو کچھ بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کبھی سُنا اُسے دُوسروں تک پہنچانے میں ہرگز کمی نہیں کی۔ اس وقت تو سوا لاکھ آدمیوں کا مجمع تھا صرف اُنہیں تک

پہنچنا تو درکنار۔ کروڑوں کو سُنایا۔ حتّٰی کہ حضورؐ کا ایک ایک ارشاد ہم تک پہنچا۔ لہٰذا اس ارشاد سے جیسے صحابہؓ واقف ہُوئے کہ حضور صلعم نے فرمایا کہ میں نہیں جانتا کہ آئندہ سال حج کر سکوں یا نہ ایسے ہی یہ ارشادِ نبوی صلعم ہمیں بھی پہنچ گیا۔ جس سے ہم نے بخوبی جان لیا کہ آخری آیت کے نزول کے بعد بھی حضورؐ عالم الغیب نہ تھے۔

بعض خوش عقیدت نادان اس ارشادِ نبوی صلعم سے (کہ شاید اِس حج کے بعد مجھے دُوسرے حج کا موقع نہ مِلے) یہ نہ خیال کر لیں کہ جب ہُوا بھی ایسا ہی جو آپؐ نے فرمایا۔ یعنی اس کے بعد جلد ہی اس جہانِ فانی سے انتقال فرما گئے۔ تو معلوم ہُوا کہ آپؐ عالم الغیب ہی تو تھے جو ایسا فرمایا۔ حالانکہ کسی چیز میں شک کا اظہار ہی عِلم غیب کے منافی ہے۔ عالم الغیب تو یقین کے طور پر کہہ سکتا ہے کہ ایسا ہو گا یا ایسا نہ ہو گا۔

حضورؐ کی تبلیغِ احکام میں شاندار کامیابی :

جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے گرد دائیں بائیں آگے پیچھے ایک لاکھ بلکہ اس سے بھی زیادہ صحابہؓ کا مجمع دیکھا۔ تو آپؐ کو اپنے فرائضِ منصبی کے ادا کر چکنے کا یقین ہو گیا۔ اس لیے آپؐ نے خطبہ میں ارشاد فرمایا :

" وانتم تسألون عنّی فما انتم قائلون ۔	لوگو! قیامت کے دن تم سے میری بابت بھی دریافت کیا جائے گا۔ مجھے ذرا بتا دو کہ کیا جواب دو گے؟
قالوا نشهد انك قد بلّغت وادّیت ونصحت	سب نے کہا ہم اس کی شہادت دیتے ہیں کہ آپؐ نے اللہ کے احکام ہم کو پہنچا دیے۔ آپؐ نے رسالت و نبوّت کا حق ادا کر دیا۔ آپؐ نے ہم کو کھوٹے کھرے کی بابت اچھی طرح بتا دیا۔
قال باصبعه السبّابة یرفعها الی السّماء وینکتها الی النّاس اللّٰهم اشهد اللّٰهم اشهد	اُس وقت نبی صلعم نے اپنی انگشتِ شہادت کو اُٹھایا آسمان کی طرف انگلی کو اُٹھاتے تھے اور پھر لوگوں کی طرف جھکاتے تھے (فرماتے تھے) اے خدا سُن لے (تیرے بندے کیا کہہ رہے ہیں) اے خدا گواہ رہنا
اَللّٰهُمَّ اشْهَدْ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ۔	(یہ لوگ کیا گواہی دے رہے ہیں) اے خدا شاہد رہ (یہ سب کیسا صاف اقرار کر رہے ہیں)" تین مرتبہ فرمایا۔ مسلم رحمۃ للعالمین جلد ا صفحہ ۳۰۴

اِن حالات کی بناء پر آپ کا یہ فرما دینا "کہ شاید میں اس کے بعد اور حج نہ کر سکوں" بالکل قرینِ ہے۔ کیونکہ جس کام کے لیے حضور صلعم مبعوث ہُوئے تھے۔ اُسے اپنی آنکھ سے خود سرانجام پائے ہُوئے ملاحظہ فرما لیا۔

صحابہؓ کا آخری آیت سے حضورؐ کی وفات کی طرف اشارہ سمجھنا :

آپؐ کا یہ ارشاد تو کوئی تعجب انگیز ہی نہیں۔ جبکہ صحابہؓ کی مقدس جماعت نے بھی قرآن کی اس آخری آیت کے نزول سے جس میں تکمیلِ دین کی اطلاع تھی حضور صلعم کی وفات شریف کی طرف اشارہ سمجھا۔ چنانچہ حضرت ابُوبکر صدّیقؓ اور عمر فاروقؓ دونوں رو پڑے۔ جیسا کہ دُرِّ منثور میں ہے :

"جب یہ آیت اُتری تو حضرت عمرؓ رو پڑے۔ حضورؐ نے فرمایا اے عمرؓ کیوں روتے ہو؟ عرض کی یا رسُول اللہ (صلعم) آج تک ہمارے دین میں ترقیاں اور زیادتیاں تھیں۔ آج کامل ہو گیا اور کمال کے بعد زوال ہی ہوتا ہے۔ اور حضرت ابُوبکرؓ سے مروی ہے کہ آپؐ روئے اور کہا کہ آیت خبر دیتی ہے فراقِ محبوب و ہجرانِ مطلوب سے۔ اِس لیے کہ بعد تکمیل حضورِ اقدس (صلعم) کی ضرورت ہی کیا۔ چنانچہ اکاسی دن کے بعد آپؐ نے انتقال فرمایا۔" (خلاصۃ التفاسیر جلد ا صفحہ ۴۷۹)

عِلم غیب اور فراست میں فرق :

لہٰذا اس ارشادِ نبوی صلعم سے یہ گمان کرنا کہ حضورؐ عالم الغیب تھے سراسر بے بُنیاد اور دھوکا ہے۔ کیونکہ ایک تو آپؐ خود فرماتے ہیں کہ "میں نہیں جانتا کہ اس حج کے بعد کوئی اور حج کروں"۔ دُوسرے واقعات کی بناء پر کسی بات کا نتیجے کے طور پر کہہ دینا عِلمِ غیب نہیں بلکہ فراست ہے۔

حضورؐ کا وفات شریف سے ایک ماہ پیشتر جبریلؑ کو نہ پہچاننا :

یہی نہیں اس سے بھی آگے چلیئے آخری حج اور آخری آیتِ قرآنی کے نزول کے تقریباً دو ماہ پیشتر اور حضورؐ کی وفات شریف سے صرف ایک ماہ پیشتر کا واقعہ ہے۔ کہ آپؐ صحابہؓ کی جماعت میں رونق افروز ہیں کہ حضرت جبریلؑ ایک اجنبی اعرابی کی شکل میں تشریف لائے۔ آپؐ نے انہیں دورانِ گفتگو میں پہچانا نہیں۔ چنانچہ حضورؐ اسی مجلس میں اُن کے چلے جانے کے بعد فرماتے ہیں :

والذی بعث محمدًا بالحق ہادیًا وبشیرًا ما کنت باعلم بہ من رجلٍ منکم وانہ لجبریلؑ (نسائی تلخیص الصحاح جلد ۱ صد ۱۳، فتح الباری جلد ۱ صد ۶۵، عُمدۃ القاری جلد ۱ صد ۲۸۵)

قسم ہے اُس ذات کی جس نے محمدؐ کو ہدایت اور بشارت کے لیے بھیجا ہے۔ میں اُس سائل کو (دوران گفتگو میں) تم میں سے کسی ایک شخص سے بھی زیادہ نہیں جانتا تھا۔ اور (اُن کے چلے جانے کے بعد معلوم ہوا کہ) وُہ بیشک جبریلؑ تھے۔ دوسری روایت میں ہے:

اتی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جبریل فی صورۃ اعرابی ورسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یعرفہ۔ (کنز العمال جلد ۱ صد ۲۸۵)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جبریل (علیہ السلام) ایک اعرابی کی شکل میں آئے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں نہیں پہچانا تھا۔

ایک اور روایت میں یہاں تک آیا ہے کہ حضور صلعم نے قسم اُٹھا کر بیان فرمایا:

والذی نفسی بیدہ ما شبہ علیّ منذ اتانی قبل مرتی ہذہ وما عرفتہ حتی ولّی۔ (فتح الباری جلد ۱ صد ۶۵، عُمدۃ القاری جلد ۱ صد ۲۸۵)

قسم ہے اس ذات پاک کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے کہ جب جبریلؑ میرے پاس آتے ہیں وُہ کبھی اس سے پہلے مجھ پر مشتبہ نہیں ہُوئے اب کے میں نے انہیں نہیں پہچانا۔ یہاں تک کہ وُہ چلے گئے۔

حضورؐ نے جبریلؑ کو ایک اعرابی سمجھ کر گفتگو کی:

اِن روایات کو پیشِ نظر رکھتے ہُوئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سائل کو جبریلؑ نہیں بلکہ ایک عام دیہاتی خیال کرتے ہُوئے اُس کے سوالات کے جوابات دیے۔ حدیثِ جبریلؑ کو پڑھیے تو سارے عُقدے خود بخود حل ہو جائیں گے۔

اِس حدیث پر متعدد بار پیشتر ازیں مختلف مقامات میں بحث ہو چکی ہے۔ لیکن یہاں صرف اُن واقعات اور پُوری حدیث کو سامنے رکھ کر صحیح حالات کا اندازہ کرنا ہے۔ کہ حق و باطل میں خود بخود تمیز ہو جائے۔ چنانچہ پُوری حدیث شریف یہ ہے:

حدیث جبریل (علیہ السلام):

عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ بَیْنَمَا نَحْنُ جُلُوْسٌ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ذَاتَ یَوْمٍ اِذْ طَلَعَ عَلَیْنَا رَجُلٌ شَدِیْدُ بَیَاضِ الثِّیَابِ شَدِیْدُ سَوَادِ الشَّعْرِ لَا یُرٰی عَلَیْہِ اَثَرُ السَّفَرِ وَلَا یَعْرِفُہٗ مِنَّا اَحَدٌ حَتّٰی جَلَسَ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاَسْنَدَ رُکْبَتَیْہِ اِلٰی رُکْبَتَیْہِ وَوَضَعَ کَفَّیْہِ عَلٰی فَخِذَیْہِ وَقَالَ یَا مُحَمَّدُ اَخْبِرْنِیْ عَنِ الْاِسْلَامِ قَالَ الْاِسْلَامُ اَنْ تَشْہَدَ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ وَتُقِیْمَ الصَّلٰوۃَ وَتُؤْتِیَ الزَّکٰوۃَ وَتَصُوْمَ رَمَضَانَ وَتَحُجَّ الْبَیْتَ اِنِ اسْتَطَعْتَ اِلَیْہِ سَبِیْلًا قَالَ صَدَقْتَ فَعَجِبْنَا لَہٗ یَسْئَلُہٗ وَیُصَدِّقُہٗ۔ قَالَ فَاَخْبِرْنِیْ عَنِ الْاِیْمَانِ قَالَ اَنْ تُؤْمِنَ بِاللّٰہِ وَمَلٰٓئِکَتِہٖ وَکُتُبِہٖ وَرُسُلِہٖ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَتُؤْمِنَ بِالْقَدْرِ خَیْرِہٖ وَشَرِّہٖ قَالَ صَدَقْتَ۔ قَالَ فَاَخْبِرْنِیْ عَنِ الْاِحْسَانِ قَالَ اَنْ تَعْبُدَ اللّٰہَ کَاَنَّکَ تَرَاہُ فَاِنْ لَّمْ تَکُنْ تَرَاہُ فَاِنَّہٗ یَرَاکَ۔ قَالَ فَاَخْبِرْنِیْ عَنِ السَّاعَۃِ قَالَ مَا الْمَسْئُوْلُ عَنْہَا بِاَعْلَمَ مِنَ السَّائِلِ قَالَ فَاَخْبِرْنِیْ عَنْ اَمَارَاتِہَا قَالَ اَنْ تَلِدَ الْاَمَۃُ رَبَّتَہَا وَاَنْ تَرَی الْحُفَاۃَ الْعُرَاۃَ الْعَالَۃَ رِعَاءَ الشَّاءِ یَتَطَاوَلُوْنَ فِی الْبُنْیَانِ قَالَ ثُمَّ انْطَلَقَ فَلَبِثْتُ مَلِیًّا ثُمَّ قَالَ لِیْ یَا عُمَرُ اَتَدْرِیْ مَنِ السَّائِلُ قُلْتُ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ اَعْلَمُ قَالَ فَاِنَّہٗ جِبْرِیْلُ اَتَاکُمْ یُعَلِّمُکُمْ دِیْنَکُمْ رَوَاہُ مُسْلِمٌ وَرَوَاہُ اَبُوْ ہُرَیْرَۃَ مَعَ اخْتِلَافٍ وَفِیْہِ اِذَا رَاَیْتَ الْحُفَاۃَ الْعُرَاۃَ الصُّمَّ الْبُکْمَ مُلُوْکَ الْاَرْضِ فِیْ خَمْسٍ لَا یَعْلَمُہُنَّ اِلَّا اللّٰہُ ثُمَّ قَرَاَ اِنَّ اللّٰہَ عِنْدَہٗ عِلْمُ السَّاعَۃِ وَیُنَزِّلُ الْغَیْثَ۔ اَلْاٰیَۃ۔ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ (مشکوٰۃ

ترجمہ: جناب عمرؓ بن خطاب سے روایت ہے کہ ایک روز ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے۔ کہ اچانک ایک شخص حاضر ہوا۔ جس کے کپڑے نہایت سفید تھے۔ بال نہایت سیاہ۔ اس پر سفر کا کوئی اثر نہ تھا۔ اور نہ ہم میں سے کوئی اُس کو جانتا تھا۔ وُہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کے زانوں سے زانوں ملا کر بیٹھ گیا۔ اور اپنے دونوں ہاتھ اپنے زانوؤں پر رکھ لیے۔ اور عرض کیا۔ محمدؐ! مجھ کو اسلام کی حقیقت سے آگاہ فرمائیے۔ آپؐ نے فرمایا اسلام یہ ہے کہ تُو اس اَمر کا اعتراف کرے۔ اور شہادت دے کہ خدا کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ اور محمدؐ خدا کے رسول ہیں۔ اور پھر تو نماز ادا کرے۔ زکوٰۃ دے۔ رمضان کے روزے رکھے اور خانہ کعبہ کا حج کرے اگر تجھ کو زادِ راہ میسّر ہو۔ اُس شخص نے (یہ سُن کر) عرض کیا آپؐ نے سچ فرمایا۔ ہم لوگ یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ یہ شخص دریافت بھی کرتا ہے اور تصدیق بھی کرتا ہے۔ پھر اُس نے پُوچھا۔ ایمان کی حقیقت بیان فرمائیے۔ آپؐ نے فرمایا ایمان یہ ہے کہ تُو اللہ پر، اُس کے فرشتوں پر، اُس کی کتابوں اور رسُولوں پر۔ قیامت کے دن پر اور تقدیر کی بھلائی پر (یقین و) ایمان رکھ۔ (یہ سُن کر) اُس شخص نے کہا آپؐ نے سچ فرمایا۔ (پھر) پُوچھا۔ احسان (نیکی) کے متعلق کچھ فرمائیے۔ آپؐ نے فرمایا احسان یہ ہے۔ کہ تو خدا کی عبادت اس طرح یعنی یہ سمجھ کر کرے۔ کہ گویا تُو اُس کو دیکھ رہا ہے (یعنی تُو اُس کے حضور میں حاضر ہے) اور ایسا نہ ہو (یعنی اتنا حضورِ قلب نہ ہو) تو (اتنا تو ضرور ہو) گویا خُدا تجھ کو دیکھ رہا ہے۔ پھر اس شخص نے پوچھا۔ قیامت سے آگاہ فرمائیے۔ آپؐ نے فرمایا۔ قیامت کے متعلق مسئول سائل سے زیادہ واقف نہیں یا میرا علم تم سے زیادہ نہیں۔ (یعنی ہم تم برابر ہیں۔) پھر دریافت کیا کہ قیامت کی نشانیاں ہی بتلا دیجئے۔ آپؐ نے فرمایا (قیامت کی نشانیوں میں سے) ایک تو یہ ہے۔ کہ لونڈی اپنے مالک یا آقا کو جنے گی۔ (یعنی کثرت سے بچّے پیدا ہوں گے جو اپنی ماؤں کے مالک و آقا بنیں گے) اور (دُوسری نشانی) یہ کہ برہنہ پا برہنہ جسم۔ مُفلس و فقیر اور بکریاں چرانے والے لوگوں کو تو (عالی شان) مکانات و عمارات میں (فخر و غرور کی زندگی بسر کرتے ہُوئے) دیکھے گا۔ حضرت عمر (رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں۔ کہ اس کے بعد وُہ شخص چلا گیا۔ اور میں تھوڑی دیر تک خاموش بیٹھا رہا۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم نے مجھ سے فرمایا۔ عمرؓ! تم اس سائل کو جانتے ہو۔ میں نے عرض کیا۔ کہ اللہ اور اس کا رسُولؐ ہی خوب جانتا ہے۔ آپؐ نے فرمایا۔ یہ شخص (جبریلؑ) تھے۔ جو تم کو تمہارا دین سکھانے آئے تھے۔ (مُسلم) اور ابُوہریرہ رضؓ سے جو یہ حدیث منقول ہے اُس میں چند الفاظ کا

اختلاف ہے۔ یعنی اُس میں یہ الفاظ بھی ہیں کہ جب تو برہنہ پا۔ برہنہ جسم بہروں کو گونگوں کو زمین کا بادشاہ دیکھے (اور یہ الفاظ بھی ہیں کہ) پانچ باتوں کا علم صرف خدا ہی کو ہے۔ اس کے بعد آپؐ نے یہ آیت پڑھی اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ الخ یعنی قیامت کا حال خدا ہی کو معلوم ہے کہ وُہ کب ہوگی؟ اور یہ بھی خدا ہی جانتا ہے کہ بارش کب ہوگی..... الخ (بخاری و مُسلم) قال ابُو عبداللہ جعل ذالك كُلّهٗ من الايمان (بخاری)

ابُوعبداللہ یعنی امام بخاری نے فرمایا۔ ان سب کو ایمان میں سے قرار دیا ہے۔

نکات حدیثِ جبریلؑ اور اصلاحِ خیالات :

اب اِس حدیث میں چند اُمور قابلِ غور ہیں :

۱۔ یہ حدیث تقریباً دس جلیل القدر صحابہ سے مروی ہے۔ اور متواتر کا درجہ رکھتی ہے۔

۲۔ مُحدّثین نے اسے حدیثِ جبریلؑ اور اُمّ السُّنہ کا لقب دیا ہے۔ یعنی جیسے سُورہٴ فاتحہ قرآن میں اُمّ القرآن کہلاتی ہے۔ یہ حدیثِ جبریل حضورؐ کی سنت و حدیث میں "اُمّ السنہ" ہے۔ جیسے قرآن کا اجمالی بیان سُورہٴ فاتحہ میں آگیا ہے اسی طرح سُنّتِ رسول کا اجمالی بیان اِس حدیث میں موجُود ہے۔ چنانچہ حافظ عسقلانی فتح الباری میں اور امام عینی عمدة القاری میں اقوام فرماتے ہیں : هٰذا لحديث يصلح ان يقال لهٗ امّ السّنه بما تضمن من جملة علم السّنه یعنی اس حدیث کو "اُمّ السنہ" کہنا مناسب ہے۔ کیونکہ یہ تمام علومِ سنّت پر اجمالاً مُشتمل ہے۔

۳۔ حضورِ اقدس صلعم نے آخر حدیث میں یہ فرما کر کہ "انّه جِبْرِيْلُ جَآءَ ليعلّمكُم دينكم" یہ جبریل امین ہیں اس لیے آئے تھے کہ اس سوال و جواب کے ذریعہ تم کو تمہارے دین کی تعلیم دیں۔ یہ بھی واضح فرما دیا کہ اس سوال و جواب سے جو کچھ تمھیں معلوم ہُوا کہ ایمان۔ اسلام اور احسان یہ ہے اور یہ کہ قیامت کے وقت کا خاص کا علم کسی مخلوق کو نہیں۔ اور اس کو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ یہی تمہارا دین و ایمان ہے۔ جس پر تمہارا ربّ تمھیں قائم کرنا چاہتا ہے۔

۴۔ امام بخاریؒ نے بھی اسے تسلیم کیا ہے کہ یہ سب باتیں جو اس حدیث میں مذکور ہیں۔ داخلِ ایمان

ہیں۔ اِن میں قیامت کے آنے کا اعتقاد اور اُس کے آنے کا خاص وقت اللہ کے سوا اُس کی مخلوق میں سے کسی کو معلوم نہ ہونے کا یقین بھی اس میں داخل ہے۔ لہٰذا یہ دونوں عقیدے جُزوِ دین ہیں۔

۵۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم قسم کھا کر بیان فرماتے ہیں کہ اس دفعہ میں نے جبریلؑ کو نہ پہچانا تھا۔ جب پہچانا تک نہیں تو حضور صلعم کو اُس وقت تک علمِ غیب کا عطا ہونا صحیح نہیں۔ لہٰذا جو شخص معراج میں حضور صلعم کو عطائی عالم الغیب بنا دیے جانے کا قائل ہے۔ وُہ غلطی پر ہے کیونکہ معراج سے تو کئی سال بعد میں یہ واقعہ پیش آیا اور جو شخص قرآن کی آخری آیت کے نزول پر حضور صلعم کی نسبت یہ اعتقاد رکھتا ہے کہ اُس دن آپ کو پُورا پُورا علم دے کر عطائی عالم الغیب بنا دیا گیا۔ یہ اعتقاد بھی سراسر غلط ٹھہرتا ہے جبکہ یہ واقع آخری آیت کے نزول کے تقریبًا دو ماہ بعد پیش آیا۔ اور آپؐ نے جبریل علیہ السلام کو نہ پہچانا۔ جب پہچانا نہیں تو علمِ غیب کے حاصل ہو جانے کے کیا معنی؟ حضور صلعم کے حلفیہ بیان کے مقابلہ میں کسی اور کی چہ میگوئیاں سب کی سب بیکار سراسر مردُود و نامقبول ہیں۔

۶۔ جب آپؐ جبریلؑ کو ایک نو وارد اعرابی سمجھ کر گفتگو فرما رہے تھے۔ یہ کیونکر عقل میں آسکتا ہے کہ اُس سے فرمائیں "ما المسئول عنھا با علم من السائل" اور اس کا مطلب یہ ہو جو مفتی صاحب نے لکھا ہے کہ "اے جبریلؑ اس مسئلہ میں میرا اور تمھارا علم برابر ہے کہ مجھ کو بھی خبر ہے اور تم کو بھی"[1] بلکہ ایسی صورت میں تو یہ احتمال پیدا ہی نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ آپ جبریلؑ کو ایک عامی اور اعرابی سمجھے ہُوئے ہیں۔ لہٰذا صحیح مطلب وُہی ہے جو عام شارحینِ حدیث نے بیان فرمایا ہے۔ کہ اے سائل قیامت کا علمِ خاص کہ کب واقع ہو گی تیری طرح مجھے معلوم نہیں۔ ہم دونوں اس کے نہ جاننے میں برابر ہیں۔ تحفۃ الباری میں ہے:

"انما المراد التساوی فی نفی العلم" یعنی اس سے مُراد بس علم نہ ہونے میں برابری بیان کرنا ہے۔ شیخ عبدالحق محدّث دہلوی رحؒ نے بھی یہی معنی اختیار کیے ہیں۔ چنانچہ تحریر فرماتے ہیں: "یعنی من و تو ہر دو برابریم در نادانستنِ آن"۔ نواب قطب الدین محدّث دہلوی رحؒ نے بھی یہی معنی

---

[1] : جاء الحق طبع اوّل صفحہ ۹۴

کیے ہیں "یعنی میں اور تو دونوں برابر ہیں نہ جاننے میں"۔ یہ سب حوالے پہلے گذر چکے ہیں۔

۷۔ کسی چیز کے علم میں برابری کا مفہوم عقلاً بھی صحیح نہیں۔ پھر مخالفین بھی مانتے ہیں کہ حضورؐ کا علم جبریلؑ سے کہیں زیادہ تھا۔ مگر جس میں برابری ممکن ہے۔ وُہ نہ جاننے میں ہے۔ جیسے محدثین رحؒ نے اختیار کیا ہے۔

۸۔ جو مفتی صاحب نے معنی کیے ہیں "کہ مجھ کو بھی خبر ہے اور تجھ کو بھی"[1]۔ تو ایسے معنی کو مُلّا علی قاری حنفی رحؒ نے سخت جہالت اور بدترین تحریف سے تعبیر کیا ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں:

"وقال معناہ انا و انت نعلمھا وھذا من اعظم الجھل واقبح التحویف"[2]۔

اور جس نے کہا کہ اس کا معنیٰ یہ ہے کہ میں اور تو دونوں جانتے ہیں تو یہ سخت جہالت اور بدترین تحریف ہے۔

۹۔ اور یہ جو مفتی صاحب نے فرمایا ہے "کہ اس میں حضور علیہ السلام نے اپنے جاننے کی نفی نہیں کی۔ بلکہ زیادتی علم کی نفی کی ورنہ فرماتے لَا اَعْلَمُ میں نہیں جانتا۔ اتنی دراز بات کیوں فرمائی"[3]۔ اِس کا جواب شارحینِ حدیث نے یہ دیا ہے۔ کہ اس صورت میں صرف آنحضرتؐ اور سائل ہی سے علمِ قیامت کی نفی ہوتی اور اس عام تعبیر سے اِس طرف اشارہ ہو گیا کہ اس کے معلوم نہ ہونے میں میری یا تمہاری ہی خصوصیّت نہیں بلکہ ہر سائل و مسئول کا یہی حال ہے۔ کیونکہ اُس کو مخلوقات میں سے کوئی جانتا ہی نہیں۔ چنانچہ امام بدرالدین عینی حنفی رحؒ اسی سوال کا جواب دیتے ہُوئے فرماتے ہیں؟ "انما قال کذالک اشعارًا بالتعمیم تعریفًا للسامعین ان کل سائل و مسئول فھو کذالک"۔ (عمدۃ القاری جلد ۱ صفحہ ۱۹۲)

یعنی یہ عام تعبیر آپؐ نے اس لیے اختیار فرمائی تاکہ لوگوں کو اس کی عمومیّت معلوم ہو جائے اور سامعین سمجھ جائیں کہ اس بارے میں ہر سائل و مسئول کا یہی حال ہے۔ اور اسی کے مثل حافظ ابنِ حجر رحؒ نے بھی لکھا ہے۔ (ملاحظہ ہو فتح الباری۔ جلد ۱ صفحہ ۶۳)

---

[1] : جاء الحق طبع اوّل صفحہ ۹۴

[2] : موضوعات کبیر صفحہ ۹۹

[3] : جاء الحق طبع اوّل صفحہ ۹۴

فیض الباری پارہ کلاں اوّل صفحہ ۱۲۹ ۔شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ نے تو قصہ ہی ختم کر دیا۔ چنانچہ فرماتے ہیں: "ہر سائل و مسئول ہمیں حال دارد کہ آں را بجز خداوند تعالیٰ کسے نہ داند و وے تعالیٰ ہیچ کس را از ملائکہ و رُسل بر آں اطلاع نہ دادہ۔" (گویا اس میں حضور صلعم اور جبریلؑ کی کوئی خصوصیت نہیں بلکہ ہر سائل و مسئول کا یہی حال ہے۔ کیونکہ اس کو سوائے خداوند تعالیٰ کے اور کوئی نہیں جانتا اور اللہ تعالیٰ نے اس کی اطلاع ملائکہ اور رسولوں میں سے بھی کسی کو نہیں دی)

لہٰذا اس جامع جواب کے ذریعے حضور صلعم نے اس حقیقت کا اعلان نہایت بلیغ انداز میں فرما دیا۔ کہ قیامت کے وقتِ خاص کا علم کسی مخلوق کو نہیں۔

اللہ شاہد ہے کہ حضور صلّی اللہ علیہ وسلم نے علمِ غیب کے متعلق "لَآ اَعْلَمُ" بھی جواب دیا ہے۔ جب کفارِ مکّہ نے حضور صلعم سے دفینہ خزانوں کا حال پوچھا۔ تو یہ بات چونکہ منجملہ اُمورِ غیبیہ سے ایک بات تھی تو اس کے جواب میں اللہ تعالیٰ سے وحی پا کر حضورؐ فرماتے ہیں:

لَآ اَقُوْلُ لَکُمْ عِنْدِیْ خَزَآئِنُ اللّٰہِ وَلَآ اَعْلَمُ الْغَیْبَ وَلَآ اَقُوْلُ لَکُمْ اِنِّیْ مَلَکٌ اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا یُوْحٰٓی اِلَیَّ۔ (انعام)

"میں تم سے یہ نہیں کہہ سکتا کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں اور نہ یہ کہ میں غیب دان ہوں اور نہ میں تم سے یہ کہتا ہوں کہ میں فرشتہ ہوں بلکہ میں تو صرف اُسی کا پیرو ہوں۔ جو مجھے وحی ہوتی ہے۔" خدا کی اس شہادت سے بڑھ کر کس کی شہادت ہو گی۔ اب تو قرآن سے بھی پتہ چل گیا۔ کہ حضورؐ نے فرمایا "لَآ اَعْلَمُ الْغَیْبَ" میں غیب نہیں جانتا۔

۱۰۔ اور یہ وُہی حقیقت ہے جس کا اعلان قرآن پاک کی بے شمار آیات میں بار بار دُہرایا گیا ہے۔ اور اِس موقع پر آنحضرت صلعم نے خود بھی ایک آیت اِنَّ اللّٰہَ عِنْدَہٗ عِلْمُ السَّاعَۃِ۔ الآیۃ کا حوالہ دے کر اس جواب کو قرآن پاک سے مؤیّد کر دیا۔ حضرت سلمہ بن الاکوعؓ سے مروی ہے کہ حضورِ اقدس صلّی اللہ علیہ وسلّم ایک سُرخ خیمہ میں رونق افروز تھے کہ ایک شخص گھوڑی پر سوار آیا۔ اور دریافت کیا کہ آپ کون ہیں؟ حضور صلعم نے ارشاد فرمایا۔ کہ میں اللہ کا رسول ہوں۔ اُس نے دریافت کیا کہ قیامت کب ہو گی؟ "قال غیب وما یعلم الغیب الا اللہ" فرمایا یہ غیب کی بات ہے اور غیب کو خدا کے سوا کوئی نہیں جانتا (ابن مردویہ۔ درمنثور ج ۵۔ صفحہ ۱۷۰)

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا "لم یعلم علیٰ نبیکم صلی اللہ علیہ وسلم الا الخمس من سرائر الغیب"[1] تمہارے نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم پر اسرارِ غیب سے بس یہی پانچ چیزیں مخفی رہیں۔ اور حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے فرمایا: "اوتی نبیکم صلعم کل شیئٍ الا مفاتح الغیب" تمہارے نبی کریم صلعم سوائے غیب کی کنجیوں کے سب کچھ دیے گئے اور عبداللہ بن عباسؓ نے تو اس امر کا فیصلہ ہی فرما دیا۔ چنانچہ فرماتے ہیں: "ھٰذہ الخمسۃ لا یعلمھا ملک مقربٌ ولا نبیٌ مصطفیٰ فمن ادعیٰ انہ یعلم شیئًا من ھٰذہٖ فقد کفر بالقراٰن لانہٗ خالفہٗ (خازن)" یہ پانچ چیزیں وُہ ہیں کہ نہ اُن کو کوئی مُقرّب فرشتہ جانتا ہے نہ کوئی برگزیدہ نبی۔ پس جو کوئی ان میں سے کسی چیز کے علم کا دعویٰ کرے تو اس نے قرآن کے ساتھ کفر کیا۔ کیونکہ اس کی کھلی مخالفت کی۔ حضرت امام اعظمؒ نے بھی منصور کے خواب کا یہی مطلب بیان فرمایا کہ یہ اُن پانچ چیزوں کی طرف اشارہ ہے جن کا علم سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی کو نہیں (مدارک) البتہ اُمورِ خمس کی دو حیثیتیں ہیں۔ ایک اُن کے کُلیات دُوسرے اُن کے جُزئیات۔ سو اُن کے کُلیات کا علم تو اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو کسی طرح بھی نہیں۔ یعنی یہ بات اُس کے سوا کسی کو حاصل نہیں کہ وُہ اُن کے تمام افراد پر بطور کُلی حاوی ہو۔ اور آیۂ کریمہ "اِنَّ اللّٰہَ عِنْدَہٗ عِلْمُ السَّاعَۃِ الخ" اور "عِنْدَہٗ مَفَاتِحُ الْغَیْبِ" میں اسی اصُولی اور کُلی علم کو صرف اللہ تعالیٰ کے لیے ثابت کر کے غیر سے اس کی نفی کی گئی ہے لیکن اُن کے بعض جُزئیات کا علم اللہ تعالیٰ کی عطا سے دُوسروں کو بھی حاصل ہو سکتا ہے۔ مگر کسی جُزئی کا علم کُلی علمِ غیب کے ثبوت کے لیے کافی نہیں۔ اَب رہا ان اُمورِ خمسہ کا عِلمِ کُلی سو وُہ عِلمِ غیب ہے اور بالکل حق تعالیٰ ہی کے لیے خاص ہے اور کسی مخلوق کو کسی طرح بھی حاصل نہیں۔ یہی اِن آیات کا مفہوم اور مُراد ہے۔

۱۱۔ اہلِ بدعت کی طرف سے اس حدیث میں ایک باطل ترین تاویل بلکہ تحریف یہ بھی کی جاتی ہے کہ اس میں وقتِ قیامت کے صرف علم ذاتی کی نفی ہے۔ اور گویا حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم

[1] درِ منثور جلد ۵ صفحہ ۱۷۰۔

کہ ارشاد " ما المسئول عنہا باعلم من السائل" کا مطلب یہ ہے۔ کہ اے سائل مجھے وقتِ قیامت کا ذاتی علم تجھ سے زیادہ نہیں۔ مگر غرض یہ ہے کہ علم ذاتی نہ ہونے میں قیامت کی کوئی خصوصیت نہیں اور یہ سب کو مسلّم ہے کہ حضور صلعم کو کسی ایک بات کا علم بھی ذاتی طور پر نہ تھا۔ بلکہ سب خدا کا دیا ہوا اور تعلیم کیا ہوا تھا۔ پھر جب آپؐ نے حضرت جبریل علیہ السلام کے دوسرے تمام سوالوں کا جواب صاف صاف دے دیا اور علمِ قیامت سے انکار کر دیا تو اس سے معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کا علم تھا ہی نہیں۔ ورنہ اگر صرف اس کا اظہار کرنا تھا کہ مجھے اس کا ذاتی علم نہیں تو پھر ہر سوال کا یہی جواب دینا چاہیئے تھا۔ کیونکہ آپ کو کسی ایک سوال کے جواب کا بھی ذاتی علم حاصل نہ تھا۔ پھر مسلم کی روایت کے مطابق آپ نے قیامت کے سوال کے جواب میں صرف " ما المسئول عنہا باعلم من السائل" ہی پر اکتفا نہ فرمایا بلکہ اس کے بعد خود ہی یہ بھی ارشاد فرمایا۔ کہ " سَاُخْبِرُکَ عَنْ اَشْرَاطِھَا" البتہ میں تم کو اس کی کچھ علامتیں بتلائے دیتا ہوں۔ اور پھر بتلا بھی دیں۔ حالانکہ ان سب علامتوں کا علم بھی آپ کو ذاتی نہ تھا۔ بلکہ خدا کی عطا اور اس کی تعلیم ہی سے تھا۔ بہت خوب۔

ان تمام چیزوں کو پیشِ نظر رکھ کر ہر معمولی سمجھ کا انسان بھی معلوم کر سکتا ہے کہ یہ تاویل کس قدر باطل اور مہمل ہے۔

بہر حال یہ حدیثِ پاک جس کو علمائے اسلام " اُمّ السُّنۃ" کہتے ہیں ہمارے مدّعا پر نہایت محکم اور ناقابلِ تاویل دلیل ہے۔ اور اس سے آفتابِ نیم روز کی طرح ثابت ہوتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو قیامت کے وقتِ خاص کا علم عطا نہیں فرمایا گیا۔ اور اس حقیقت کے اعلان کو اتنا ضروری سمجھا گیا کہ تمام دین کے مکمل ہو جانے کے بعد حضرت جبریل علیہ السلام سے مجمع صحابہؓ میں سوال کرا کے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا جواب نفی میں دلوا کے صحابہؓ کو اس کا شاہد بنا دیا گیا اور ایمان و اسلام اور احسان کی حقیقت کے ساتھ اس عقیدہ کا سبق بھی ان کو خاص طور پر دیا گیا۔ کہ علومِ غیبیہ میں سے بعض اُمور ایسے بھی ہیں۔ کہ اُن کا علم کسی کو عطا ہی نہیں ہوا۔

کتاب و سنّت اور اجماعِ اُمّت کا فیصلہ
در مسئلۂ علمِ غیب

۱۔ کتاب اللہ کا فیصلہ:

(ا) لَا یَعْلَمُ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ الْغَیْبَ اِلَّا اللّٰہُ۔ — آسمانوں اور زمین میں اللہ کے سوا کوئی غیب نہیں جانتا (یعنی آسمانوں کے فرشتے اور زمین کے جنّ و انس)

(ب) وَعِنْدَہٗ مَفَاتِحُ الْغَیْبِ لَا یَعْلَمُھَا اِلَّا ھُوَ ط — غیب کی کنجیاں اللہ ہی کے پاس ہیں جنھیں اُس کے سوا کوئی جانتا ہی نہیں۔

(ج) اِنَّمَا الْغَیْبُ لِلّٰہِ۔ — غیب اللہ ہی کے لیے ہے یعنی علمِ غیب ذاتِ باری تعالیٰ کا خاصہ ہے۔

نوٹ :- قرآن کریم میں چالیس ایسی آیات موجود ہیں۔ جن سے عبارۃً۔ دلالۃً۔ اقتضاءً اور اشارۃً علمِ غیب کا خاصہ باری تعالیٰ ہونا ظاہر و ثابت ہے۔ (ملاحظہ ہو بوارق الغیب جلد ۱)

۲۔ سنّتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فیصلہ:

(ا) لَا اَعْلَمُ الْغَیْبَ۔ (القرآن) — میں غیب نہیں جانتا۔

(ب) قال فاخبرنی عن الساعۃ قال ما المسئول عنہا باعلم من السائل۔ (الحدیث) (متفق علیہ) — (جبریل علیہ السلام نے ایک اعرابی کی شکل میں جبکہ حضورؐ نے انھیں پہچانا نہیں تھا) عرض کیا کہ مجھے قیامت کا حال بتلایئے (کہ کب واقع ہوگی) آپؐ نے جواب میں فرمایا کہ اس کے متعلق میں تم سے زیادہ واقف نہیں۔ (بلکہ ہر سائل و مسئول اس امر میں برابر ہے یعنی کوئی بھی اسے اللہ کے سوا نہیں جانتا۔ ہم دونوں نہ جاننے میں برابر ہیں)

(ج) فی خمس لا یعلمھن الا اللہ — پانچ باتوں کا علم صرف خدا ہی کو ہے۔ پھر آپؐ نے یہ

ثمّ قرأ إنّ الله عندہٗ علمُ السّاعة وینزّلُ الغیث - (الآیۃ)

آیت پڑھی کہ قیامت کا علم اللہ ہی کو ہے۔ اور یہ بھی خدا ہی جانتا ہے کہ بارش کب ہو گی؟ آخر آیت تک۔ (بخاری و مسلم)

(۴) "من بشرم نمے دانم کہ در پسِ ایں دیوار چیست" (اشعۃ اللمعات جلد ۱ ص ۳۶۵)

میں بشر ہوں نہیں جانتا کہ اس دیوار کے پیچھے کیا ہے؟

(۵) عن سلمۃ بن الاکوعؓ قال کان رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم فی قبۃ حمراء اذ جاء رجلٌ علی فرس فقال من انت قال انا رسول اللہ - قال متی الساعۃ؟ قال غیب وما یعلم الغیب الّا اللہ، قال ما فی بطن فرسی؟ قال غیب وما یعلم الغیب الّا اللہ قال فمتی تمطر؟ قال غیب وما یعلم الغیب الّا اللہ۔ (اخرجہ ابن مردویۃ دُرِّمنثور ج ۵ ص ۱۷۰)

حضرت سلمہ بن الاکوعؓ سے مروی ہے کہ حضورِ اقدس صلّی اللہ علیہ وسلّم ایک سُرخ خیمہ میں رونق افروز تھے۔ ایک شخص گھوڑی پر سوار آیا۔ اور دریافت کیا۔ کہ آپ کون ہیں؟ حضورؐ نے ارشاد فرمایا۔ کہ میں اللہ کا رسول ہُوں۔ اُس نے پوچھا۔ قیامت کب ہو گی؟ فرمایا! (یہ) غیب کی بات ہے اور غیب کو خدا کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ پھر اُس نے عرض کیا کہ میری گھوڑی کے پیٹ میں کیا ہے؟ آپ نے فرمایا (یہ بھی) غیب ہے اور غیب (کی بات) اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ پھر اس نے دریافت کیا کہ بارش کب ہو گی؟ ارشاد فرمایا کہ یہ بھی غیب ہے اور غیب کو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

نوٹ :- (۱) اس حدیث میں تین مرتبہ حضور صلّی اللہ علیہ وسلم نے غیب کی یہ تعریف فرمائی ہے کہ غیب کی بات اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ اس میں میں بھی شامل ہُوں۔

(۲) کتبِ احادیث میں کم و بیش ایک سو پچاس ۱۵۰ ایسی احادیث ملتی ہیں۔ جن سے حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم کا عالم الغیب نہ ہونا اظہر من الشمس ہے (ملا نظہو بوارق الغیب جلد دوم)

۳- اجماعِ اُمّت کا فیصلہ :

" ولا انی اعلم الغیب اور نہ میں غیب جانتا ہوں ف اے ما غاب عنّی ولم یوحی الی یعنی غیب مصدر سے مُراد آنکہ جو مجھ سے غائب ہے اور مجھ پر وحی سے ظاہر نہیں کیا گیا۔ اور اجماع ہے کہ عالم الغیب والشہادت علی الاطلاق سوائے حق تعالیٰ اجلّ جلالہٗ کے کوئی نہیں اور جبکہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم سے تصریح آئی تو پھر اور کون ہے جو عالم الغیب ہو گا "

اظہار و اطلاع علی الغیب

احادیث میں متعدد صحابہؓ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ دے رہے تھے۔ بعض صاحبوں نے کچھ سوالات کیے۔ جن کو آپؐ نے پسند نہیں کیا۔ آپ کو جوش آگیا۔ سلونی عما شئتم یعنی جو چاہو مجھ سے دریافت کر لو۔ ایک شخص نے اُٹھ کر کہا۔ یا رسول اللہ! میرا باپ کون ہے؟ فرمایا "حذافہ" دُوسرے نے اُٹھ کر کہا میرے باپ کا نام کیا ہے؟ فرمایا "سالم غلامِ شیبہ" اور بار بار آپ فرماتے جاتے تھے "پوچھو مجھ سے پُوچھو مجھ سے" یہ دیکھ کر حضرت عمرؓ آگے بڑھے اور عرض کی۔ یا رسول اللہ! ہم کو اللہ اپنا پروردگار، محمدؐ اپنا رسُول اور اسلام اپنا دین پسند ہے۔[1]

صحابہؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک آپ نے صبح کی نماز پڑھ کر تقریر شروع کی۔ یہاں تک کہ ظہر کا وقت آگیا۔ ظہر کی نماز سے فارغ ہو کر عصر تک پھر تقریر کی۔ اس کے بعد عصر کی نماز پڑھی اِس سے فارغ ہو کر غروبِ آفتاب تک پھر تقریر کا سلسلہ جاری رہا۔ اِس طویل خطبہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو جو کچھ ہو چکا اور جو کچھ ہوگا یعنی آغازِ آفرینش سے لے کر قیامت تک کے واقعات، پیدائشِ عالم، علاماتِ قیامت، فتن، حشر و نشر سب کچھ سمجھایا۔ صحابہؓ کہا کرتے تھے۔ کہ ہم میں سے بہت سے لوگ بہت کچھ بھول گئے۔ بعضوں کو کچھ یاد ہے۔ اِن واقعات میں سے جب کوئی واقعہ پیش آجاتا ہے تو ہم کو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جیسے کسی شخص کی صورت ذہن سے اُتر جاتی ہے۔ پھر اُس کو دیکھ کر یاد آجاتی ہے۔[2]

نجاشی شاہِ حبش جس کے سایۂ حکومت میں جا کر مسلمانوں نے پناہ لی تھی اور جس نے اسلام کی صداقت کا اعتراف کیا تھا۔ جس دن اُس نے حبش میں وفات پائی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صحابہؓ کو اس سانحہ کی اطلاع دی۔ آپ نے فرمایا "آج تمہارے بھائی نجاشی نے وفات پائی۔ اور

---

[1] : بخاری کتاب العلم بحوالہ سیرۃ النبی جلد ۳ صفحہ ۶۱۴۔

[2] : مسلم باب قیام الساعۃ بحوالہ سیرۃ النبی جلد سوم صفحہ ۶۱۵۔

اس کے بعد اُس کے جنازہ کی نماز غائبانہ ادا فرمائی۔[1]

غرضیکہ اس قسم کے سینکڑوں واقعات ہیں جن کی حضور صلعم نے اطلاع دی۔ وُہ حرف بحرف پُورے نکلے اور قیامت تک پورے ہوتے رہیں گے۔ صحابہ کرامؓ کو آپ کی اِس قوتِ اطلاع کا اس قدر یقین تھا۔ جب تک آنحضرت صلعم زندہ رہے۔ صحابہؓ کو اپنے ایک ایک عمل کا فکر لگا رہتا تھا۔ کہ ایسا نہ ہو کہ خدا آپ کو اس سے باخبر کر دے۔ یہاں تک کہ ابنِ عمرؓ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلعم کی زندگی میں ہم لوگ اپنی بیویوں سے بھی کھُل کر ملتے ہوئے ڈرتے تھے کہ ایسا نہ ہو کہ ہماری نسبت قرآن کریم میں کچھ نازل ہو جائے تو رسوائی ہو۔[2]

اِس قسم کے اظہار و اطلاع علی الغیب کی خبر اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کی مندرجہ ذیل آیاتِ بیّنات میں دی ہے:

(۱) مَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِيْ مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ يَّشَآءُ (پ ۴ : ع ۹)	خدا غیب کی باتیں تم کو نہیں بتلاتا لیکن وہ اپنے پیغمبروں میں سے جس کو چاہتا ہے (اس کام کے لیے) چُن لیتا ہے۔
(۲) فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖٓ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ (جن)	اللہ تعالیٰ اپنے غیب کی بات کسی پر ظاہر نہیں کرتا لیکن اُس پیغمبر پر جسے پسند کرے۔

اِن ہر دو آیات کی تفسیر اپنے مقام پر پہلے حصّہ میں گذر چکی ہے۔ اب پھر دہرانے کی حاجت نہیں۔[3]

---

[1] : بخاری کتاب الجنائز بحوالہ سیرۃ النبی جلد سوم صفحہ ۶۱۵

[2] : صحیح بخاری " " " ۶۲۰

[3] : البتہ مختصر یہ کہ پہلی آیت میں منافقین کا بیان ہے۔ مدینہ میں مومن اور منافق ملے جُلے رہتے تھے اور اللہ نہیں چاہتا تھا۔ کہ یہ حالت برقرار رہے۔ بلکہ پاک اور ناپاک میں تمیز ہو جائے۔ اِس لیے جنگِ اُحد میں جانے جانے منافقین راستہ ہی سے پلٹ آئے۔ تو خود بخود تمیز ہوگئی۔ تفسیر ماجدی میں ہے "یہ منافقین کے جواب میں ارشاد ہوا ہے جو مسلمانوں سے کہا کرتے تھے کہ اچھا بڑے سچے بنتے ہو، تو ہمیں بتا دو کہ منافق کون کون سے ہیں" (تفسیر ماجدی صفحہ ۱۶۵) اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ خدا غیب کی باتیں ہر ایک کو نہیں بتلاتا بلکہ وُہ اپنے رسولوں میں سے جسے چاہے (حسبِ ضرورت) باقی حاشیہ بر صفحہ ۵۶

مگر یاد رہے کہ اس قسم کا اظہار علی الغیب گو کثرت سے ظہور پذیر ہوا[1]۔ مگر اللہ تعالیٰ نے اس کے متعلق فرما دیا:

وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِينٍ۔ آپؐ غیب کے بتلانے میں بخیل نہیں

یعنی امورِ غیب میں سے جو آپ پر ظاہر کیا جاتا ہے یا جس کی آپ کو اطلاع اور تعلیم دی جاتی ہے۔ آپ اپنی اُمّت کو اس کے بتلانے میں بُخل نہیں فرماتے۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۵۵) بتلا دینا ہے۔ اس میں کسی کو عطائی عالم الغیب بنانے کا کہاں ذکر ہے؟ یہ تو صرف ایک واقعہ کی طرف اشارہ ہے۔

دُوسری آیت کا حاصل یہ کہ "حق تعالیٰ جو حقیقی عالم الغیب ہے وُہ اپنے غیوب کا صرف اِتنا حصّہ جس کا تعلّق علومِ نبوّت سے ہوتا ہے۔ اپنے مقبول انبیاء و مرسلین پر منکشف کر دیتا ہے وہ بھی حفاظت کے اس پُورے اہتمام و احتیاط کے ساتھ کہ وحیِ الٰہی بغیر کسی ادنیٰ خارجی دخل و تصرّف کے بندوں تک پہنچ جائے۔ (تفسیر ماجدی صفحہ ۱۱۵۱) اس سے تو مُراد ہی پیغاماتِ الٰہیہ ہیں جو آیت کے اگلے حِصّہ سے ظاہر ہے کہ فرمایا "لیعلم ان قد ابلغوا رسالات ربھم" تاکہ اُسے معلوم ہو جائے کہ اُنھوں نے اپنے پروردگار کے پیغامات پُہنچا دیے۔ اس سے مراد تو نزولِ قرآن پھر اس میں کسی کو عطائی عالم الغیب بنانے کا کہاں ذکر ہے؟

[1] : اُس حدیث کی شرح میں جس میں حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم سارا دن صحابہؓ کو بیان فرماتے رہے۔ صاحب مواہب الرحمٰن تحریر فرماتے ہیں:

"توضیح یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ نے آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کو قیامت تک کے واقعات کا علم دیا۔ جس کو آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم نے صحابہ رضی اللہ عنھم سے بیان فرمایا۔ چنانچہ صحیح کی حدیث میں یہ امر مصرح مذکور ہے اور یہ واقعات از قسم علاماتِ قیامت ہیں" (مواہب الرحمٰن جلد ۳ صفحہ ۶) علاماتِ قیامت کے بیان سے علمِ غیب کلّی پر استدلال کرنا سخت نادانی ہے۔ کیونکہ یہ بیان علمِ غیب کا کروڑواں حصّہ بھی نہ تھا۔ اور علمِ غیب کے متعلّق جب ہم غور کرتے ہیں تو مواہب الرحمٰن کے اسی صفحہ پر حسبِ ذیل روایت موجود ہے "چنانچہ حضرت عائشہ رضؓ سے روایت ہے کہ جس نے گمان کیا کہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم بطورِ غیب کے کل کا علم جانتے ہیں تو اس نے اللہ تعالیٰ پر بہتان کیا" (کما رواہ البخاری و مسلم) حوالہ مذکور

اَب جو شخص حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم کے اس اظہار و اطّلاع علی الغیب کی بنا پر حضور صلعم کو غیب دان یا عالم الغیب گو عطائی ہی کیوں نہ سہی مانتا ہے۔ تو پھر اُسے امّت کو بھی عطائی عالم الغیب ماننا چاہیئے۔ کیونکہ جو علم از غیب اِن ہر دو آیات کے مفہوم سے آپ، کو عطا ہُوا آپ اُسی غیب کے بتانے میں بخیل نہیں اور آپؐ نے اُمّت کو بتا بھی دیا۔ اور حقیقت ہے کہ امّت کو بھی ایسا ماننے کے لیے کوئی بھی تیار نہ ہوگا۔ تو پھر یہ خیال ہی سراسر غلط اور تعلیماتِ کتاب و سنّت کے خلاف ہے۔ کیونکہ کتاب و سنّت سے تو یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچ چکی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عالم الغیب نہیں (اِنَّمَا الْغَيْبُ لِلّٰهِ) اور اس کا اطلاق کسی مخلوق پر جائز ہی نہیں (لَا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَيْبَ اِلَّا اللّٰهُ) لہٰذا علمِ غیب خاصّہ باری تعالیٰ ہے۔ اس پر مفصّل بحث پہلے گذر چکی ہے۔

———)✲(———

عطائی علمِ غیب

کمی بیشی علم:

یہ اسلامی اعتقاد میں مانی ہوئی بات ہے کہ اللہ کے علم اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علم میں سمندر اور قطرہ کی نسبت ہے۔ جیسا کہ صحیح حدیث میں آیا ہے کہ جب حضرت خضر اور موسیٰ علیہما السلام کشتی میں بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک چڑیا نے ایک قطرہ پانی کا دریا سے پیا تو حضرت خضر علیہ السلام نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بتلایا کہ میرا اور تمہارا علم اللہ تعالیٰ کے علم کے مقابلہ میں اتنا ہے جتنا دریا کے مقابلہ میں چڑیا کا پیا ہوا ایک قطرہ۔ اور ایسے ہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علم اور دیگر مخلوق کے علم کا حال ہے۔ کیونکہ علم میں کمی بیشی ممکن ہے۔

علم اور علمِ غیب میں فرق:

علم اور علمِ غیب میں یہی تو فرق ہے کہ علمِ غیب کے جاننے والے کے علم میں یا بالفاظِ دیگر عالم الغیب کے علم میں کمی بیشی محال ہے۔ کیونکہ علمِ غیب کے ہوتے ہی ہر چیز کی ابتدا و انتہا کھل جاتی ہے اور کوئی چیز بھی اُس سے کسی وقت میں بھی نہ پوشیدہ رہ سکتی ہے اور نہ اُس کے علم سے باہر ہو سکتی ہے اور ایسا علم خاصۂ باری تعالیٰ ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ اللہ کو نہ اُونگھ آتی ہے نہ نیند۔ اور یاد رہے کہ جسے اُونگھ اور نیند آجائے وہ عالم الغیب نہیں ہو سکتا۔ اور حضورؐ کا غلبۂ نیند کی وجہ سے تہجد کا رہ جانا اور اُس کی بجائے چاشت کے وقت بارہ رکعت پڑھنا صحیح حدیث سے ثابت ہے[1]۔ پھر حضورؐ کو ارشادِ باری ہوتا ہے وَقُلْ رَّبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا یعنی یہ دُعا کرتے رہو کہ اے ربّ میرے علم کو بڑھاتا رہ۔ اِس سے معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علم میں برابر ترقی ہوتی رہتی تھی جو علمِ غیب رکھنے والے کی صفت نہیں ہو سکتی۔

[1]: شمائل ترمذی مترجم و مشرح صفحہ ۱۴۴۔

الخاصہ:

"ما یختص بالشیئ ولا یوجد فی غیرہ وہ چیز جو ایک شے کے ساتھ مخصوص ہو اور اُس شے کے سوا دُوسری شے میں نہ پائی جائے۔ اُس شے کا خاصہ کہلاتی ہے" (شرح جامی)

علمِ غیب خاصۂ باری تعالیٰ ہے:

قُلْ اِنَّمَا الْغَیْبُ لِلّٰہِ ای ھُوَ الْمُخْتَصُّ بِعِلْمِ الْغَیْبِ (مدارک) علمِ غیب اللہ کے ساتھ خاص ہے یعنی علمِ غیب خاصۂ باری تعالیٰ ہے۔ صاحبِ مدارک ہمارے احناف کے عقائد میں امام ہیں۔ اور تمام آئمہ مجتہدین اس مسئلہ میں متفق ہیں۔ آیت قُلْ لَّا یَعْلَمُ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَیْبَ اِلَّا اللّٰہُ کی تفسیر میں صاحبِ مدارک علمِ غیب کی تعریف مندرجہ ذیل الفاظ میں کرتے ہیں:

والغیب ما لم یقم علیہ — یعنی غیب وہ ہے جس پر کوئی دلیل قائم ہو سکے
دلیل ولا اطلع علیہ مخلوق — اور نہ کسی مخلوق کو اس پر اطلاع ہی کی گئی ہو۔

مجموعہ فتاوی مولانا عبدالحی کے صفحہ ۴۳ پر لکھا ہے:

"خدا کی ذات یا اس کی عبادت یا اُس کے صفاتِ مخصوصہ میں کسی کو شریک کرنا شرعاً شرک ہے اور علمِ غیب خداوند عالم کے صفاتِ مخصوصہ میں سے ہے۔"

عطائی علمِ غیب دانی نہیں:

جن لوگوں نے غلطی سے غیب کی خبروں کے اظہار کو غیب دانی سمجھ لیا اور نادانی سے اسے عطائی علمِ غیب کا نام دے دیا۔ اُنہوں نے سخت غلطی کی ہے۔ اگر آپ قرآن سے اس کا ثبوت چاہیں تو تخلیقِ آدمؑ کے موقع پر فرشتوں کا اقرار بالکل واضح ہے کہ اُنہوں نے اللہ ہی کے عالم الغیب ہونے اور اپنی لاعلمی کا یُوں اقرار کیا:

قَالُوْا سُبْحٰنَکَ لَا عِلْمَ لَنَآ اِلَّا مَا — تو پاک ہے ہم کو بھی علم نہیں سوائے اس کے جو
عَلَّمْتَنَا اِنَّکَ اَنْتَ الْعَلِیْمُ الْحَکِیْمُ۔ — تُو نے ہمیں عطا کیا۔ بیشک تُو ہی بڑے علم و حکمت والا ہے

اس واقعہ سے تین باتوں کا علم حاصل ہوتا ہے۔کہ :۔

(۱) فرشتے غیب دان نہیں۔

(۲) صرف اللہ ہی غیب دان ہے۔ اور

(۳) جسے کچھ علم غیب سے عطا کیا گیا ہو۔ وُہ عالم الغیب نہیں بن جاتا۔ اور نہ اُسے غیب دان کہہ سکتے ہیں۔

اِس سے ظاہر ہوُا کہ اللہ تعالیٰ جسے چاہے علم دے اور جتنا چاہے دے۔ مگر جسے غیب سے کچھ علم عطا کیا گیا ہو۔فرشتوں کے اقرار بموجب قرآن کہتا ہے۔ کہ نہ وُہ اس سے غیب دان ہو جاتا ہے اور نہ ہی اُسے عالم الغیب کہا جاتا ہے۔ بلکہ عالم الغیب صرف اللہ تعالیٰ کی ذاتِ پاک ہے اور عِلمِ غیب اُسی کا خاصہ ہے جس میں کوئی مخلوق اُس کی شریک و سہیم نہیں۔

عقیدۂ عِلمِ غیب میں افراط و تفریط :

" جو شخص اس کا معتقد ہے کہ آنحضرت صلعم کو بالکل غیب کا علم تھا۔ وُہ افراط کرتا ہے اور خوفِ کفر ہے اگر تاویل نہ ہو۔ اور جو شخص یہ کہتا ہے کہ حضرت صلعم مثل دُوسروں کے تھے۔ ہر ہر بات پر جبریلؑ آتے اور آگاہ کرتے تب ہی خبر ہوتی تو اُس نے تفریط کی۔ اور حق وُہی ہے جو اُوپر مذکور ہوُا۔ کیا تو نہیں دیکھتا کہ روایت ابنِ عباسؓ میں بوجو اب آنحضرت صلعم کا پروردگار عزّ وجل کو دیکھنے کا روایت ہوُا ہے اُس میں صریح ہے کہ فَعَلِمْتُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ میں نے سب کچھ جان لیا جو کچھ آسمانوں و زمین میں ہے۔ الحاصل جہاں تک اللہ تعالےٰ نے علم دیا تھا وُہ جانتے تھے۔ اور حدیث میں فرمایا۔ کہ جو میں جانتا ہوں اگر وُہ تم جانتے تو کم ہنستے اور بہت روتے۔" (مواہب الرحمٰن جلد ۴ صفحہ ۱۱۴)

عِلمِ غیب کُلی و جُزوی :

وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ الخ کی تفسیر میں صاحبِ تفسیر مواہب الرحمٰن (حنفی) فرماتے ہیں :

" عُلماء نے بھی تصریح کر دی۔ کہ عِلمِ غیب جاننا جو یہاں سے ثابت ہوتا ہے اور بعض دیگر آیات سے ثابت ہوتا ہے۔ یہ جُزوی عِلمِ غیب ہے۔ حتیٰ کہ تمام آسمانوں اور زمین کا سب علمِ غیب بھی جزوی عِلمِ غیب ہے۔ اس پر آنحضرت صلعم مطلع تھے اور وُہ بھی بدون اطلاع دینے اللہ تعالیٰ کے نہیں ہوتا ہے۔ اور رہا عِلمِ غیب کُلی و مُطلق تو وُہ سوائے حق عزّ وجل کے اور کوئی نہیں جانتا ہے اس واسطے کہ وُہ تو علم ہے جو وصفِ باری تعالیٰ ہے اور یہ صفت کسی مخلوق میں پیدا ہو جانا غیر ممکن ہے۔" (تفسیر مواہب الرحمٰن جلد ۴ صفحہ ۱۱۴)

غیب کی تعریف از رسُولِ خدا صلّی اللہ علیہ وسلّم :

ایک شخص حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم سے دریافت کرتا ہے کہ قیامت کب ہو گی؟ میری گھوڑی کے پیٹ میں کیا ہے اور بارش کب ہو گی؟ اِن سب سوالات کا حضور صلعم ایک ہی جواب دیتے ہیں۔ جو غیب کی صحیح تعریف ہے۔ تینوں بار آپؐ نے یہی فرمایا: "قال غیبٌ وما یعلم الغیب الّا اللہ" غیب کی بات ہے اور غیب اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔"[۱]

طے: دُر منثور جلد نمبر ۵ صفحہ ۱۶۹-۱۷۰

عقل کی روشنی میں

غیب دان رسولِ خدا کی رسالت کا حق ادا نہیں کر سکتا

رسولوں کے بھیجنے کی غرض یہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے فرمایا :

وَلَوْ أَنَّا أَهْلَكْنَاهُمْ بِعَذَابٍ مِنْ قَبْلِهِ لَقَالُوا رَبَّنَا لَوْلَا أَرْسَلْتَ إِلَيْنَا رَسُولًا فَنَتَّبِعَ آيَاتِكَ مِنْ قَبْلِ أَنْ نَذِلَّ وَنَخْزَىٰ (طٰہٰ آخری رکوع)

"اگر ہم اس سے پہلے ہی اُن کو عذاب میں مبتلا کر دیتے تو وُہ (قیامت کے دن) کہتے کہ اے ہمارے پروردگار! تو نے ہمارے پاس رسول کیوں نہ بھیجا کہ ہم اس سے پہلے ہی تیری آیتوں پر عمل کرنے لگتے کہ ہم ذلیل و رُسوا نہ ہوں۔" مُراد یہ ہے کہ کفار عذر نہ پیش کر سکیں۔ پھر فرمایا :

رُسُلًا مُبَشِّرِينَ وَمُنْذِرِينَ لِئَلَّا يَكُونَ لِلنَّاسِ عَلَى اللَّهِ حُجَّةٌ بَعْدَ الرُّسُلِ

یعنی ہم نے رسُول خوشخبری سُنانے اور ڈرانے کے لیے بھیجے ہیں یعنی غرض یہ ہے کہ وُہ مطیع لوگوں کو جنّت کی بشارت دیں اور نافرمانوں کو عذابِ الٰہی سے ڈرائیں تاکہ قیامت کو لوگ خداوندِ کریم کے آگے یہ عذر نہ کر سکیں کہ ہم کو کسی نے بتلایا سمجھایا نہیں تھا۔

اب اگر رسُول غیب دان ہو تو وُہ بذریعہ علمِ غیب معلوم کرے گا کہ یہ آخر مومن ہو جائے گا۔ اور وُہ کافر ہی رہے گا۔ تو ایسا رسُول کبھی تبلیغ کر ہی نہیں سکتا۔ کیونکہ بحالتِ کافر ہی مرنے والے کو تبلیغ لاحاصل ہے اور جس کا خاتمہ اُس غیب دان رسُول کے علم میں با ایمان ہے تو اُس کو تبلیغ تحصیلِ حاصل کا مرتبہ رکھتی ہے۔ دونوں صورتوں میں خلق پر خُدا کی حُجّت پُوری نہ ہوگی۔ تبلیغ صرف اُسی صورت میں کر سکتا ہے کہ رسُول کو یہ معلوم نہ ہو کہ اُس کی تبلیغ کا انجام کیا ہوگا۔ تب ہی وہ تبلیغ میں کوشش کرے گا۔

لہٰذا غیب دان رسُول نہ خدا کی رسالت کا حق ادا کر سکتا ہے۔ اور نہ اللہ کی حجّت ہی بندوں پر قائم ہو سکتی ہے اور نہ بندے ہی ایسے رسُول کی اطاعت پر مجبور کیے جا سکتے ہیں۔ لہٰذا کوئی رسُول بھی غیب دان نہیں۔ ورنہ مقصُودِ رسالت ہی فوت ہو جائے گا اور رسالت کی غرض پُوری نہ ہوگی۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کا غیب دان نہ ہونا واقعات کی روشنی میں

اگر تفصیل سے اُن سب واقعات کو بیان کیا جائے جو قرآن و حدیث اور کُتبِ تاریخ میں حضور صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے غیب دان نہ ہونے پر دال ہیں تو یہ مضمون ایک الگ ضخیم کتاب کی صُورت اختیار کرے گا۔ اس لیے اختصار کے مدِّنظر جو چند واقعات ہم نے اپنی کتاب حقیقتِ علمِ غیب کے حصّہ اوّل "علم غیب رسُول" کے باب چہارم کی فصل دُوم میں دیے ہیں اُن کا نام لکھ کر جس قدر مقامات اُن میں حضوُر صلّی اللہ علیہ وسلّم کی غیب دانی کے منافی ہیں اُن کو ذیل میں شمار کرتے ہیں :

۱۔ قریش کے خلاف بددُعا کرنے میں ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۳
۲۔ ابُوطالب کے ایمان لانے کی کوشش کرنے میں ۔۔۔۔۔۔۔۔ ۶
۳۔ اسلام کی پہلی غنیمت میں ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۱۵
۴۔ غزوۂ بدر میں ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۸
۵۔ غزوۂ اُحد میں ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۲۰
۶۔ ولید بن عقبہؓ کو زکوٰۃ کی وصُولی کے لیے بھیجنے میں ۔۔۔۔۔۔ ۱۰
۷۔ منافق کے جنازہ کی نماز میں ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۲
۸۔ رُوح کی حقیقت بیان کرنے میں ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۲
۹۔ اصحابِ کہف کے حالات بیان کرنے میں ۔۔۔۔۔۔۔۔ ۱
۱۰۔ ذُوالقرنین ″ ″ ″ ″ ۔۔۔ ۱
۱۱۔ ازواجِ مُطہرات کے کہنے پر شہد پینے سے قسم کھانے میں ۔۔۔۔ ۲
۱۲۔ اسلام میں پہلا ظہار حضرت خولہ بنت ثعلبہؓ کے واقعہ میں ۔۔۔۔ ۲
۱۳۔ اسلام میں پہلا حکم قسامت ادا کرنے میں ۔۔۔۔۔۔۔۔ ۲
۱۴۔ واقعۂ افک میں ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۲۲
۱۵۔ غزوات پر ایک نظر میں ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۱۳

میزان آمدہ از صفحہ گزشتہ	۱۰۹
۱۶- واقعہ سورۂ عبس میں	۱
۱۷- صلح حدیبیہ میں	۲۰
۱۸- تیمم کے حکم میں	۸
۱۹- قبر پر نماز جنازہ میں	۲
۲۰- آیاتِ قرآنیہ میں[1]	۴۰
۲۱- احادیث نبویہ میں[2]	۱۵۰
میزان کل	۳۳۰

یہ چند واقعات حیاتِ طیبہ سے مشتے از خروارے بطورِ نمونہ مذکور ہوئے ہیں۔ جن سے صاف ظاہر ہے کہ حضورِ صلی اللہ علیہ وسلم ہرگز عالم الغیب نہ تھے۔ نہ ذاتی نہ عطائی۔

مندرجہ بالا واقعات میں سے صرف ایک چھوٹا سا واقعہ بطورِ نمونے کے ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔ اسی پر سب واقعات کو قیاس کر لیں:

اسلام میں پہلا حکمِ قسامت:

"موطا امام مالکؒ میں ہے کہ عبداللہ بن سہیلؓ کو کسی نے قتل کر کے کنوئیں کی گہرائی یا چشمے میں ڈال دیا۔ محیصہؓ نے حضورِ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں دعویٰ پیش کر دیا۔ تو حضور صلعم نے فرمایا کہ یہود یا تو تمہارے آدمی کی دیت ادا کریں۔ یا اللہ کی طرف سے جنگ کے لیے تیار رہیں۔ مگر جب یہود کو لکھ کر دریافت کیا گیا تو انھوں نے جواب تحریر کیا کہ واللہ! ہم نے اسے قتل نہیں کیا اور نہ اس کے وارث صحیح قاتل کے متعلق قسم کھاتے اور نہ یہود کی قسم پر یقین کرتے۔ جس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دیت اپنے پاس (مالِ زکوٰۃ) سے ادا کر دی۔"

(ماخوذ باختصار از دربارِ رسول کے فیصلے صفحہ ۲۱ - ۲۲)

[1]: بوارق الغیب حصہ اوّل

[2]: " " " دوم

اس سے صاف ظاہر ہے کہ حضورِ صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی پہلو یقین نہ تھا۔ ورنہ پہلے آپ کا مطالبہ یہود سے دیت کا تھا اور اس سے انکار پر اعلانِ جنگ کی دھمکی۔ لیکن بعد میں صحیح قاتل کا پتہ نہ چلنے پر وارثوں کو خوش کرنے کے لیے بیت المال سے دیت دلوادی۔ اور ان حالات میں یہی مناسب بھی تھا۔ کیونکہ ایک طرف یہود سے عہد و پیمان تھا۔ بلا ثبوت انھیں کیسے مجرم ٹھیراتے۔ دوسری جانب ایک مسلمان کا خون تھا وہ بھی کیسے ضائع جاتا۔ اگر غور سے دیکھا جائے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فیصلہ ملک میں امن قائم رکھنے کی اعلیٰ درجے کی مثال ہے جو ہر حاکمِ وقت کے لیے تا قیامت یقیناً واجب التقلید رہے گی۔ لیکن یہ اسوۂ حسنہ اس امر واقع پر شاہد عادل ہے کہ آپ عالم الغیب نہ تھے۔ نہ ذاتی نہ عطائی۔ ورنہ قاتل کا معلوم نہ ہونا اور کبھی ایک حکم صادر فرمانا کبھی دوسرا عالم الغیب کی شان سے بعید ہے۔

آپ مدینہ میں آتے ہیں تو لوگوں کو نر کھجور کے پھول مادہ درخت پر جھاڑتے دیکھ کر فرمایا اگر تم ایسا نہ کرو تو شاید بہتر ہو۔ مگر پھل کم آیا تو فرمایا اگر میں کوئی دین کی بات کہوں تو اسے قبول کرو اور اگر کوئی بات اپنی رائے سے کہوں تو تم جان لو۔ آخر میں بھی تمہاری طرح آدمی ہوں بلکہ ایک روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا کہ تم اپنے دنیا کے کام مجھ سے بہتر جانتے ہو۔ نہایت ہی قابلِ غور بات ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہؓ پر بہتان لگتا ہے۔ آپ اسے میکے بھیج دیتے ہیں۔ پورا ایک ماہ مشورے کرتے رہتے ہیں صحیح پتہ نہیں چلتا۔ آپ حیران ہیں اتنے میں ایک ماہ کے بعد حضرت عائشہ (رضی اللہ عنہا) کی برأت قرآن میں نازل ہوتی ہے۔ تو حضرت ابوبکر صدیقؓ خوشی خوشی گھر جاتے ہیں اور حضرت عائشہؓ سے کہتے ہیں کہ اٹھو! حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا شکریہ ادا کرو تمہاری برأت قرآن میں نازل ہوئی ہے۔ وہ فرماتی ہیں ان کا کیا شکریہ ادا کروں جنھوں نے مجھ پر شک کے بدلے ایک ماہ سے میرے گھر بٹھا رکھا ہے اور مشورے کرتے پھرتے ہیں۔ میں تو اس مالکِ حقیقی کا شکریہ ادا کروں گی جس نے میری برأت کو قرآن میں نازل کر کے میری عزت افزائی کی ہے۔ میرا خیال تھا کہ حضور صلعم کو وحی خفی سے حقیقتِ حال سے خبر ہو جائے گی۔ مگر یہ معلوم نہ تھا۔ کہ اللہ تعالیٰ نے اس واقعہ کو قرآن میں نازل کر کے میری ایسی عزت بڑھائے گا۔ جس کی قیامت تک تلاوت ہوتی رہے گی۔ آج کون حضرت عائشہ صدیقہؓ سے بڑھ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم

سے محبت کرنے والا ہے۔ آپؓ فرماتی ہیں کہ جو یہ کہے کہ حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم کو کُل کا علم تھا وہ جھُوٹا ہے۔
آپؐ نماز میں بھُول کر چار رکعت کے بجائے پانچ پڑھ جاتے ہیں کبھی چار کے بجائے دو پڑھ لیتے ہیں۔
بتلانے پر ارشاد فرمایا "میں بھی ایک انسان ہُوں جس طرح تم بھُول جاتے ہو میں بھی بھُول جاتا ہُوں لہٰذا
جب میں بھُول جاؤں تو مجھے یاد دہانی کرا دو"۔ پھر دو سجدے سہو کے کیے۔ آپؐ کا بھُولنا بھی ہمارے
لیے رہنمائی کا باعث ہُوا۔ ورنہ ہم بھُول کر کیا کرتے؟

بعض لوگ یہاں تک غلو سے کام لیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ آپ سب کچھ جانتے تھے مگر ہماری خاطر
ایسا کرتے تھے۔ یہ لوگ درپردہ حضورؐ پر جھُوٹ کا الزام دیتے ہیں اور نہیں جانتے کہ کافر اور دُشمن بھی آپؐ کو
جھُوٹا نہیں سمجھتے تھے۔ یہ عجیب محبّت ہے خدا ایسی محبّت سے بچائے۔

الغرض اگر حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم کی سیرتِ طیّبہ پر نظرِ غائر ڈالی جائے تو ایسے بے شمار مقامات نظر
آئیں گے ہم نے تو صرف ۳۰ کا اُوپر ذکر کیا ہے جو ہمارے مطالعہ میں آئے ہیں روزمرّہ کی زندگی
میں یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ آپ ہرگز عالم الغیب ذاتی کیا عطائی بھی نہ تھے۔ نہ نزولِ قرآن
سے پہلے نہ بعد۔ نہ معراج سے قبل نہ بعد۔ بلکہ اس معاملہ میں آپ کی حالت شروع سے آخری دم
تک بدستور یکساں نظر آتی ہے۔ کہیں صحابہؓ سے مشورے کرتے ہیں اور اپنی رائے کے خلاف اُن کی
رائے پر عمل کرتے ہیں۔ صحابہؓ بھی آپؐ کو عالم الغیب نہیں جانتے۔ اِسی لیے تو مشورہ دیتے ہیں۔ کہیں بدُعا
کرتے ہیں تو روک دیے جاتے ہیں۔ جن کے خلاف بدُعا ہوتی ہے وُہ جلیل القدر صحابہؓ بنا دیے جاتے
ہیں۔ مثلاً خالدؓ اور ابُوسفیانؓ اور جن کی اصلاح کے لیے کوشش کرتے ہیں وُہ بحالتِ کُفر وفات
پاتے ہیں۔ یعنی ابُوطالب وغیرہ۔

اِن حالات کے مدِّ نظر بھی جو شخص حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم کو عالم الغیب (عطائی سہی) مانتا ہے
وُہ درحقیقت اُن سب آیاتِ قرآنیہ و احادیثِ نبویّہ اور تاریخی واقعات و مسلمات کی تکذیب کرتا
ہے۔ ؎

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم
چشمۂ آفتاب را چہ گناہ

---

[1] : بخاری، مسلم، ابُوداؤد، احمد، نسائی، ابنِ ماجہ بحوالہ فقہ السنہ جلد ا صفحہ ۳۹۵

مِائَۃ فتاویٰ
فِی
مَسْئَلۃِ عِلْمِ الغیب

اسلم : السلام علیکم۔

زید : وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔

اسلم : آپ نے فرمایا تھا کہ سلامتی کی راہ سلف صالحین کی اقتدا میں ہے۔ بیشک آپ نے اپنے عقائد کو اُن کے عقائد کے موافق و مطابق ہونے کا پورا ثبوت دیا ہے۔ مگر میں چاہتا ہوں کہ آپ موجودہ زمانہ کے عُلماء سے بھی اِس مسئلہ "علمِ غیب" میں اپنے اور ہمارے اعتقاد کے متعلق استفسار کریں۔

زید : بلاشک و شبہ اِس فتنہ خیز زمانہ میں سلامتی کی راہ سلف صالحین کی تقلید ہی میں ہے۔ اُن حضرات کی اقتدا کو میں اِس لیے پسند کرتا ہوں کہ حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اپنے اور آپ کے مابعد دو زمانوں کو "خیر القرون" یعنی بہتر زمانے قرار دیا ہے۔ بعد ازاں اور اخیر زمانہ میں اختلافِ کثیر کا ذکر فرمایا۔ اور ایک روایت کی رُو سے "لایبقیٰ من الاسلام الا اسمہٗ" ارشاد فرمایا۔ یعنی اس وقت اسلام برائے نام رہ جائے گا نیز ابنِ مسعود رضؓ سے بھی روایت ہے کہ اُنہوں نے فرمایا کہ "جو شخص سیدھا راستہ چلنا چاہتا ہے اُس کو چاہیے کہ اُن لوگوں کی پیروی اور اقتدا کرے جو قبل اس کے ہو چکے ہیں۔ اِس لیے کہ زندہ اشخاص پر دُنیاوی جھگڑے بکھیڑے سے محفوظ رہنے کا خیال نہیں کیا جا سکتا ہے[1] اور کسی نے کیا صحیح کہا ہے "مسلمانی در کتاب و مسلمانان در گور"۔ اور یہ مقولہ اِس زمانہ پر تو ایسا چسپاں ہوتا ہے کہ سُبحان اللہ! اِس لیے میں اپنے عام عقائد میں اور مسئلہ غیب میں بھی اللہ تعالیٰ۔ اُس کے رسُول مقبول صلّی اللہ علیہ وسلّم۔ صحابہ رضؓ

---

[1] ان اصحاب رضؓ سے صحابہ رضؓ مراد ہیں۔ تلخیص جلد اوّل صفحہ (۳۱)

آئمۂ دین اور سلفِ صالحین کے فرمان کے تابع ہوں۔ جن کے فرمان ہائے واجب الاذ[عان]
کا خلاصہ حسبِ ذیل ہے :

۱ - اللہ کا فرمان :

"لَا یَعْلَمُ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَیْبَ اِلَّا اللّٰہُ" کوئی بھی آسمانوں اور زمین میں اللہ کے سوا غیب نہیں جانتا۔" (القرآن[۱])

قرآن میں چالیس ایسی آیات آئی ہیں جن سے علمِ غیب کا خاصہ باری تعالیٰ ہونا اور غیر اللہ سے اس کی نفی ظاہر و ثابت ہے۔ جیسے ہم پہلے بیان کر آئے ہیں۔

۲ - اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان :

(ا) لَا اَعْلَمُ الْغَیْبَ (القرآن[۲]) میں غیب نہیں جانتا۔

(ب) ایک شخص حضورؐ سے قیامت کے متعلق دریافت کرتا ہے کہ قیامت کب ہوگی؟ میری گھوڑی کے پیٹ میں کیا ہے؟ بارش کب ہوگی؟ آپ اِن سب سوالات کا تینوں مرتبہ ایک ہی جواب دیتے ہیں " قال غیب و ما یعلم الغیب الا اللہ" فرمایا کہ: یہ بات غیب کی ہے اور غیب اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔" گویا غیب نہیں جانتا ہوں اور نہ کوئی اور سوا اللہ کے اِس سے واقف ہے۔" (دُرِّ منثور جلد ۵ - صفحہ ۱۶۹-۱۷۰)

حدیث شریف کے الفاظ یہ ہیں :

"کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی قبۃ حمراء اذ جاء رجل علی فرسٍ فقال من انت قال انا رسول اللہ قال متی الساعۃ قال غیبٌ و ما یعلم الغیب الا اللہ، قال ما فی بطن فرسی قال غیبٌ و ما یعلم الغیب الا اللہ، قال فمتی تمطر قال غیب و ما یعلم الغیب الا اللہ"

یہ ہم پہلے بیان کر آئے ہیں کہ ایک سو پچاس احادیثِ صحیحہ اس امر کی تائید و تصدیق کرتی ہیں

---

۱ : پارہ نمبر رکوع نمبر آیت نمبر

۲ : پارہ نمبر ۷، رکوع نمبر ۱۱، آیت نمبر ۵۰

صحابہؓ کا عقیدہ اور ان کا ایمان و فرمان

۳ - حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ :

(ا) وفات کے قریب آپ نے اپنی وصیت لکھوائی اور حضرت عثمانؓ اور ایک انصاری کے ہاتھ مسجد میں بھیج دی۔ تاکہ مسلمانوں کو سنا دی جائے۔ وصیت حسبِ ذیل تھی :

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

"یہ کہ ابوبکر بن ابی قحافہ کی وصیت ہے جبکہ وہ دنیا سے رخصت ہو رہا تھا۔ اور آخرت میں داخل ہو رہا تھا۔ یہ ایسے وقت کی وصیت ہے جب کہ منکر ایمان لے آتا ہے۔ فاجر یقین میں پڑتا اور جھوٹا بھی سچ بولنے لگتا ہے۔ میں نے تم پر عمر بن الخطابؓ کو امیر بنایا ہے۔ اگر وہ عدل کرے اور تقویٰ برتے تو اس کی بابت میرا یہی گمان اور یہی امید ہے۔ لیکن اگر وہ بدل جائے تو میں نے حتی الوسع بھلائی چاہی ہے۔ غیب کا علم خدا کے سوا کسی کو نہیں۔"

(انسانیت موت کے دروازے پر صفحہ ۱۶۵)

(ب) مؤطا امام مالکؒ میں الشہداء فی سبیل اللہ کے بیان میں حسبِ ذیل حدیث مذکور ہے :

" عن ابی النضر مولی عمر بن عبید اللہ انہ بلغہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لشھداء احد ھؤلاء اشھد علیھم فقال ابو بکر الصدیق یا رسول اللہ السنا باخوانھم اسلمنا کما اسلموا وجاھدنا کما جاھدوا فقال رسول اللہ (صلعم) بلی ولا ادری ما تحدثون بعدی قال فبکی ابو بکر ثم بکی ثم قال انا لکائنون بعدک" ابو النضر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگِ اُحد کے شہیدوں کی نسبت فرمایا۔ یہ وہ لوگ ہیں جن پر میں گواہ ہوں یعنی ان کی نسبت میں گواہی دیتا ہوں۔ حضرت ابوبکرؓ نے کہا یا رسول اللہ! کیا ہم ان کے بھائی نہیں؟ ہم بھی مسلمان ہوئے جیسے وہ مسلمان ہوئے اور ہم نے بھی جہاد کیا جیسے انہوں نے جہاد کیا۔ آپؐ نے فرمایا: ہاں مگر مجھے معلوم نہیں کہ تم میرے بعد کیا کرو گے؟ تو حضرت ابوبکر صدیقؓ رونے لگے اور رو کر عرض کیا کہ کیا

ہم آپ کے بعد زندہ رہیں گے۔" (کشف المغطا عن کتاب المؤطا جلد ۲ صفحہ ۳۰۲)

۴۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ:

حضرت علی رضی اللہ عنہ آیت "عِندَہٗ عِلمُ السَّاعَۃِ الخ" کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

"لم یعم علی نبیکم صلی اللہ علیہ وسلم الا الخمس من سرائر الغیب ھذہ الآیۃ فی آخر لقمان الی آخر السورۃ" (دُرِّ منثور جلد ۵ صفحہ ۱۷۰)

"یعنی تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر اسرارِ غیب سے بس یہی پانچ چیزیں مخفی رہیں جو سورۃ لقمان کی اِس آخری آیت میں مذکور ہیں۔"

۵۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ:
۶۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ:
۷۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ:
۸۔ حضرت جریر بجلی رضی اللہ عنہ:
۹۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ:
۱۰۔ حضرت ابو عامر اشعری رضی اللہ عنہ:
۱۱۔ حضرت عبدالرحمٰن بن غنم رضی اللہ عنہ:
۱۲۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ:

اِن سب حضرات سے حدیثِ جبریلؑ مروی ہے۔ جس میں قیامت کے سوال پر حضورؐ نے فرمایا:

ما المسئول عنہا باعلم من السائل کہ میں اس کے متعلق سائل سے زیادہ نہیں جانتا

جس کے معنی اور مفہوم کو آئمہ محدثین نے یوں بیان کیا ہے کہ ہم دونوں اس کے نہ جاننے میں برابر ہیں بلکہ ہر سائل و مسئول کا یہی حال ہے۔ اور آخر میں حضور صلعم نے بطور استشہاد کے سورۃ لقمان کی آخری آیت پڑھی کہ یہ علمِ قیامت تو اُن پانچ چیزوں میں سے ہے جن کا علم سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی کو ہے ہی نہیں۔

۱۳۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا:

(ا) "جو کوئی شخص یہ دعویٰ کرے کہ رسولِ خدا (صلعم) اِن پانچ چیزوں کو جانتے ہیں جن کی نسبت

خدائے تعالیٰ نے آیت اِنَّ اللّٰہَ عِندَہٗ عِلمُ السَّاعَۃِ وَیُنَزِّلُ الغَیثَ (الآیۃ) تو ایسے شخص نے "خدا پر بہت بڑا بہتان باندھا"۔ (ترمذی۔ تلخیص جلد ۱ صفحہ ۲۳۹)

(ب) وَمَن حَدَّثَکَ اَنَّہٗ یَعلَمُ مَا فِی غَدٍ فَقَد کَذَبَ (بخاری تفسیر سورۃ نجم)

اور جس نے تجھ سے بیان کیا۔ کہ آپؐ جانتے ہیں جو کل ہونے والا ہے۔ تو اُس نے جھوٹ کہا۔"

۱۴۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ:

صحابہؓ میں جو علمی حیثیت حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو حاصل ہے وُہ کتبِ احادیث کے مُطالعہ کرنے والے حضرات سے مخفی نہیں۔ اگر یہ کہا جائے کہ وُہ حضور صلعم کے بعد سب صحابہؓ سے زیادہ واقفِ اسرارِ شریعت تھے تو بے جا نہ ہوگا۔ کیونکہ کتبِ احادیث میں اُن کی شان میں ایسا ہی مذکور ہے۔ لہٰذا اُن کا فرمان نہایت ہی قابلِ قدر ہے۔ اور وُہ یہ ہے:

"وقال ابن مسعودؓ اوتی نبیکم صلی اللہ علیہ وسلم کل شیءٍ الا مفاتح الغیب (خازن) فی تفسیر آیۃ وعندہ مفاتح الغیب لا یعلمھا الا ھو۔" (مجموعۃ التفاسیر جلد ۲ صفحہ ۴۱۸)

حضرت ابنِ مسعودؓ نے فرمایا کہ تمہارے نبی کریم صلعم کو غیب کی کنجیوں کے سوا ہر چیز دی گئی۔"

۱۵۔ حضرت دارمیہ رضی اللہ عنہا:

"امیر معاویہؓ نے ایک مرتبہ حج میں بنی کنانہ کی ایک عورت کو جو مدینہ میں قیام کرنے کی وجہ سے دارمیہ حجونیہ کے نام سے مشہور تھی بلوایا۔ اور پوچھا۔ دارمیہ! جانتی ہے کہ تجھ کو کیوں بلایا گیا ہے؟ دارمیہ! غیب کا علم خدا ہی کو ہے۔"

(تاریخ حریتِ اسلام صفحہ ۶۲)

۱۶۔ حضرت ابوعبیدہؓ بن الجراح معہ کئی ہزار صحابہ رضی اللہ عنہم:

(ا) "ابوعبیدہؓ بن الجراح رضی اللہ عنہ نے کہا کہ توقف کرو اے اباسلیمان اس واسطے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے اُمورِ غیبیہ اور پوشیدہ پر کسی کو آگاہی نہیں دی ہے اور سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی حال پوشیدہ بندوں کا نہیں جانتا ہے۔"

(فتوح الشام مترجم واقدی صفحہ ۱۵۳)

(ب) "ابوعبیدہ رضؓ نے کہا کہ اے ابا سلیمان[51]! ذرا صبر کرو دیکھو حاکمِ قنسرین نے خود بخود ہم سے صُلح کی درخواست کی ہے۔ غیب کا علم صرف خدا کو ہے۔ ہم نہیں جانتے کہ کل کیا پیش آنے والا ہے۔" (تاریخِ اسلام مؤلفہ غلام قادر فصیح جلد ا صفحہ ۲۰۰)

اُس وقت صحابہؓ کی جمعیت مختلف روایات کے مدنظر ۳۰۰۰۰ سے ۴۰۰۰۰ تک تھی[52]۔ اور جو اس وقت موجود تھے سب خاموش ہو گئے اور صُلح منظور کر لی گئی۔ جس پر اسلام کا تمام کا تمام لشکر کاربند رہا۔ جس سے ثابت ہوا کہ سب صحابہؓ کا یہی عقیدہ تھا کہ علمِ غیب صرف خدا ہی کو ہے۔ حالانکہ حاکمِ قنسرین نے اِس صُلح کرنے میں اسلامی لشکر سے دھوکا کیا تھا۔

۱۷۔ ایک لاکھ چوالیس ہزار[53] صحابہؓ کا عقیدہ اور ایمان و فرمان رضی اللہ عنھم :

(ا) حجۃ الوداع کے موقعہ پر ایک لاکھ چوالیس یا چوبیس ہزار صحابہؓ کا مجمع تھا (رحمۃ اللعالمین جلد ا صفحہ ۳۰۰) عرفات سے واپسی پر آپؐ سوار تھے اور صحابہؓ آپؐ کے آگے پیچھے دائیں بائیں سوال کرتے جاتے تھے اور آپؐ جواب دیتے جاتے تھے۔

اسی اثناء میں آپؐ نے یہ بھی فرمایا :

"لتاخذوا مناسککم فانی لا ادری لا حج بعد حجتی ھٰذہٖ۔ حج کے مسائل سیکھ لو میں نہیں جانتا کہ اس کے بعد مجھے دُوسرے حج کی نوبت آئے نہ آئے"۔ (ابوداؤد و مسلم، سیرۃ النبی جلد ۲ صفحہ ۱۵۹)

(ب) اِسی موقعہ پر جن صحابہؓ کے ساتھ قربانی کے جانور نہ تھے۔ آپؐ نے اُنہیں عمرے اور حج کے درمیان حلال ہونے کا حکم دیا۔ تو بعض صحابہؓ متردد ہوئے۔ جس سے آپؐ کو سخت غصّہ آیا۔ خُدا کی تعریف کی اور فرمایا: "لو استقبلت من امری ما استدبرت لما سبقت الھدیٰ" یعنی اگر میں پہلے سے اس چیز کو جانتا جو بعد میں پیش آئی تو ہرگز قربانی کا جانور اپنے ساتھ نہ لاتا۔

ایک لاکھ سے زیادہ صحابہؓ کی جماعت حضورؐ کے ہمراہ ہے اُن میں سے ایک بھی بریلوی خیالات کا نظر نہیں آتا جو آگے بڑھ کر کہہ دیتا کہ حضورؐ آپ تو (عطائی) عالم الغیب ہیں۔ پہلے سے جانتے تھے (یعنی حضورؐ صلعم کو جھٹلاتا) لیکن وہاں سب خاموش تھے اور حضور صلعم کی صداقت پر ایمان رکھتے تھے۔ کہ آپؐ جو کچھ فرما رہے ہیں سچ ہے۔ یعنی حضور صلعم کو اس کا پہلے سے علم نہ تھا یا بالفاظِ دیگر آپؐ عالم الغیب نہ تھے۔

نوٹ : فرمان نمبر ۱۶ اور ۱۷ میں تقریباً دو لاکھ[53] صحابہؓ کا عقیدہ واضح ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی بھی عالم الغیب نہیں اور غیب کا علم صرف خُدا کو ہے۔ اور حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم کو ہرگز علمِ غیب نہیں۔

مُفسّرین حضرات کا عقیدہ اور ایمان و فرمان

۱۸۔ صحابہ میں امام المُفسّرین حضرت عبداللہ بن عباسؓ :

یہ وہ حضرت ہیں جنھیں حضُور صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اپنی چھاتی مبارک سے لگا کر اللہ میاں سے دُعا کی کہ "اے اللہ اسے دین میں سمجھ۔ قرآن اور حکمت سکھا دے۔" ذرا آپؓ کا عقیدہ علمِ غیب کے متعلق ملاحظہ ہو :

حضرت ابنِ عباسؓ آیت اِنَّ اللّٰہَ عِنْدَہٗ عِلْمُ السَّاعَۃِ الخ کی تفسیر میں فرماتے ہیں :

"قال ابن عباسؓ ھٰذہٖ الخمسۃ لا یعلمھا ملک مقرب ولا نبی مصطفٰی فمن ادعی انہ یعلم شیئاً من ھٰذہٖ فانہ کفر بالقرآن لانہ خالفہ"۔ (خازن۔ مجموعۃ التفاسیر جلد ۵ صفحہ ۷۰)

"حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ان پانچ باتوں کو نہ کوئی مقرب فرشتہ اور نہ کوئی برگزیدہ نبی ہی جانتا ہے۔ پس اس لیے جو کوئی ان میں سے کسی شے کے جاننے کا دعویٰ کرے تو بیشک یہ قرآن سے کُفر و انکار ہے۔ کیونکہ یہ تعلیمِ قرآن کے خلاف ہے۔"

---

[51] : یہ حضرت خالد بن ولید رضؓ کی کنیت ہے۔

[52] : یہ اسلامی لشکر کی تعداد میں نے واقدی کے کسی ترجمہ میں مدّت ہوئی ہے۔ اب مجھے کتاب نہیں ملی۔ بہرحال اس وقت اسلامی لشکر کافی تعداد میں اُس علاقہ میں تھا۔

[53] : ڈیڑھ لاکھ کی تعداد تو صحیح روایات کی بنا پر ہو جاتی ہے۔ اور ان دونوں موقعوں کی تعداد جمع کرنے سے دو لاکھ ممکن ہے۔ کیونکہ اُنہیں صحابہ (رضی اللہ عنھم) میں سے دوسرے موقع پر بھی موجود تھے۔ گویا یہ دونوں وقتوں کی تعداد ہے۔ اس سے صحابہؓ کی تعداد پر بحث کرنا لاحاصل ہے۔ (مؤلف)

۱۹- تابعین میں امامِ تفسیر حضرت سدی کبیرؒ کا عقیدہ اور ایمان و فرمان:

"لیس من اھل السمٰوٰت والارض احد الا وقد اخفی اللہ عنہ علم الساعۃ" (ابن کثیر جلد ۷ صفحہ ۲۲۹)

یعنی زمین اور آسمانوں میں جس قدر بھی مخلوق ہے (یعنی جن و انس اور فرشتے) سب سے اللہ تعالیٰ نے قیامت کا علم مخفی رکھا ہے۔

۲۰- حضرت قتادہؓ تابعی امام تفسیر کا عقیدہ اور ایمان و فرمان:

آیت اِنَّ السَّاعَةَ اٰتِيَةٌ الخ کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

ولعمری لقد اخفاھا اللہ من الملٰئکۃ المقربین ومن الانبیاء المرسلین۔ (تفسیر ابن کثیر ج ۳- ص۲۲۹)

یعنی میری جان کے مالک کی قسم اللہ تعالیٰ نے قیامت کے وقت کو ملائکہ مقربین اور انبیاء مرسلین سے بھی مخفی رکھا ہے۔

۲۱- محی السنہ علامہ بغویؒ کا عقیدہ - ایمان و فرمان:

آیت قُلْ لَّا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَيْبَ اِلَّا اللّٰهُ کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

"نزلت فی المشرکین حیث سألوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن وقت قیامۃ الساعۃ"۔ (معالم ج ۵، ص۱۲۶)

یہ آیت مشرکین کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ جب انہوں نے حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے قیامت کے متعلق سوال کیا تھا۔

۲۲- علامہ جلال الدین سیوطیؒ: ایضاً جلالین - صفحہ ۳۲۱

۲۳- صاحب جامع البیانؒ: ؍؍

۲۴- علامہ علی بن محمد خازنؒ: ؍؍ جامع البیان صفحہ ۳۲۱

یہی شانِ نزول نقل کرنے کے بعد آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

"والمعنی ان اللہ ھو الذی یعلم الغیب وحدہ متی تقوم الساعۃ (وما یشعرون ایان یبعثون) یعنی ان من فی السمٰوٰت وھم الملٰئکۃ ومن فی الارض ھم بنو آدم لا یعلمون متی یبعثون واللہ تعالیٰ تفرد بعلم ذالک" (خازن جلد ۵ ص۱۲۵)

مطلب آیت کا یہ ہے کہ بس ایک خدا ہی غیب کا علم رکھتا ہے اور وہی جانتا ہے کہ قیامت کب آئے گی (اور نہیں خبر اُن کو کہ کب دوبارہ زندہ کیے جائیں گے) یعنی جو مخلوق کہ آسمانوں میں ہے اور وہ فرشتے ہیں اور جو زمین میں ہیں وہ بنی آدم ہیں۔ ان سب کو علم نہیں کہ کب اُٹھائے جائیں گے؟ اور اللہ تعالیٰ ہی اس علم کے ساتھ تفرد ہے یعنی اکیلا ہی جاننے والا ہے اور کوئی نہیں جانتا۔

نوٹ:- یہ جاہل اور نادان جماعت کفارِ قریش کی تھی۔ جو حضور صلعم سے بے جا سوالات کرتی تھی۔ جن کے سمجھانے کو یہ آیت نازل ہوئی۔ مگر بدقسمتی سے آج خود مدعیانِ اسلام میں وہ لوگ موجود ہیں جو نہ صرف گمان بلکہ یقین رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی بعض مخلوقات کو بھی قیامت کا علم ہے جو سب صحابہؓ۔ تابعین اور آئمہ دین کے خلاف عقیدہ ہے۔ جیسا کہ اُوپر بیان ہوا ہے (مؤلف)

۲۵- علامہ نسفی حنفیؒ کا عقیدہ - ایمان و فرمان:

(یسئلونک کانک حفی عنہا) کانک عالم بہا (قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ اللّٰهِ ...... وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ) انہ المختص بالعلم بہا" (مدارک جلد ۲- صفحہ ۶۸)

وہ لوگ قیامت کے بارے میں آپ سے اس طرح سوال کرتے ہیں گویا آپ نے اُسے معلوم ہی کر لیا ہے۔ آپ فرما دیجئے کہ اس کا علم بس خدا ہی کے پاس ہے۔ لیکن بہت سے لوگ اس بات کو نہیں جانتے کہ اُس کے علم کے ساتھ خدا ہی مختص ہے۔

یہ حنفیہ کے عقائد میں امام ہیں انہوں نے تو غیب کی تعریف ہی جُدا کی ہے۔ چنانچہ آیت:

قُلْ لَّا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَيْبَ الخ کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

"والغیب ما لم یقم علیہ دلیل ولا اطلع علیہ مخلوق" غیب وہ ہے جس پر نہ کوئی دلیل ہو اور نہ اس پر کسی مخلوق کو اطلاع کی گئی ہو۔

حضور صلعم بھی مخلوق ہیں۔ اس سے کس کو انکار ہے؟ اس سے صاف ظاہر ہے کہ جو حضور کے لیے علمِ غیب ثابت کرتا ہے وُہ حضور صلعم کو عُلمائے حنفیہ کے خلاف اللہ کی مخلوق سے نکالتا ہے اور اُن کی اُلوہیّت کا مدّعی ہے۔ گویا علمِ غیب کا دعویٰ خدائی کا دعویٰ ہے۔

۲۶۔ قاضی بیضاوی رحؒ کا عقیدہ۔ ایمان و فرمان :

"(یَسْئَلُوْنَکَ عَنِ السَّاعَۃِ اَیَّانَ مُرْسٰھَا) متیٰ ارساھا (قُلْ اِنَّمَا عِلْمُھَا عِنْدَ رَبِّیْ) استاثر بہ لم یطلع علیہ ملکا مقربا ولا نبیا مرسلا" (تفسیر بیضاوی صفحہ ۲۶۷)

"لوگ آپ سے قیامت کے بارے میں سوال کرتے ہیں کہ اُس کا وقوع کب ہوگا؟ آپ فرما دیجئے کہ اس کا علم بس میرے رب ہی کو ہے۔ اُس نے اِس کو اپنے ہی لیے خاص کر لیا ہے نہ کسی مُقرب فرشتے کو اس کی اطلاع دی ہے اور نہ کسی نبی مُرسل کو۔"

۲۷۔ علامہ ابو مسعود رحؒ (حنفی) کا عقیدہ۔ ایمان و فرمان :

آیۃ قُلْ اِنَّمَا عِلْمُھَا عِنْدَ رَبِّیْ کی تفسیر میں فرماتے ہیں :

معنی کونہ عندہ تعالیٰ خاصۃ انہ تعالیٰ قد استاثر بہ بحیث لم یخبر احدا من ملک مقرب و نبی مرسل (ابو مسعود جلد ۳ صہ ۵۴۶)

"علمِ قیامت کے صرف خدا ہی کے پاس ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اُس نے اسے اپنے ہی واسطے اس کو خاص کر رکھا ہے اس طور پر کہ کسی ملک مُقرب کو بھی اس کی خبر نہیں دی اور نہ کسی نبی مُرسل کو۔"

۲۸۔ عُمدۃ المفسّرین امام ابنِ کثیر رحؒ کا عقیدہ۔ ایمان و فرمان :

آیۃ قُلْ لَّا یَعْلَمُ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَیْبَ اِلَّا اللّٰہُ کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

یقول تعالیٰ آمرا لرسولہ صلی اللہ علیہ وسلم ان یقول معلما لجمیع الخلق انہ لا یعلم احدا من اھل السمٰوٰت والارض الغیب الا اللہ۔ (تفسیر ابن کثیر جلد ۷۔ صہ ۲۲۹)

"اللہ تعالیٰ اپنے رسُول صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیتے ہوئے فرماتا ہے: کہ آپ تمام مخلوق کو بتا دیں کہ آسمان و زمین کے رہنے والوں میں سے کوئی بھی خدا کے سوا غیب کا علم نہیں رکھتا۔"

۲۹۔ امام فخر الدین رازی رحؒ کا عقیدہ اور ایمان و فرمان :

آیۃ قُلْ اِنْ اَدْرِیْ اَقَرِیْبٌ مَّا تُوْعَدُوْنَ اَمْ یَجْعَلُ لَہٗ رَبِّیْ اَمَدًا کی تفسیر میں فرماتے ہیں :

"فان قیل الیس انہ صلی اللہ علیہ وسلم قال "بعثت انا والساعۃ کھاتین" فکان عالما بقرب وقوع القیٰمۃ فکیف قال ھٰھنا "لا ادری اقریب ام بعید" اجیب بان المراد بقرب وقوعہ ھو ان ما بقی من الدنیا اقل مما انقضی فھٰذا القدر من القرب معلوم فاما معرفۃ مقدار القرب فغیر معلوم" (تفسیر کبیر جلد ۸ صہ ۳۴۳)

پس اگر شُبہ کیا جائے کہ کیا حضور صلعم نے نہیں فرمایا ہے کہ میری بعثت اور قیامت میں اتنا قرب ہے جتنا انگشتِ شہادت اور اُس کے قریب والی اُنگلی میں (تو اس سے تو معلوم ہوتا ہے کہ) حضور صلعم کو قُربِ قیامت کا علم تھا۔ پھر یہاں کیسے فرمایا کہ مجھے اس کے قُرب و بُعد کی خبر نہیں۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ اس کے قریب ہونے کا مطلب صرف اِس قدر ہے۔ کہ دُنیا کی باقی ماندہ عمر اس کی گذشتہ عمر سے کم ہے۔ پس اتنا قرب تو معلوم ہے لیکن اس قرب کی ٹھیک مقدار معلوم نہیں ہے۔

علّامہ موصوف کو خدا جزائے خیر دے کیسی معقول بات بیان فرمائی ہے۔ اس سے اُس حدیث کا صحیح مفہوم بھی واضح ہو گیا۔ جس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ قیامت جمعہ کے دن برپا ہو گی۔ لیکن یہ معلوم نہیں کہ کس جمعہ کے دن؟ کس ماہ میں اور کس سن میں واقع ہو گی؟

۳۰۔ امام ابنِ جریر طبری رحؒ کا عقیدہ اور ایمان و فرمان :

"انما علمھا عندہ یستاثر بعلمھا فلم یطلع علیھا ملکا ولا رسولا" (تفسیر ابنِ جریر ج ۹ صہ ۹۸)

"قیامت کا علم بس خدا ہی کو ہے اُس نے اپنے ہی لیے اس کے علم کو خاص کر لیا ہے پس اسی واسطے نہ کسی فرشتے کو اس کی اطلاع دی ہے اور نہ کسی رسُول کو۔"

۳۱- علامہ معین صفیؒ کا عقیدہ اور ایمان و فرمان :

(قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ اللّٰہِ) لم یطلع علیہ احداً (جامع البیان ص۳۵۶)

آپ فرما دیجئے کہ اس کا علم بس خدا ہی کے پاس ہے۔ اُس نے کسی کو اس کی خبر نہیں دی ہے۔"

۳۲- خطیب شربینیؒ کا عقیدہ اور ایمان و فرمان :

"استاثر اللہ تعالیٰ بعلمھا فلم یطلع علیہ احداً من خلقہ۔"

"قیامت کا علم اللہ تعالیٰ نے اپنے ہی لیے خاص کر لیا ہے۔ اسی لیے اپنی مخلوق میں سے کسی کو اس کی اطلاع نہیں دی۔" (تفسیر سراج مُنیر جلد ۱ ص۵۴۴)

۳۳- سیّد امیر علی صاحب مُفسّرِ اعلیٰ شارح ہدایہ مترجم عالمگیری و صاحبِ تفسیر مواہب الرحمٰن کا عقیدہ اور ایمان و فرمان :

(ا) "علمِ غیب مخصوص بجناب باری تعالیٰ عزّ وجل ہے۔ کسی اور کے اختیار میں نہیں۔"

(تفسیر مواہب الرحمٰن جلد ۹ صفحہ ۱۶۴)

دُوسری جگہ فرماتے ہیں :

(ب) "مفسّر (ابنِ کثیر) کو اللہ جزائے خیر دے کہ قولہ تعالیٰ: لا اعلم الغیب کی اچھی تفسیر بیان کی۔ کہ مُراد یہ کہ حق سُبحانہ تعالیٰ عزّ وجل نے اپنے بندہ رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا کہ سچی بات صاف کہہ دے۔ کہ میں غیب نہیں جانتا۔ یعنی جہاں تک مجھے مشاہدہ ہے وُہ تو معلوم ہے۔ پھر جو مجھ سے غائب ہے اگر وحیِ الٰہی سے بتایا گیا تو جانتا ہوں اگرچہ آسمانوں و زمین کا انکشاف ہو اور اگر وہ وحی سے نہیں بتایا گیا تو میں نہیں جانتا ہوں۔"

(مواہب الرحمٰن جلد ۷، صفحہ ۱۲۲)

(ج) "ولا اَنّی اعلم الغیب اور نہ میں غیب جانتا ہوں۔ ف اے ما غاب عنی ولم یُوحیٰ اِلیّ یعنی غیب مصدر سے مُراد آنکہ جو مجھ سے غائب ہے اور مجھ پر وحی سے ظاہر نہیں کیا گیا۔ اور اجماع ہے۔ کہ عالم الغیب والشھادۃ علی الاطلاق

سوائے حق تعالیٰ جلّ جلالہٗ کے کوئی نہیں۔ اور جب کہ آنحضرت صلعم سے تصریح آئی تو پھر اور کون ہے جو عالم الغیب ہوگا۔" (تفسیر مواہب الرحمٰن جلد ۷، صفحہ ۱۲۰)

۳۴- حضرت شاہ ولی اللہ مُحدّث دہلویؒ کا عقیدہ اور ایمان و فرمان :

"اشراک باللہ یعنی اللہ کے ساتھ شریک ٹھیرانا یہ ہے۔ کہ اُن تمام صفات کو جو ذاتِ باری تعالیٰ کے ساتھ مخصوص ہیں۔ مثلاً زندہ کرنا اور مار ڈالنا۔ اولاد بخشنا۔ روزی دینا اور پوشیدہ اُمور پر مطلع ہونا وغیرہ وغیرہ خدا تعالیٰ کے سوا کسی اور کی طرف منسوب کرنا اور یہ اعتقاد رکھنا کہ ان کاموں کی اللہ تعالیٰ کے [illegible] کوئی اور بھی تکمیل کر سکتا ہے۔ ورنہ ایسا کوئی شخص نہیں جو یہ کہے کہ خدا تعالیٰ کا شریک کوئی اور خدا بھی ہے۔"

(تبلیغ حق ترجمہ البلاغ المبین صفحہ ۲۱-۲۲)

۳۵- شاہ عبدالعزیز خاتم المفسّرین دہلوی کا عقیدہ اور ایمان و فرمان :

سُورہ جن کی آخری رکوع کی آیت قُلْ اِنْ اَدْرِیْٓ اَقَرِیْبٌ مَّا تُوْعَدُوْنَ اَمْ یَجْعَلُ لَهٗ رَبِّیْٓ اَمَدًا کی تفسیر میں ارشاد فرماتے ہیں :

"بہر تقدیر عجبی نیست کہ اگر من مقدارِ اجلِ ہر کس را ندانم و موافقِ آں حکمِ تقرب و بعد ظہور موعودِ اُخروی در حقِ او نکنم یا مقدار بقائے نوعِ انسانی را ندانم زیرا کہ من عالمِ غیب نیستم و ادعائے ایں علم نمی کنم چنانچہ سابق ازیں معبودانِ شما از جنیاں می کردند۔ بلکہ پروردگارِ من عالم الغیب است و غیر اُورا ایں علم حاصل نیست۔" (تفسیرِ عزیزی پارہ تبارک صفحہ ۱۷۲)

ترجمہ :"بہرحال یہ کوئی عجب نہیں کہ میں ہر شخص کی اجل کی مُدّت کو نہ جانوں یا اُس کے موافق اُخروی وعدوں کے ظہور کا حکم اُس کے حق میں قریب و بعید ہونا نہ بتلا سکوں۔ یا نوعِ انسانی کی مقدار نہ جانوں، اس واسطے کہ میں غیب دان نہیں ہُوں اور غیب دانی کا دعویٰ بھی میں نے کبھی نہیں کیا۔ جس طرح مجھ سے پہلے تمہارے معبودانِ (باطل) جنّات وغیرہ کیا کرتے تھے۔ بلکہ میں تو یُوں کہتا ہُوں کہ میرا پروردگار عالم الغیب ہے۔ اور اُس کے سوا کسی کو یہ علم حاصل نہیں۔"

(تفسیر عزیزی)

۳۶۔ شاہ عبدالقادر مُفسّر و محدّث دہلویؒ کا عقیدہ:

(الف) شاہ صاحب لَا تَنْكِحُوا الْمُشْرِكٰتِ حَتّٰى يُؤْمِنَّ کی تفسیر کے ذیل میں فرماتے ہیں:

"شرک یہ کہ اللہ کی صفت کسی اور میں جانے۔ مثلاً کسی کو سمجھے کہ اُس کو ہر بات معلوم ہے۔ یا وہ جو چاہے سو کر سکتا ہے۔ یا ہمارا بُرا یا بھلا کرنا اُس کے اختیار میں ہے یا اللہ کی تعظیم کسی اور پر خرچ کرے۔ مثلاً کسی چیز کو سجدہ کرے۔ یا کسی سے حاجت مانگے مختار جان کر۔" (موضح القرآن صفحہ ۳۵)

(ب) سورۂ یونس رکوع نمبر ۲ آیت فقل إِنَّمَا الْغَيْبُ لِلّٰهِ کی تفسیر میں تحریر فرماتے ہیں:

"پس کہہ تو اے محمد صلعم جواب میں اُن کے کہ اُترنا آیتوں کا غیب ہے۔ اور بے شبہ سوائے اس کے نہیں۔ کہ علم غیب کا خاص اللہ تعالیٰ کو ہے۔" (موضح القرآن صفحہ ۱۹۶)

۳۷۔ سعید بن جبیرؓ مُفسّرِ اعلیٰ کا عقیدہ:

"عبدالملک اور اس کے بیٹے ولید اوّل کے زمانے میں حجّاج بن یُوسف کوفہ اور عراق کا ایک نہایت ظالم گورنر تھا۔ سعید بن جبیرؓ جو اعلیٰ درجہ کے مُفسّر اور مُحدّث تھے۔ اسی ظالم کے ہاتھ سے شہید ہُوئے۔ حجّاج اُن سے پوچھتا ہے:

حجّاج: تمہارے علم میں سابقہ خلفاء میں کون اچھا تھا۔ اور موجودہ خلیفہ کیسا ہے؟

سعیدؓ: وُہی اچھا ہے جس نے اللہ اور رسُول کو خوش رکھا۔

حجّاج: تمہارے علم میں کس نے اللہ اور رسُول کو خوش رکھا؟

سعیدؓ: اس کا علم اللہ ہی کو ہے اور وُہی غیب دان ہے۔"

(تاریخ حُرّیتِ اسلام صفحہ ۷۱)

۳۸۔ فخرالمفسّرین ابو محمّد عبدالحق حقّانی رح کا عقیدہ اور ایمان و فرمان:

"قُلْ لَّا اَقُوْلُ الخ کہہ دے کہ تو میرے پاس خزانے ہیں نہ میں غیب دان ہُوں کہ تم کو دفائن بتلا دُوں۔ نہ میں فرشتہ ہُوں کہ جو نہ کھاؤں نہ پیئوں۔ انسان ہُوں۔ اس کی وحی اور الہام کا پابند ہُوں۔" (تفسیر حقّانی جلد ۴ صفحہ ۷۸)

"وُہ اپنے غیب پر کسی کو واقف نہیں کرتا۔ کیونکہ یہ اُسی کا خاصہ ہے۔" (تفسیر حقّانی جلد ۷ صفحہ ۱۳۲)

۳۹۔ صاحب خلاصۃ التفاسیر (حنفی) رح:

"غیب مخصوص ذات باری تعالیٰ ہے۔ پس علمِ غیب کا مُدّعی اور اس کی تصدیق کرنے والا مُشرک ہے۔" (خلاصۃ التفاسیر جلد ا صفحہ ۶۰۲)

"اگر میں غیب دان ہوتا تو ہر قسم کے فائدے اور امن و اطمینان مجھے حاصل ہوتا۔ حالانکہ نہ میں نفع پر قادر ہُوں۔ نہ ضرر سے بچ سکتا ہُوں۔ حق سُبحانہ تعالیٰ کی مشیّت پر مدار ہے......"

"مسئلہ: غیب کا علم سوائے خُدا کے دُوسرے کی طرف منسوب کرنا قرآن کا انکار اور پیغمبر پر فضیلت کا دعویٰ ہے۔" (خُلاصۃ التفاسیر جلد ۲ صفحہ ۱۳۲)

۴۰۔ علّامہ فیضی رح:

یہ اکبر بادشاہ کے وزیر تھے اور علم ادب کے بادشاہ۔ قرآن کی پُوری تفسیر لکھی اور اس میں کمال یہ دکھایا۔ کہ ساری تفسیر میں ایک لفظ بھی نقطے والا نہیں لکھا۔ يَسْأَلُونَكَ عَنِ السَّاعَةِ اَيَّانَ مُرْسٰهَا کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

"والحاصل مالك الا دهالهم لما لا حاصل له الا كمال الرد و مالك اعلاء الحصرها لما لا عالم له الا الله۔"

"اور آیت کا حاصل یہ ہے کہ اے محمدؐ نہیں ہے تمہارے لیے قیامت کا یاد کرنا منکرین کے واسطے کیونکہ اُن سے بجز رد اور انکار کے کچھ حاصل نہ ہوگا۔ اور نہ اس کا معیّن وقت معلوم کرانا تمہارا کام ہے۔ کیونکہ اُس کے مقرّر وقت کو بجز خدا کے کوئی نہیں جانتا۔" (اعظم التفاسیر جلد ۳۰ صفحہ ۶۴)

۴۱۔ ایک جماعتِ عُلماءِ دہلویہ مؤلفین اعظم التفاسیر:

تفسیر اعظم التفاسیر دہلی میں ایک جماعتِ عُلماء نے متفقہ طور پر تالیف فرمائی تھی۔ جس کی نسبت حکیم ظہیر احمد شاہ صاحب بدایونی فرماتے ہیں: "اگر سو دو سو تفسیریں جمع کی جائیں تو شاید ایسی بات جو اِس گوہر نایاب میں ہے مشکل سے مل سکے۔" علم غیب کے متعلق اس میں بہت مفصّل بیان کا حاصل یہ ہے:

"اس طرح تقدمۃ المعرفت کا بیان طبابت کی شرطوں سے نہیں ہے۔ اسی طرح حوادثاتِ آئندہ

کی خبر دینا نبوت و ولایت کو لازم نہیں ہے۔ غیب کا علم خدائے تعالیٰ ہی کے ساتھ مخصوص ہے۔" (اعظم التفاسیر جلد ۳ صفحہ ۶۲)

۴۲۔ نواب قطب الدین محدث و مفسر دہلوی :

نواب صاحب موصوف کی نسبت اُن کے اُستاد شاہ محمد اسحٰق صاحب محدث اپنی زبان مبارک سے فرمایا کرتے تھے :

"کہ جس نے صحابہ رضوان کو نہ دیکھا ہو وہ قطب الدین کو دیکھ لے اور علم حدیث اور فقہ میں حضرت ممدوح وحید العصر تھے۔" (دیباچہ جامع التفاسیر صفحہ ۴)

آپ قُلْ اِنْ اَدْرِیْٓ اَقَرِیْبٌ مَّا تُوْعَدُوْنَ الخ کی تفسیر میں حضور صلعم کی نسبت فرماتے ہیں:

"میں غیب دان نہیں ہوں اور غیب دانی کا میں نے دعویٰ بھی کبھی نہیں کیا۔" (جامع التفاسیر سورہ جن صفحہ ۱۸۱)

غرضیکہ تفسیر عزیزی کے الفاظ بیان کیے ہیں۔ جو اوپر گذر چکے ہیں۔ اور یہ بھی فرمایا ہے :

"علم غیب کا خاصہ خدا کا ہے۔" (جامع التفاسیر سورہ جن صفحہ ۱۸۳)

۴۳۔ صاحب تفسیر اکسیر اعظم :

"قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ اللّٰهِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ۔ تو کہہ دے! کہ نہیں ہے علم اُس کا مگر اللہ کے پاس اور لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔ ف پھر اس مضمون کو اللہ نے بغرض تاکید مکرّر ذکر کیا۔ مطلب یہ ہے کہ تو اُن سے کہہ دے کہ علم اس کا اللہ کے سوا اور کسی کے پاس نہیں مگر اکثر لوگ اس بات کو نہیں جانتے کہ علم اس کا اللہ سے مختص ہے۔ اسی جہالت کی وجہ سے تجھ سے سوال کرتے ہیں۔" (تفسیر اکسیر اعظم جلد ۷ صفحہ ۴۱۲)

"اکثر لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے غیب کی خبریں پوچھا کرتے تھے اور بہت سا مال و دولت طلب کیا کرتے تھے۔ اس لیے اللہ نے اپنے پیغمبر کو حکم کیا کہ تم یہ کہہ دو کہ نہ میرا کسی چیز پر اختیار ہے نہ مجھ کو غیب کی خبر ہے۔ خدا جو چاہتا ہے وُہی ہوتا ہے اور جتنی بات اللہ مجھے بتا دیتا ہے وُہی معلوم ہوتی ہے۔ میں بھی ایک بندہ ہوں۔ بندہ کی قدرت بہت تھوڑی ہوتی ہے اور علم بھی تھوڑا ہوتا ہے۔ اور جتنے بندے ہیں۔ سب کی یہی حالت ہے اور ہر چیز پر قدرت رکھنا اور ہر چیز کا علم ہونا یہ اللہ کی شان ہے۔ کسی بندے کو یہ مرتبہ حاصل

نہیں ہو سکتا۔" (تفسیر اکسیر اعظم جلد ۸ صفحہ ۱۲۸)

۴۴۔ مولوی ثناء اللہ صاحب تفسیر ثنائی :

آیۃ لَوْ كُنْتُ اَعْلَمُ الْغَيْبَ کے ذیل میں تحریر فرماتے ہیں : ۵ل

"نہ میں غیب کی باتیں جانتا ہوں۔ اگر میں غیب جانتا ہوتا تو اپنا بہت سا بھلا اور فائدہ کر لیتا اور مجھے کبھی تکلیف نہ پہنچتی۔ تکلیف پہنچنے کا سبب عدمِ علم ہی ہوا کرتا ہے۔ مالی اور بدنی وغیرہ جتنے نقصان ہوتے ہیں۔ سب اس لیے ہوتے ہیں۔ کہ انسان کو اُن کا حال معلوم نہیں۔ ورنہ جس شخص کو یہ معلوم ہو کہ فلاں تجارت میں مجھے نقصان ہے۔ وہ اس تجارت کو ہاتھ کیوں ڈالے گا؟ ایسا ہی جس کو معلوم ہو کہ فلاں چیز کا کھانا مجھے مُضر ہوگا وُہ کیوں کھانے لگا؟"

۴۵۔ خواجہ محمد عبد الحیٔ فاروقی اُستاد تفسیر و ناظم دینیات جامعہ ملّیہ اسلامیہ دہلی :

آیۃ يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ السَّاعَةِ اَيَّانَ مُرْسٰهَا کی تفسیر میں فرماتے ہیں :

"اِن کفّار و معاندین کو چاہیئے تو یہ تھا۔ کہ جب قیامت کے یہ ہولناک واقعات و حوادث سُنتے تھے۔ تو اس سے عبرت پکڑتے۔ اپنی اصلاح کرتے اور اپنی ذمہ داری و مسئولیت کا خیال کر کے اعمالِ فاسقہ سے مجتنب رہتے۔ مگر اُن کے تمرّد و طغیان کی حالت یہ ہے۔ کہ اب آپ سے اُس کی تاریخ وقوع پُوچھتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ اگر آج کسی شخص کو اپنے مرنے کی تاریخ معلوم ہو جائے تو اس کے تمام کاروبارِ زندگی میں اُسی وقت ایک انقلابِ عظیم رُونما ہوگا۔ اور پھر وُہ کم از کم اس دُنیا کے کام کا نہ رہے گا۔ اسی پر آپ قیامت کو قیاس کر لیجیے

۵ل : اس آیت نے صاف فیصلہ کر دیا ہے۔ کہ پیغمبروں کو علمِ غیب مُطلقاً نہیں ہوتا۔ جس قدر خدا بتلاتا ہے۔ اُسی قدر وُہ جانتے ہیں۔ فقہاء حنفیہ نے اِس بات کی تصریح کر دی ہے کہ جو شخص کسی معاملہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو گواہ کرے وُہ کافر ہے۔ کیونکہ اُس نے پیغمبرِ خدا (صلی اللہ علیہ وسلم) کو عالم الغیب ہونا اعتقاد کیا (دیکھو فتاویٰ قاضی خاں) مگر افسوس کہ مسلمان اِس ایمانی مسئلہ سے ناواقف ہیں۔ کہ انبیاء تو بجائے خود اولیاء کے لیے بھی غیب دانی سمجھے بیٹھے ہیں۔ (تفسیر ثنائی جلد ۳ صفحہ ۱۷۱)

اس نظامِ عالم کو قائم رکھنے کے لیے یہ ضروری ہے کہ اس کی تاریخ کسی کو معلوم نہ ہو۔ اور تو اور خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی اس کا علم نہیں۔ حالانکہ تمام انبیاء کرام سے زیادہ آپ نے اس موضوع پر روشنی ڈالی ہے۔" (ذکریٰ صفحہ ۳۵-۳۶)

۴۶۔ مولوی عبدالماجد ناظم جمعیۃ العلماء دہلوی صاحب تفسیر واضح البیان:

آیۃ وَلَا اَعْلَمُ الْغَیْبَ کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

"اللہ تعالیٰ کفار کو ڈانٹتا ہے۔ کہ ہم نے اپنے رسول کو اس لیے نہیں بھیجا ہے کہ وہ ہر وقت تم کو معجزہ دکھاتا رہے۔ اس کے بعد جناب رسولِ خدا (صلعم) کو تعلیم دی جاتی ہے۔ کہ آپ ان لوگوں سے کہہ دیجیے کہ میں اس بات کا دعوےٰ تو کرتا ہی نہیں کہ ہر وقت تم کو معجزے ہی دکھاتا رہوں اور نہ میں علم الغیب جانتا ہوں کہ تمھیں بتا دوں کہ قیامت کب آئے گی۔ اور نہ میں فرشتہ ہونے کا دعویٰ کرتا ہوں کہ کچھ کھاؤں پیوں نہیں۔ میں بھی ایک بشر ہوں۔ مجھ پر خدا کی وحی آتی ہے۔ جو حکم آتا ہے اُس کی تعمیل کے لیے تیار رہتا ہوں۔"

(تفسیر واضح البیان برحاشیہ متوسط قرآن شریف بادر ترجمہ نعمانی صفحہ ۱۵۸)

۴۷۔ صاحب تفسیر بیان السبحان دہلوی:

آیۃ لَا اَعْلَمُ الْغَیْبَ کی تفسیر کا حاصل یہ لکھتے ہیں:

مقصودِ بیان: "ان آیات میں مندرجہ ذیل اُمور کی صراحت ہے:

۱) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کارخانۂ قدرت کے مالک نہ تھے۔ فرشتہ نہ تھے۔ غیب دان نہ تھے۔ یعنی جو چیزیں حضور کے مشاہدہ سے غائب تھیں اور وحی سے بھی آپ کو معلوم نہ ہوئی تھیں اُن کا آپ کو علم نہ تھا۔ آپ وحیِ الٰہی کے پابند تھے۔ دینی اُمور میں کبھی کوئی لفظ اپنی طرف سے بغیر وحی کے نہیں نکالتے تھے۔" (تفسیر بیان السبحان صفحہ ۵۲۴)

۴۸۔ حضرت خواجہ حسن نظامیؒ صاحب دہلوی صاحب عام فہم تفسیر:

آیۃ لَوْ کُنْتُ اَعْلَمُ الْغَیْبَ الخ کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

"اور اُن سے کہہ دو کہ قیامت کے واقعہ کا علم تو درکنار) مجھے تو اپنے ذاتی نفع نقصان (کے علم) پر دسترس نہیں۔ لیکن صرف اُسی قدر جس قدر خدا چاہا ہے اور اگر مجھے غیب کا علم ہوتا تو بہت کچھ منافع حاصل کر لیتا۔ اور نقصان مجھے کبھی پہنچتا ہی نہیں۔ میں صرف ایک ڈرانے والا اور خوشخبری سُنانے والا ہوں (اور ڈرانے والا اور خوشخبری سُنانے والا باعتبار نتیجہ کے) اُن (ہی) لوگوں کے لیے جو ایمان لاتے ہیں۔"

اس سے اگلی آیت کی تشریح میں فرماتے ہیں:

"لوگو! علم غیب وغیرہ کی جو صفاتِ کاملہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ مخصوص ہیں اُن میں کسی دوسرے کو اللہ کا شریک نہ بناؤ۔" (عام فہم تفسیر صفحہ ۵۷۵-۵۷۶)

۴۹۔ صاحب تفسیر بیان القرآن مولانا اشرف علی صاحب تھانویؒ:

"قُلْ لَّا یَعْلَمُ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَیْبَ اِلَّا اللّٰہُ (اِلیٰ قولہ) وَمَا مِنْ غَآئِبَۃٍ فِی السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ اِلَّا فِیْ کِتٰبٍ مُّبِیْنٍ ۝

(یہ لوگ جو قیامت کا وقت نہ بتلانے سے اُس کے عدمِ وقوع پر استدلال کرتے ہیں اس کے جواب میں) آپ کہہ دیجیے کہ (یہ استدلال غلط ہے۔ کیونکہ غایت فی الباب اس سے اتنا لازم آیا کہ مجھ سے اور تجھ سے اس تعیین کا علم غائب رہا۔ سو اس میں اسی کی کیا تخصیص ہے غیب کی نسبت قاعدہ کلیہ ہے کہ جتنی مخلوقات آسمانوں اور زمین میں (یعنی عالم) موجود ہیں۔ (اُن میں سے کوئی بھی غیب کی بات نہیں جانتا بجز اللہ تعالیٰ کے اور (اسی وجہ سے) اُن (مخلوقات) کو یہ خبر (بھی) نہیں کہ وہ کب دوبارہ زندہ کیے جاویں گے۔" (تفسیر بیان القرآن جلد ۸ صفحہ ۹۳-۹۴)

آیۃ یَسْـَٔلُوْنَکَ کَاَنَّکَ حَفِیٌّ عَنْھَا کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

"وہ آپ سے اس طرح (اصرار و مبالغہ سے) پوچھتے ہیں جیسے گویا آپ اُس کی تحقیقات کر چکے ہیں (اور تحقیقات کے بعد آپ کو اس کا پورا احاطہ ہو گیا ہے) آپ فرما دیجیے کہ اس کا علم (مذکور) خاص اللہ ہی کے پاس ہے۔ لیکن اکثر لوگ (اس بات کو) نہیں جانتے (کہ بعض علوم حق تعالیٰ نے اپنے خزانہ علم میں مکنون رکھے ہیں۔ انبیاء کو بھی تفصیلاً اطلاع نہیں دی۔ بس اُس کے نہ جاننے سے کسی نبی کے عدمِ اطلاع تعیین قیامت کو معاذ اللہ دلیل نفی نبوت کی سمجھتے ہیں۔ اس طرح سے کہ یہ علمِ نبوت کے لیے لازم ہے۔ اور انتفاء لازم مستلزم انتفاء ملزوم ہے۔ حالانکہ پہلا مقدمہ محض غلط ہے۔ ف اس آیت سے اور حدیث ما المسئول

عنہا من السّائل (رواہ الشیخان) سے صاف معلوم ہوتا ہے۔ کہ تعین و تفصیل کے ساتھ قیامت کی اطلاع آپ سے بھی مخفی تھی اور بعض روایات جو تعیین کے باب میں آئی ہیں۔ کہ دُنیا کی عمر سات ہزار سال کی ہے۔ اوّلاً وہ قوت میں قرآن اور حدیثِ شیخین کے برابر کیا فی نفسہٖ بھی صحیح السند نہیں۔ دُوسرے ماوّل ہوسکتی ہیں ظنِ غالب کے ساتھ۔ ربط اُوپر رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم کو تعیینِ قیامت کے متعلّق اپنی لاعلمی کے اظہار کا حکم ہُوا ہے۔ آگے یہ لاعلمی کی علّت بیان کرنے کا حکم ہُوا ہے۔ جس کا حاصل یہ ہے۔ کہ مُجھ کو غیب کا علم نہیں ہے اور جب مُجھ کو تعیین کا حکم نہیں دیا گیا تو وُہ غیب ہُوا۔ اسی لیے مجُھ کو اس کا علم نہیں۔"

(تفسیر بیان القرآن جلد ۴۔ صفحہ ۵۶-۵۷)

۵۰۔ مولوی سیّد احمد حسن صاحبؒ احسن التفاسیر :

آیۃ لَوْ كُنْتُ اَعْلَمُ الْغَيْبَ الخ کی تفسیر میں فرماتے ہیں :

"آیت اور حدیثوں کو ملا کر یہ مطلب قرار پاتا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں فرمایا۔ اے رسُول اللہ کے تم ان عذابِ الٰہی اور قیامت کی جلدی کرنے والے لوگوں سے کہہ دو کہ دُنیا کی بھلائی بُرائی کے حال کو پہلے سے جان لینا ایک علمِ غیب ہے۔ جس کا حال سوا اللہ تعالےٰ کے کسی کو معلوم نہیں۔ ہاں اللہ تعالیٰ اپنے رسولوں میں جس کو چاہتا ہے اُس کو بذریعہ وحی کے غیب کی باتوں میں سے کچھ باتیں بتلا دیتا ہے۔ مثلاً بدر کی لڑائی میں جو کافر لوگ مسُلمانوں کے ہاتھ سے قتل ہونے والے تھے اُس کا حال پہلے سے اُس نے بذریعہ وحی کے اپنے رسُول (صلعم) کو بتلا دیا اور اُحد کی لڑائی میں جو مسلمان مشرکوں کے ہاتھ سے شہید ہونے والے تھے اُن کا حال پہلے سے نہیں بتلایا۔"

(احسن التفاسیر دُوسری منزل صفحہ ۳۲۴)

۵۱۔ امام الہند مولانا ابُو الکلام آزاد صاحب ترجمان القرآن :

آیۃ قُلْ لَّآ اَمْلِكُ لِنَفْسِيْ نَفْعًا وَّ لَا ضَرًّا الخ کی تفسیر میں فرماتے ہیں :

"انسان کی ایک عالمگیر گمراہی یہ رہی ہے۔ کہ جب کوئی انسان رُوحانی عظمت کے ساتھ ظاہر ہوتا ہے۔ تو لوگ چاہتے ہیں اُسے انسانیت و بندگی کی سطح سے بلند کر کے دیکھیں۔ لیکن قرآن نے پیغمبرِ اسلام کی حیثیت ایسے صاف اور قطعی لفظوں میں واضح کر دی کہ ہمیشہ کے لیے اس گمراہی کا ازالہ ہو گیا۔ صرف یہی ایک بات اُن کی صداقت کے اثبات کے لیے کفایت کرتی ہے جو دُنیا اپنے پیشواؤں کو خدا اور خدا کا بیٹا بنانے کی خواہش مند تھی۔ اسلام کے پیغمبر نے اُس سے اتنا بھی نہ چاہا کہ کاہنوں کی طرح مجھے غیب دان تسلیم کر لو۔ زیادہ سے زیادہ بات جو اپنی نسبت سُنائی وُہ یہ تھی۔ کہ انکار و بدعملی کے نتائج سے خبردار کرنے والا اور ایمان و نیک عملی کی برکتوں کی بشارت دینے والا ایک بندہ ہُوں۔ اگر میں غیب دان ہوتا تو زندگی کا کوئی گزند مجُھے نہ پہنچتا۔ مجھے کیا معلوم قیامت کب آئے گی؟ کیا ایسے انسان کی زبان سے سچّائی کے سوا کوئی بات نِکل سکتی ہے۔ ؎

چہ عظمت دادۂ یارب بخُلقِ آں عظیم الشّان

کہ "اِنِّی عَبْدُہٗ" گوید بجائے قولِ سُبحانی"

(ترجمان القرآن جلد دوم صفحہ ۴۷-۴۸)

۵۲۔ صاحبِ تفسیر القرآن :

یہ مولوی محمد انشاء اللہ صاحب مالک و ایڈیٹر اخبارِ وطن لاہور کی تالیف ہے۔ یہ تفسیر صاف اور سادہ صریح مفہُوم القرآن ہے۔ اس میں حقائق و معارفِ قرآنی اور احکامِ خداوندی کی مصلحتوں اور اُن کی باریک حکمتوں کو جدید عُلوم و فنون کی روشنی میں معقول پیرایہ سے بیان کیا گیا ہے۔ دُوسرے مذاہب کو قائل کرنے میں کمال رکھتی ہے۔ گویا اس فن میں بے نظیر تفسیر ہے۔ علم غیب کے متعلق ایک آیت کی تفسیر میں حسبِ ذیل مذکور ہے :

"یَسْئَلُوْنَكَ كَاَنَّكَ حَفِيٌّ عَنْهَا، وُہ تجھ سے اُس کو اِس طرح پوچھتے ہیں کہ گویا تو اس کا بڑا عالم ہے۔ قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ اللّٰهِ کہہ دے کہ اُس کا علم تو بس اللہ ہی کے پاس ہے وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ لیکن اکثر آدمی نہیں جانتے۔ یعنی قیامت کا علم صرف اللہ ہی کو ہے اُس کے سوا اور کسی کو نہیں مگر اکثر آدمی یعنی کفّار اپنی بے علمی کے سبب یہ سمجھتے ہیں کہ نبیوں کو بھی قیامت کا علم ضروری ہے۔ اِسی لیے وُہ اس کو تجھ سے پوچھتے ہیں۔ یہ آیت اِس امر کی واضح دلیل ہے کہ قیامت کا علم نہ خُدا نے کسی انسان کو دیا۔ نہ کسی جنّ کو اور نہ کسی ملک

کو۔ جو لوگ یہ عقیدہ رکھتے ہیں۔ کہ ہمارے نبیؐ کو قیامت کا علم تھا۔ اُن کا یہ عقیدہ خدا اور رسُول دونوں کے خلاف ہے۔ ہاں نبیوں کو علاماتِ قیامت کا علم ضرور ہوتا ہے۔ اِس سے جو انکار کرے وُہ بھی غلطی پر ہے۔ یہ اشارہ ہم نے اس لیے کر دیا ہے کہ عُلمائے اسلام میں ان فضول بحثوں میں اکثر باہم مجادلے اور مکابرے ہوتے رہتے ہیں۔ خُدا مُسلمانوں کی حالت پر رحم کرے۔ ہم تو اس بارہ میں کچھ بھی کہنا نہیں چاہتے۔ مگر حضرت عائشہ اُمّ المؤمنین رضؓ نے یہ کہا ہے کہ جس نے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی نسبت یہ کہا کہ آپ غیب جانتے تھے۔ اُس کے برابر دُنیا میں کوئی جھُوٹا نہیں۔ اور اُس نے خُدا پر بُہتان باندھا۔ افسوس کہ بعض مُسلمان باوجود دعویٰ توحید کے بھی خدا کے ساتھ شرک کرتے ہیں۔" (تفسیر القرآن جلد ۴ صفحہ ۳۳۹)

۵۳۔ عُمدۃ المفسّرین حضرت مولٰنا شبّیر احمد عثمانی صاحب صدر جمعیّۃ العُلمائے اسلام پاکستان سابق اُستاذِ اعلیٰ التفسیر و حدیث جامعہ اسلامیہ ڈابھیل :

آیۃ یَسۡـَٔلُوۡنَکَ عَنِ السَّاعَۃِ اَیَّانَ مُرۡسٰہَا کی تفسیر میں فرماتے ہیں :

"پہلے عَسٰۤی اَنۡ یَّکُوۡنَ قَدِ اقۡتَرَبَ اَجَلُہُمۡ میں خاص اُس قوم کی اجل (موت) کا ذکر تھا کہ انھیں کچھ معلوم نہیں کہ کب آجائے؟ یہاں تمام دُنیا کی اجل (قیامت) کے متعلق متنبّہ فرما دیا۔ کہ جب کسی کو خاص اپنی موت کا علم نہیں کب آئے۔ پھر کُل دُنیا کی موت کو کون بتلا سکتا ہے کہ فلاں تاریخ اور فلاں سنہ میں آئے گی۔ اس کی تعیین کا علم بجُز خدائے علّام الغیوبؔ کسی کے پاس نہیں۔ وُہ ہی وقت معیّن و مقدّر پر اُسے واقع کر کے ظاہر کر دے گا۔ کہ خُدا کے علم میں اُس کا یہ وقت تھا۔ آسمان و زمین میں وُہ بڑا بھاری واقع ہو گا۔ اور اس کا علم بھی بہُت بھاری ہے جو خُدا کے سوا کسی کو حاصل نہیں۔ گو اُس واقعہ کی امارات (بہُت سی نشانیاں) انبیاء علیہم السّلام خصُوصًا ہمارے پیغمبر آخر الزّمان صلعم نے بیان فرمائی ہیں۔ تاہم اُن سب علامات کے ظہور کے بعد بھی جب قیامت کا وقوع ہو گا تو بالکل بے خبری میں اچانک اور دفعتًہ ہو گا جیسا کہ بخاری وغیرہ کی حدیث میں تفصیلًا مذکور ہے۔"

یَسۡـَٔلُوۡنَکَ کَاَنَّکَ حَفِیٌّ عَنۡہَا کی تفسیر میں فرماتے ہیں :

"اِن لوگوں کے طرزِ سوال سے ظاہر ہوتا ہے کہ گویا وُہ آپ کی نسبت یُوں سمجھتے ہیں کہ آپ بھی اس مسئلہ کی تحقیق و تفتیش اور کھوج لگانے میں مشغول رہے ہیں اور تلاش کے بعد اُس کے علم تک رسائی حاصل کر چکے ہیں۔ حالانکہ یہ علم حق تعالیٰ شانہٗ کے ساتھ مخصوص ہے انبیاء علیہم السّلام اُس چیز کے پیچھے نہیں پڑا کرتے جس سے خدا نے اپنی مصلحت کی بناء پر روک دیا ہو۔ نہ اُن کے اختیار میں ہے کہ جو چاہیں کوشش کر کے ضروری معلوم کر لیا کریں۔ اُن کا منصب یہ ہے۔ کہ جن بے شمار علوم و کمالات کا خدا کی طرف سے افاضہ ہو۔ نہایت شکر گذاری اور قدر شناسی کے ساتھ قبول کرتے رہیں۔ مگر ان باتوں کو اکثر عوام کالانعام کیا سمجھیں؟"

"قُلۡ لَّاۤ اَمۡلِکُ لِنَفۡسِیۡ الخ کی تفسیر میں فرماتے ہیں :

"اِس آیت میں بتایا گیا ہے۔ کہ کوئی بندہ خواہ کتنا ہی بڑا ہو نہ اپنے اندر "اختیار مستقل" رکھتا ہے نہ "علم محیط" سیّد الانبیاء صلعم جو علوم اوّلین و آخرین کے حامل اور خزائنِ ارضی کی کُنجیوں کے امین بنائے گئے تھے۔ اُن کو یہ اعلان کرنے کا حکم ہے کہ میں دوسروں کو کیا خود اپنی جان کو بھی کوئی نفع نہیں پہنچا سکتا نہ کسی نقصان سے بچا سکتا ہوں۔ مگر جس قدر اللہ چاہے اتنے ہی پر میرا قابو ہے۔ اور اگر میں غیب کی ہر بات جان لیا کرتا۔ تو بہُت سی بھلائیاں اور کامیابیاں بھی حاصل کر لیتا جو علمِ غیب نہ ہونے کی وجہ سے کسی وقت فوت ہو جاتی ہیں۔ نیز کبھی کوئی ناخوشگوار حالت مجھ کو پیش نہ آیا کرتی۔ مثلاً "افک" کے واقعہ میں کتنے دنوں تک حضور صلعم کو وحی نہ آنے کی وجہ سے اضطراب و قلق رہا۔ حجّۃ الوداع میں تو صاف ہی فرما دیا "لَوِ اسۡتَقۡبَلۡتُ مِنۡ اَمۡرِیۡ مَا اسۡتَدۡبَرۡتُ لَمَا سُقۡتُ الۡہَدۡیَ" اگر میں پہلے سے اس چیز کو جانتا جو بعد میں پیش آئی تو ہرگز ہدی (قربانی) کا جانور اپنے ساتھ نہ لاتا۔ اِسی قسم کے بیسیوں واقعات ہیں جن کی روک تھام "علمِ محیط" رکھنے کی صورت میں نہایت آسانی سے ممکن تھی۔ اِن سب سے بڑھ کر عجیب تر واقعہ یہ ہے کہ حدیثِ جبرئیلؑ کی بعض روایات میں آپ نے تصریحًا فرمایا کہ یہ پہلا موقع ہے کہ میں نے جبرئیلؑ کو واپسی کے وقت تک نہیں پہچانا۔ جب وُہ اُٹھ کر چلے گئے تب علم ہُوا کہ جبرئیلؑ تھے۔ یہ واقعہ بتصریح محدّثین بالکل آخر عمر کا ہے۔ اس میں قیامت کے سوال پر "ما المسئول

عنها با علم من السائل" ارشاد فرمایا ہے۔ گویا تبلا دیا گیا۔ کہ "علمِ محیط" خدا کے سوا کسی کو حاصل نہیں۔ اور "علمِ غیب" تو در کنار محسوسات و مبصرات کا پورا علم بھی خدا ہی کے عطا کرنے سے حاصل ہوتا ہے۔ وہ کسی وقت نہ چاہے تو ہم محسوسات کا بھی ادراک نہیں کر سکتے۔ بہرحال اس آیت میں کھول کر تبلا دیا گیا کہ "اختیارِ مستقل" یا "علمِ محیط" نبوّت کے لوازم سے نہیں۔ جیسا کہ بعض جہلاء سمجھتے ہیں۔ ہاں شرعیات کا علم جو انبیاء علیہم السّلام کے منصب سے متعلق ہے کامل ہونا چاہیئے۔ اور تکوینیات کا علم خدا تعالیٰ جس قدر مناسب جانے عطا فرماتا ہے۔ اس نوع میں ہمارے حضورؐ تمام اوّلین و آخرین سے فائق ہیں۔ آپؐ کو اتنے بے شمار علوم و معارف حق تعالیٰ نے مرحمت فرمائے ہیں۔ جن کا احصاء کسی مخلوق کی طاقت میں نہیں۔" (سورۂ اعراف رکوع ۲۳۔ برحاشیہ قرآن مجید مترجم از حضرت شیخ الهند مطبوعہ مدینہ پریس بجنور۔ یو۔ پی صفحہ ۲۲۵-۲۲۶)

قُلْ لَّا یَعْلَمُ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَیْبَ اِلَّا اللّٰہُ الخ کی تفسیر میں تحریر فرماتے ہیں:

"اس آیت میں مضمون سابق کی تکمیل اور مضمون لاحق کی تمہید ہے۔ شروع پارہ سے یہاں تک حق تعالیٰ کی قدرتِ تامہ اور ربوبیّتِ کاملہ کا بیان تھا۔ یعنی جب وہ ان صفات و شئون میں منفرد ہے تو الوہیّت و معبودیّت میں بھی منفرد ہونا چاہیئے۔ آیتِ حاضرہ میں اس کی الوہیّت پر دوسری حیثیّت سے استدلال کیا جا رہا ہے۔ یعنی معبود وہ ہوگا جو قدرتِ تامہ کے ساتھ علمِ کامل و محیط بھی رکھتا ہو اور وہ یہ صفت ہے جو زمین و آسمان میں کسی مخلوق کو حاصل نہیں اسی ربّ العزّت کے ساتھ مخصوص ہے۔ پس اعتبار سے بھی معبود بننے کی مستحق اکیلی اس کی ذات ہوئی۔

تنبیہ: کُل مغیبات کا علم بجز خدا کے کسی کو حاصل نہیں۔ نہ کسی ایک غیب کا علم کسی شخص کو بالذات بدوں عطائے الٰہی کے ہو سکتا ہے اور نہ مفاتیح غیب (غیب کی کنجیاں جن کا ذکر سورۂ انعام میں گذر چکا) اللہ نے کسی مخلوق کو دی ہیں۔ ہاں بعض بندوں کو بعض غیوب پر باختیارِ خود مطلع کر دیتا ہے۔ جس کی وجہ سے کہہ سکتے ہیں کہ فلاں شخص کو حق تعالیٰ نے غیب پر مطلع فرما دیا یا غیب کی خبر دے دی۔ لیکن اتنی بات کی وجہ سے قرآن و سنّت نے کسی جگہ ایسے شخص پر "عالم الغیب" یا "فلان یعلم الغیب" کا اطلاق نہیں کیا۔ بلکہ احادیث میں اس پر انکار کیا گیا ہے۔ کیونکہ بظاہر یہ الفاظ اختصاص علم الغیب بذات الباری کے خلاف موہم ہوتے ہیں۔ اِسی لیے علمائے محقّقین اجازت نہیں دیتے کہ اس طرح کے الفاظ کسی بندہ پر اطلاق کیے جائیں۔ گو لغتًا صحیح ہوں۔ جیسے کسی کا یہ کہنا کہ اِنَّ اللّٰہَ لَا یَعْلَمُ الْغَیْبَ (اللہ کو غیب کا علم نہیں) گو اس کی مراد یہ ہو کہ اللہ تعالیٰ کے اعتبار سے کوئی چیز غیب ہے ہی نہیں سخت نادر اور سوء ادب ہے۔ یا کسی کا حق سے موت اور فتنہ سے اولاد اور رحمت سے بارش مراد لے کر یہ الفاظ کہنا: "انی اکرہ الحق و احبُّ الفتنۃ و افر من الرّحمۃ" میں حق کو برا سمجھتا ہوں اور فتنہ کو محبوب رکھتا ہوں اور رحمت سے بھاگتا ہوں سخت مکروہ اور قبیح ہے۔ حالانکہ باعتبارِ نیّت و مراد کے قبیح نہ تھا۔ اسی طرح فلاں عالم الغیب وغیرہ الفاظ کو سمجھ لو۔ اور واضح رہے کہ علمِ غیب سے ہماری مراد محض ظنون و تخمینات نہیں اور نہ وہ علم جو قرائن و دلائل سے حاصل کیا جائے۔ بلکہ جس کے لیے کوئی دلیل و قرینہ موجود نہ ہو وہ مراد ہے۔" (حاشیہ پارہ نمبر ۲۰۔ رکوع نمبر ۱ قرآن مذکور صفحہ ۴۹۶)

۵۴۔ عبدُالرّزاق رحمۃ اللہ علیہ :
۵۵۔ عبد بن حمید رحمۃ اللہ علیہ :
۵۶۔ ابن المُنذر رحمۃ اللہ علیہ :
۵۷۔ ابنِ ابی حاتم رحمۃ اللہ علیہ :

یہ حضرات آیۃ وَمَا عَلَّمْنٰہُ الشِّعْرَ وَمَا یَنْۢبَغِیْ لَہٗ (نہ ہم نے اسے شعر کا علم دیا ہے اور نہ ہی یہ آپ کی شان کے شایان ہی ہے) کی تفسیر میں حضرت قتادہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت کرتے ہیں۔ کہ امّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ (رضی اللہ عنہا) سے دریافت کیا گیا کہ کیا حضورؐ کبھی کوئی شعر پڑھتے تھے؟ انھوں نے فرمایا کہ شعر آپؐ کو سب باتوں سے زیادہ ناپسند تھا۔ البتہ کبھی کبھی آپ قیسی شاعر کا یہ شعر "ویاتیك بالاخبار من لم تزود" الٹ پلٹ کر پڑھا کرتے تھے۔ اس طرح کہ "من لم تزود" کو مقدم اور "بالاخبار" کو مؤخر کر کے پڑھتے تھے۔ حضرت ابوبکرؓ

نے عرض کیا کہ حضور (صلعم) اِجبل شعر یُوں نہیں ہے فقال رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم
واللہ ما انا بشاعر و ما ینبغی لی" حضور صلعم نے فرمایا کہ خُدا کی قسم نہ میں شاعر ہُوں اور نہ
میرے مناسب ہی ہے۔ (دُرِّ منثور)

۵۸ - ابنِ سعد رحمۃ اللہ علیہ :
۵۹ - مرزبانی رحمۃ اللہ علیہ :

یہ حضرات حضرت حسن بصری رض سے روایت کرتے ہیں۔ جس میں ایک اور شعر کے اُلٹ پُلٹ پڑھنے
کا ذکر ہے۔ جس پر حضرت ابُوبکر صدّیق رضی اللہ عنہٗ نے عرض کیا: اشھد انک رسول اللہ ما علمک
الشعر و ما ینبغی لک (دُرِّ منثور۔ ابنِ کثیر)
میں گواہی دیتا ہُوں کہ آپ اللہ کے رسُول برحق ہیں۔ اُس نے آپؐ کو شعر کا علم نہیں دیا اور آپ
کے لیے وُہ مناسب بھی نہیں۔

علّامہ خازنؒ لکھتے ہیں کہ شعر نہ آپ کے واسطے سہل ہے اور نہ آپ سے بنتا ہے۔ آپؐ کو اللہ
نے اُمّی بنایا نہ آپ کچھ لکھ سکتے تھے اور نہ حساب کتاب کر سکتے تھے اور یہ سب کچھ اس واسطے
کہ حُجّت پُوری مضبُوطی کے ساتھ قائم ہو جائے اور شک و شُبہ کی گنجائش نہ رہے۔

اس کے بعد فرماتے ہیں: "قال العلماء ما کان تتزن لہٗ بیت شعر و ان تمثل بیت
شعر جری علیٰ لسانہ منکسرًا (تفسیر خازن) یعنی عُلمائے کرام نے کہا ہے کہ آنحضرتؐ
سے کوئی شعر موزُون نہ ہوتا تھا اور اگر کسی کا شعر کبھی پڑھا تو اُلٹ پلٹ کر یعنی بے موزُون ہو کر آپ
کی زبانِ مُقدّس پر جاری ہُوا۔"

نوٹ:۔ تمام مفسّرین کا اس پر اتّفاق ہے۔

الغرض آپؐ کی نبوّت کو روشن سے روشن تر کرنے کے لیے حکمتِ الٰہی کا تقاضا تھا کہ آپؐ کو
شعر نہ دیا جائے۔ چنانچہ آپ کو اس سے بالکل لاعلم رکھا گیا۔ اور اب جو شخص آپ کے لیے کسی
فاسد سے عِلم شعر ثابت کرتا ہے فی الحقیقت، وُہ آپؐ کی نبوّت کو دُشمنوں کی نظروں میں مشکوک کرنے
کی سعیِ باطل کرتا ہے۔

چنانچہ فتاویٰ قاضی خاں میں علمائے حنفیہ سے ایسے شخص کی تکفیر نقل کی ہے جو یہ کہے کہ حضور علیہ
السّلام نے کبھی کوئی شعر کہا ہے۔ (قاضی خان۔ کتاب الرّدۃ)

عِلم شعر بھی تو ما کان و ما یکون میں داخل ہے۔ لہٰذا اہلِ بدعت کا دعویٰ بے دلیل اور
باطل محض ہے۔ (مؤلّف)

نوٹ:۔ فرمان نمبر ۱۸ سے ۵۹ تک چالیس سے زیادہ حضرات مفسّرین کا عقیدہ بیان ہو چکا
ہے۔ اور ہم نے اُن کی کتب سے صرف ایک یا دو قول بیان کرنے پر اکتفا کیا ہے۔ ورنہ حقیقت
یہ ہے کہ اگر ان سب حضرات کے سب اقوال جمع کیے جائیں تو ان کے لیے ایک دفتر درکار ہے
کیونکہ قرآن میں چالیس۴۰ سے زائد ایسی آیات موجُود ہیں۔ جن سے عِلم غیب کا خاصہ باری تعالیٰ
ہونا اور آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم و دیگر مخلوق سے بے شمار عُلومِ الٰہیہ کا بالکل غیب ہونا
بطورِ عبارت۔ دلالت۔ اقتضاء اور اشارت النّص کے ثابت ہے۔ تو اس لحاظ سے کم از کم
(۴۰ × ۴۰ = ۱۶۰۰) ایک ہزار چھ سو ایسے اقوال کا ان تصانیف میں پایا جانا لازمی ٹھیرا۔
تو گویا مفسّرین حضرات کے ڈیڑھ ہزار سے بھی زائد اقوالِ زرّیں سے ہمارے اس عقیدۂ عِلم
غیب کی تائید و تصدیق اور توثیق ہو گئی۔

مُحدّثین حضرات کا عقیدہ اور ایمان و فرمان

۶۰ - امام مالک رحمۃ اللہ علیہ :
۶۱ - امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ :
۶۲ - امام مُسلم رحمۃ اللہ علیہ :

یہ تینوں حضرات طبقۂ اولیٰ کے محدّثین ہیں۔ اس لیے ہم سب سے اوّل ایسی روایات کا ذکر کرتے
ہیں۔ جسے ان تینوں حضرات نے اپنی اپنی کتاب میں صحیح تسلیم کرتے ہُوئے درج کیا ہے۔ اور اُن کا
عقیدہ روایت کے مطابق ہے۔

مؤطّا امام مالکؒ صحیح بخاری اور صحیح مُسلم میں اُمّ المؤمنین حضرت اُمّ سلمہ (رضی اللہ عنہا) سے مروی
ہے۔ کہ دو فریق اپنا ایک معاملہ لے کر جھگڑتے ہُوئے حضورؐ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہُوئے۔ آپ
نے فریقین کو مخاطب کر کے ارشاد فرمایا:

"اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ وَّ اِنَّہٗ یَاْتِیْنِی الْخَصْمُ وَ لَعَلَّ بَعْضُھُمْ اَنْ یَّکُوْنَ اَبْلَغَ مِنْ بَعْضٍ فَاَحْسِبُ اَنَّہٗ صَادِقٌ فَاَقْضِیْ لَہٗ فَمَنْ قَضَیْتُ لَہٗ بِحَقِّ مُسْلِمٍ وَّ فِیْ رِوَایَۃٍ بِشَیْءٍ مِّنْ حَقِّ اَخِیْہِ فَاِنَّمَا ھِیَ قِطْعَۃٌ مِّنَ النَّارِ فَلْیَحْمِلْھَا اَوْ لِیَذَرْھَا" (اخرجہ الستۃ۔ تلخیص الصحاح جلد ۵ صفحہ ۲۰۴)

"میں ایک بشر ہی ہُوں اور میرے پاس فریق (اپنے مقدمات لے کر) آتے ہیں۔ ایسی صورت میں ممکن ہے کہ اُن میں کوئی فریق دُوسرے سے زیادہ اچھا بولنے والا ہو (جس کی لسانی کی وجہ سے) میں گمان کروں کہ وُہ سچا ہے۔ اور میں اُس کے حق میں مقدمہ کا فیصلہ دے دُوں (حالانکہ حق اُس کا نہ ہو) پس اس طرح سے (نادانستہ طور پر) میں جس کسی کو دُوسرے مسلمان یا اس کے بھائی کا حق دلا دُوں (تو وُہ اُس کے لیے جائز نہیں ہو جاتا بلکہ) وُہ آگ کا ایک ٹکڑا ہے اب خواہ وُہ اسے لے لے یا چھوڑ دے۔"

۶۳۔ امام زُرقانی رحمۃ اللہ علیہ :

(ا) اِس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں :

"یعنی جیسے اور لوگوں کو غیب کا علم نہیں۔ ظاہر پر حکم کرتے ہیں ویسا ہی مجھ کو بھی ہر ایک بات غیب کی معلوم نہیں۔ اِس حدیث سے رد ہو گیا اُن لوگوں کا جو سمجھتے ہیں کہ آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) کو ہر ایک بات غیب کی معلوم تھی۔" (کشف الغطاء عن کتاب الموطا امام مالک رح صفحہ ۳۴۶)

آخری حج کے موقعہ پر جو لوگ مدینہ سے اپنے ساتھ قربانی کے جانور لائے تھے۔ حضور صلعم نے اُن سے فرمایا کہ تم عمرہ کرو اور احرام کھول دو۔ حج کے لیے پھر احرام باندھ لینا۔ بعض صحابہ رض نے اسے حج کی پُرانی رسُومات کے خلاف جان کر بُرا خیال کیا کہ ہم حج کے دنوں میں عورتوں کے پاس جائیں۔ اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

"لو استقبلت من امری ما استدبرت ما اھدیت ولو ان معی الھدی لاحللت۔" (بخاری و مسلم)

"جو بات اب مجھے بعد میں معلوم ہُوئی اگر وُہ پہلے سے معلوم ہو جاتی تو میں بھی قربانی ساتھ نہ لاتا اور اگر قربانی کے یہ جانور میرے ساتھ نہ ہوتے تو ضرور میں بھی عمرہ کر کے اپنے اس احرام کو ختم کر دیتا۔"

(ب) اِس حدیث کی شرح میں علامہ زرقانی رح "شرح مواہب" میں فرماتے ہیں :

"ای لو عن لی ھذا الرای الذی رأیتہ اخرا و امرتکم بہ فی اول الری لما سقت الھدی۔" (زرقانی جلد ۸ صفحہ ۱۲۸)

یعنی یہ رائے جو اب بعد میں ہُوئی اور جس کا میں تم کو حکم دے رہا ہوں اگر شروع میں مجھ پر ظاہر ہو جاتی تو میں بھی قربانی کے جانور ساتھ نہ لاتا۔

۶۴۔ شیخ عبدُالحق محدّث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ :

اِسی مندرجہ بالا حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں :

(ا) "اگر پیش ازیں می دانستم بر آمدن از احرام بر شما شاق خواہد آمد من نیز سوق ہدی نمی کردم و من نمی دانستم کہ حکم الٰہی چنیں خواہد بود۔" (اشعۃ اللمعات جلد ۲ صفحہ ۳۲۸)

"یعنی اگر اس سے پہلے مجھے معلوم ہو جاتا کہ تم پر احرام سے نکلنا شاق گزرے گا تو میں قربانی کے جانور ساتھ نہ لاتا اور مجھے معلوم نہ تھا کہ حکمِ الٰہی ایسا ہو جائے گا۔"

یہ واقعہ بھی آخری حج کا ہے۔ اور یہ جب ہی منقول ہے کہ آپ کو "علمِ غیب" اور "ما کان و ما یکون کا علمِ محیط" حاصل نہ ہو۔

(ب) ایک اور جگہ فرماتے ہیں کہ حضور صلعم نے فرمایا :

"من بشرم نمی دانم کہ در پسِ این دیوار چیست ؟" (اشعۃ اللمعات صفحہ ۳۶۵)

"میں بشر ہُوں نہیں جانتا کہ اس دیوار کے پیچھے کیا ہے ؟"

(ج) حضور صلعم کی وفات شریف سے ایک ماہ پہلے آپ سے قیامت کے وقوع کے متعلق دریافت کیا گیا اِس حدیث کی شرح میں شیخ صاحب موصوف فرماتے ہیں :

"تسالونی عن الساعۃ می پُرسید مرا وقتِ قیامِ قیامت وَ اِنَّمَا عِلْمُھَا عِنْدَ اللّٰہِ و نیست علم بتعیین وقت آں مگر نزد خداوند عزّ و جل یعنی از وقتِ وقوعِ قیامتِ کبریٰ می پُرسید آں خود معلومِ من نیست و آں را جز خدائے تعالیٰ نداند۔" (اشعۃ اللمعات جلد ۴ صفحہ ۳۵۵)

ترجمہ : "تم مجھ سے قیامت کے برپا ہونے کے وقت کے متعلق دریافت کرتے ہو۔ (تو سن لو) اس کے مقررہ وقت کا علم اللہ تعالیٰ جل جلالہٗ کے سوا کسی کو نہیں یعنی تم مجھ سے قیامت کبریٰ

کے واقع ہونے کا وقت پوچھتے ہو۔ وہ تو خود مجھے بھی معلوم نہیں اور نہ اللہ کے سوا اُسے کوئی اور جانتا ہے۔"

(د) "آں را جز خداوند تعالیٰ کسی نداند و وے تعالیٰ ہیچ کس را از ملائکہ و رُسل بر آں اطلاع نداده۔" (اشعۃ اللمعات جلد ا صفحہ ۴۲)

"یعنی قیامت کے وقوع کو اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا اور اللہ تعالیٰ نے کسی فرشتہ اور رسول کو بھی اس پر اطلاع نہیں دی۔"

۶۵ - علامہ بدرُ الدین عینی حنفی رحمۃ اللہ علیہ:

وُہ حدیث جو ہم نے فرمان نمبر ۶۲ کے ذیل میں دی ہے۔ صحیح بخاری کی کتاب الشہادت میں بھی ایک جگہ آئی ہے۔ اس جگہ اُس کی شرح میں علامہ عینیؒ رقم طراز ہیں:

"انما انا بشرٌ یعنی کواحد منکم ولا اعلم الغیب و بواطن الامور کما ھو مقتضی الحالۃ البشریۃ و انا احکم بالظاھر" (عینی جلد ۱۴ - ص۱۱۶)

"یعنی میں بشر ہی ہُوں تمہارے ہی افراد کی طرح اور میں غیب کا علم نہیں رکھتا اور تمہارے معاملات کے اندرونی احوال کو نہیں جانتا جیسا کہ بشریت کا اقتضاء ہے۔ اور میں تو ظاہری حال پر فیصلہ دیتا ہُوں۔"

۶۶ - علامہ شہاب خفاجی رحمۃ اللہ علیہ:

علامہ موصوف اِسی حدیث کے پہلے لفظ "انما انا بشرٌ" کی شرح میں فرماتے ہیں:

"انما انا بشری لا اعلم الغیب و انکم تختصمون الیّ" (نسیم الریاض جلد ۴ ص۲۶۱)

"یعنی میں بشر ہی ہوں علم غیب تو ہے نہیں اور تم میرے پاس جھگڑے لاتے ہو۔"

۶۷ - حافظ ابنِ حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ:

حافظ صاحب موصوف انما انا بشرٌ کی شرح کرتے ہُوئے ارقام فرماتے ہیں:

(ا) "قولہ انما انا بشر ای کواحد من البشر فی عدم علم الغیب۔"

(فتح الباری جلد ۲۰ صفحہ ۲۶۴)

"(میں بشر ہی ہوں) یعنی علم غیب نہ ہونے میں دُوسرے انسانی افراد ہی کی طرح ہُوں۔"

علماء کرام نے اسی حدیث سے یہ بھی سمجھا ہے کہ جن معاملات اور مقدمات میں حضور صلعم پر وحی نہیں ہوتی تھی۔ آپ اُن میں اپنی رائے اور اجتہاد سے فیصلہ فرماتے تھے۔ چنانچہ حافظ ابن حجر عسقلانیؒ فرماتے ہیں:

(ب) "وفیہ انہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یقضی بالاجتھاد فیما لم ینزل علیہ فیہ شیئ۔" (فتح الباری جلد ۲۹ صفحہ ۶۰۹)

"یعنی اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہُوا کہ جس معاملہ میں حضور صلعم پر وحی نہیں ہوتی تھی۔ اس میں آپ اپنی رائے اور اجتہاد سے فیصلہ فرماتے تھے۔"

نوٹ:- اس سے آپؐ کی عام عادتِ شریفہ کا پتہ چلتا ہے۔ جس سے ظاہر ہے کہ آپ عالم الغیب نہ تھے ورنہ اجتہاد سے فیصلہ عالم الغیب کے لیے بے معنی اور لغو بات ہے۔ (مؤلف)

۶۸ - امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ:
۶۹ - امام ابُوداؤد رحمۃ اللہ علیہ:
۷۰ - امام النسائی رحمۃ اللہ علیہ:

یہ تینوں حضرات طبقۂ ثانیہ کے مُحدّثین میں سے ہیں۔ جامع ترمذی۔ سننِ ابی داؤد اور سُننِ نسائی میں حضرت جابر (رضی اللہ عنہ) سے مروی ہے:

"جاء عبد فبایع النبی صلی اللہ علیہ وسلم علی الهجرة ولم یشعر انه عبد فجاء سیده یریده فقال له صلی اللہ علیه وسلم بعنیه فاشتراه بعبدین اسودین ثم لم یبایع احدًا بعد حتی یسأل اعبد هو۔"

"ایک غلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہُوا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ہجرت پر بیعت کی اور آپؐ کو پتہ نہ لگا کہ وُہ غلام ہے۔ بعد ازاں اُس کا مالک اُسے لینے کے لیے آ گیا۔ تو آپؐ نے فرمایا کہ اسے ہمارے ہاتھ بیچ دو۔ چنانچہ آپ نے دو حبشی غلاموں کے بدلہ میں اُسے خرید لیا۔ اس کے بعد آپؐ کسی کو بیعت نہ فرماتے تھے جب تک کہ دریافت نہ کر لیتے کہ وُہ غلام تو نہیں ہے۔" (جمع الفوائد۔ جلد ا۔ صفحہ ۲۴۹)

یہ حدیث بتلاتی ہے کہ آپ کو جمیع ما کان وما یکون کا علم حاصل نہ تھا۔ ورنہ اس تنخ

تجربہ کے بعد آپ کو ہر مبائع کے متعلق یہ تحقیق کرنے کی ضرورت نہ ہوتی کہ یہ غلام ہے یا آزاد؟

سُننِ ابی داؤد اور نسائی میں حضرت ابُو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے :

انّی لاقوم الی الصلوٰۃ وانا اُرید ان اطول فیھا فاسمع بکاء الصبی فاتجوز فی صلوٰتی کراھۃ ان اشق علی اُمّہٖ" (کنز العمال جلد ۴ صفحہ ۱۲۷)

ترجمہ :- حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں نماز کے لیے کھڑا ہوتا ہوں اور میرا ارادہ ہوتا ہے کہ خوب لمبی نماز پڑھوں۔ اچانک کسی بچے کے رونے کی آواز میرے کان میں آتی ہے تو میں نماز کو مختصر کر دیتا ہوں۔ کیونکہ مجھے یہ گوارا نہیں ہوتا کہ اُس کی ماں اس کے رونے سے پریشان ہو۔

نوٹ :- اِسی مضمون کی ایک حدیث الفاظ کے تھوڑے سے تغیر کے ساتھ صحیح بخاری۔ صحیح مُسلم۔ مسندِ احمد۔ سُننِ ابنِ ماجہ میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ گویا صحاح کی تمام کتابوں میں موجُود ہے۔

اِس حدیث سے بھی صاف ظاہر ہے کہ حضور صلعم کو جمیع ما کان وما یکون کا علم حاصل نہ تھا۔ اور یہ احادیث حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول اور عادتِ شریفہ کا اظہار کر رہی ہیں۔

۷۱ ۔ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ :

ا۔ بنی عامر کے ایک شخص نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بہت سے سوال کیے۔ آپؐ نے سب کا جواب دیا۔ آخر اس نے کہا :

قال فھل بقی من العلم شیئ لا تعلمہ؟ قال قد علمنی اللہ عزّوجل خیرًا وان من العلم ما لا یعلمہ الا اللہ عزّوجل الخمس ان اللہ عندہ علم الساعۃ الخ"

"عرض کیا کہ کیا کوئی ایسا علم باقی ہے جس کو آپ نہ جانتے ہوں۔ ارشاد فرمایا کہ اللہ عزّوجل نے مجھے بہت کچھ بتلا دیا ہے (لیکن) بیشک بعض [وہ بھی ہیں جن کو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ چنانچہ پانچ چیزوں کا علم اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو نہیں۔ اور

سورۂ لقمان کی آخری آیت تلاوت فرمائی۔

حافظ ابنِ کثیرؒ نے اس کو امام احمد کی سند سے نقل کرکے لکھا ہے :

ھٰذَا اِسْنَادٌ صَحِیْحٌ (تفسیر ابن کثیر جلد ۸ صفحہ ۲۴)

(ب) "امام احمدؒ نے ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میں معراج کی رات میں حضرت ابراہیمؑ اور عیسٰیؑ اور موسٰیؑ (علیہم السلام) سے ملا اور ہم سب میں قیامت تک تذکرہ ہوا۔ اوّل سب نے ابراہیم علیہ السلام کی طرف رجوع کیا اُنھوں نے کہا کہ قیامت کے وقت کا مجھ کو بھی علم نہیں۔ پھر مُوسٰی (علیہ السلام) سے پُوچھا۔ اُنھوں نے بھی کہا کہ مجھ کو اس کا علم نہیں۔ پھر سب نے عیسٰی (علیہ السلام) سے پُوچھا۔ اُنھوں نے جواب دیا کہ قیامت کا وقت تو اللہ کے سوا کسی کو معلوم نہیں۔" الخ......

اِس روایت کے نقل کرنے کے بعد ابنِ کثیرؒ نے لکھا ہے "کہ اولوالعزم رسُولوں کو بھی قیامت کا وقت معلوم نہ تھا۔" (تفسیر اکبیر اعظم جلد ۸ صفحہ ۱۲۶)

۷۲ ۔ امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ :

طبرانی نے اِسی حدیث کو معجمِ کبیر میں روایت کیا ہے۔

۷۳ ۔ ابنِ ماجہ رحمۃ اللہ علیہ :

ربیع بنتِ معوذ سے روایت ہے۔ کہ میری شادی کی صُبح کو حضور صلعم میرے یہاں تشریف لائے۔ اُس وقت میرے پاس دو لڑکیاں گا رہی تھیں اور اُن کے اشعار میں ایک مصرعہ یہ بھی تھا "وفینا نبیّ یعلم ما فی غدٍ" یعنی ہم میں ایک ایسے نبی ہیں جو آئندہ کی باتوں کو جانتے ہیں۔ حضور صلعم نے ارشاد فرمایا: "فلا تقولوا ، لا یعلم ما فی غدٍ الا اللہ" (رواہ ابنِ ماجہ، درمنثور جلد ۵ صفحہ ۱۷۰)

(ترجمہ اُردو ابن ماجہ صفحہ ۲۷۷)

نوٹ :- اُمورِ خمسہ یہ ہیں: (۱) وقوعِ قیامت کا علم۔ (۲) بارش کب ہو گی؟ (۳) مادہ کے پیٹ میں کیا ہے؟ نر ہے یا مادہ؟ (۴) کوئی کل کیا کرے گا۔ (۵) اور کہاں مرے گا؟

چونکہ ان اُمورِ خمسہ کی بعض جزئیات کا باذنِ الٰہی بعض مخلوقات کو علم ہونا دلائلِ شرعیہ سے ثابت ہے اور رسول اللہ صلی اللہ صلعم نے سینکڑوں اور ہزاروں پیشگوئیاں فرمائیں جو پُوری ہوئیں اور ہو رہی ہیں

اور ہوتی جائیں گی۔ اِس لیے ان احادیث کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ اِن اُمور کی کسی جُزئی کا علم بھی کسی کو نہیں۔ بلکہ صحیح مطلب یہ ہے۔ کہ اُمورِ خمسہ کا علم کُلی جو اِن اُمور کے ہر ہر جُزء پر حاوی ہو اللہ کے سوا کسی کو نہیں یا اِن اُمور کے کلّیات کا علم خداوند علیم وخبیر کے سوا کسی کو نہیں یعنی یہ بات کسی کو حاصل نہیں کہ وہ بطورِ کُلی اِن اُمورِ خمسہ کی تمام جُزئیات پر حاوی ہو۔ (مؤلف)

اُمورِ خمسہ کا علم صرف حق تعالیٰ ہی کو ہونا اور کسی مخلوق کے لیے اس کا حاصل نہ ہونا قرآن وحدیث کی رُو سے اتنا روشن مسئلہ ہے کہ اہلِ علماءِ اُمت نے اس کے خلاف ادعا کرنے والوں کے حق میں سخت حکم لگایا ہے۔ چنانچہ عمدۃ القاری شرح بخاری میں علامہ بدرالدّین عینی حنفی رحمۃ اللہ علیہ زجاج سے ناقل ہیں:

"من ادعیٰ انہ یعلم شیئًا من ھذہ الخمس فقد کفر بالقرآن العظیم"

"یعنی جو شخص ان پانچ باتوں میں سے کسی ایک کے علم کا بھی دعویٰ کرے تو وُہ قرآن کا مُنکر ہے اور گویا اُس نے قرآن کے ساتھ کُفر کیا۔" (عمدۃ القاری جلد ۷ صفحہ ۶۱)

۷۴۔ حضرت سعد بن منصُور رحمۃ اللہ علیہ:

اُمورِ خمسہ والی حدیث جو ہم نے فرمان نمبر ۷۰ میں تحریر کی ہے۔ سعد بن منصُور نے اُسے مستخرج میں روایت کیا ہے۔ (دُرِّ منثور جلد ۵ صفحہ ۱۷۰)

۷۵۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ:

۷۶۔ ابنِ حبّان رحمۃ اللہ علیہ:

صحیح بخاری اور صحیح مُسلم میں ہے کہ حضور صلعم نے ارشاد فرمایا کہ حوضِ کوثر پر تم میں سے چند آدمی میرے سامنے لائے جائیں گے۔ جب میں انہیں آبِ کوثر پلانے کو جُھکوں گا تو وُہ لوگ میرے پاس سے ہٹا دیے جائیں گے۔ میں کہوں گا اے میرے پروردگار! یہ میرے صحابی ہیں تو حکم ہوگا: "اِنَّکَ لَا تَدْرِیْ مَا اَحْدَثُوْا بَعْدَكَ فَاَقُوْلُ سُحْقًا سُحْقًا یعنی بیشک آپؐ نہیں جانتے کہ انہوں نے آپ کے بعد کیا کیا بدعتیں نکالیں تو میں کہوں گا دُوری ہو دُوری ہو۔"

مُسلم کی ایک روایت میں ہے کہ صحابہؓ نے دریافت کیا کہ یا رسُول اللہ (صلعم) کیا آپ ہمیں پہچانیں گے تو آپؐ نے فرمایا ہاں تمہارے ایسی نشانی ہوگی جو کسی اور کو نہ ہوگی تَرِدُوْنَ عَلَیَّ غُرًّا مُحَجَّلِیْنَ مِنْ اٰثَارِ الْوُضُوْءِ "تم میرے پاس ایسے آؤ گے کہ وضو کی برکت سے تمہارے چہرے روشن اور ہاتھ پاؤں چمکتے ہوں گے۔" (الخ) (رواہ ایضًا مالک والشافعی وابنِ حبّان واحمد والنسائی کما فی الکنز جلد ۸ صفحہ ۱۰۰)

نوٹ:۔ اِس حدیث سے صاف ظاہر ہے کہ صحابہ کرام (رضوان اللہ) آپؐ کو عالم الغیب نہ سمجھتے تھے جو یہ دریافت کیا۔ اور حضور صلعم نے بھی یہ نہ فرمایا کہ میں بذریعہ علمِ غیب جانتا ہوں گا بلکہ ایک ظاہرہ علامت بتلائی اور اس میں بھی آپؐ کو دھوکا ہوگا۔ یہ تمام باتیں علمِ غیب کی نفی پر دال ہیں۔

کُتبِ احادیث میں اسے متفقہ طور پر بیان کیا گیا ہے۔ البتہ الفاظ کا تغیّر حسب ذیل ہے:

(ا)۔ ایک تو وُہ ہے جو ہم نے اُوپر ذکر کیا ہے۔ یعنی صحیح بخاری و مُسلم میں ہے: اِنَّکَ لَا تَدْرِیْ مَا اَحْدَثُوْا بَعْدَكَ یعنی آپؐ نہیں جانتے کہ انہوں نے آپ کے بعد کیا کیا بدعتیں نکالیں؟

(ب) انک لا علم لك بما احدثوا بعدك۔ انہوں نے جو آپ کے بعد نئی نئی حرکتیں کیں اُن کا آپؐ کو علم نہیں۔

(ج) ھل شعرت ما عملوا بعدك واللہ مابرحوا یرجعون علیٰ اعقابھم (الخ)

(صحیح مُسلم جلد ۲ صفحہ ۲۵۱ - صحیح بخاری کتاب العرض)

"کیا آپ کو پتہ ہے کہ انہوں نے آپؐ کے بعد کیا کرتوت کیے۔ خدا کی قسم! وُہ برابر ایڑیوں کے بل پیچھے لَوٹتے رہے۔"

۷۷۔ امام ابنِ ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہ:

۷۸۔ ابن الانباری رحمۃ اللہ علیہ:

امام بخاری اور امام مُسلم نے اپنی صحیحین میں حضرت ابُو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے روایت کی ہے کہ حضور صلّی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ کہ اللہ تعالیٰ (حدیث قدسی میں) فرماتا ہے کہ میں نے اپنے نیک بندوں کے لیے اُن چیزوں کو بطور ذخیرہ تیّار کر رکھا ہے۔ جن کو نہ کسی آنکھ نے دیکھا ہے۔ نہ کسی کان نے سُنا ہے اور نہ کسی بشر کے دِل میں اُن کا خطرہ ہی گذرا ہے۔ اور یہ چیزیں ماسوا جنّت کی ان چیزوں کے ہیں جن کی تم کو اطّلاع ہے۔ پھر آپ نے (بطورِ استشہاد) یہ آیت تلاوت فرمائی فلا تعلم نفس ما اخفی لھم من قرۃ اعین (ترجمہ) کسی شخص کو خبر نہیں جو جو آنکھوں کی ٹھنڈک کا

سامان ایسے لوگوں کے لیے خزانۂ غیب میں موجود ہے۔ یہ اُن کے اعمال کا صلہ ہے۔

صحیح بخاری کتاب التفسیر سورۂ الم تنزیل سجدہ)

امام ابن ابی شیبہ اور ابن الانباری نے بھی اِس حدیث کو روایت کیا ہے۔ (دُرّ منثور جلد ۵ صفحہ ۱۸۰)

(معالم جلد ۵ صفحہ ۱۸۴)

۷۹۔ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ:

"حضرت حسن بصری نے فرمایا کہ اُس قوم نے اعمال کو مخفی رکھا تو اللہ عزّ وجل نے اُن کے واسطے ایسا ثواب مخفی رکھا جو کسی آنکھ نے نہیں دیکھا اور نہ کسی بشر کے دل پر اس کا تصور گذرا۔" ابن ابی حاتم بحوالہ مواہب الرحمٰن جلد ۲۱ صفحہ ۱۲۷)

۸۰۔ امام دیلمی رحمۃ اللہ علیہ:

کنز العمال میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بحوالہ دیلمی مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"سألت الله ان يجعل حساب امتي الي لئلا تفتضح عند الامم فاوحى الله تعالى الي يا محمد بل انا احاسبهم فان كان منهم زلة سترتها عنك لئلا تفتضح عندك" (كنز العمال جلد ۷ صفحہ ۲۱۰)

ترجمہ: "میں نے اللہ تعالیٰ سے درخواست کی کہ میری اُمت کا حساب کتاب میرے حوالے کر دیا جائے تاکہ دُوسری اُمتوں کے سامنے اس کی رُسوائی نہ ہو۔ تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے بذریعہ وحی جواب ملا کہ اے محمد (صلعم) میں خود ہی اُن کا حساب و کتاب کروں گا اور اگر اُن کی کوئی لغزش ہوگی تو میں اُس کو تم سے بھی پوشیدہ کروں گا۔ کہ تمہاری آنکھوں میں بھی وہ رُسوا نہ ہوں۔"

نوٹ:۔ اِس حدیث سے معلوم ہوا کہ اُمت (کے بعض مُقربین) کی لغزشیں ہمیشہ ہمیشہ آنحضرت صلعم سے بھی مخفی رہیں گی۔ حالانکہ اگر آپ کو "علمِ محیط" یا "علم جمیع ما کان و ما یکون" حاصل ہوتا تو کسی مخلوق کا کوئی حال بھی آپ کے علم سے باہر نہ ہوتا۔

اِس حدیث سے یہ بھی واضح ہو گیا۔ کہ بعض احادیث میں جو رسول اللہ صلعم کے رُو برو اعمالِ اُمت کی پیشی کا ذکر آتا ہے تو اس سے تفصیلی پیشی مُراد نہیں۔ بلکہ اجمالی پیشی مُراد ہو سکتی ہے۔ ورنہ اس حدیث

سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ حق تعالیٰ افرادِ اُمت کی کچھ لغزشوں کو آپ سے بھی مخفی رکھتا ہے۔ (مؤلف)

۸۱۔ امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ:

امام موصوف حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"(بعض اوقات ایسا ہوتا ہے) کہ میں گھر جاتا ہوں اور اپنے بستر پر کھجور پڑی پاتا ہوں۔ اور اُس کو کھانے کے ارادہ سے اُٹھا لیتا ہوں ثُمَّ اَخْشٰی اَنْ تَكُوْنَ صَدَقَةً فَاُلْقِيْهَا (کنز العمال جلد ۳ صفحہ ۲۸۵۔ صحیح بخاری کتاب اللقطہ) یعنی پھر میں اُسے رکھ دیتا ہوں اور نہیں کھاتا ڈرتا ہوں کہ شاید یہ زکوٰۃ میں سے ہو۔

۸۲۔ صاحب جمع الفوائد:

(الف) "ایک دن بعض صحابہ کرام (رضوان اللہ علیہم) حضور صلعم کی معیت میں باہر نکلے تو حضور صلعم کی نظر ایک نئی قبر پر پڑی۔ آپ نے دریافت فرمایا کہ یہ کس کی قبر ہے؟ عرض کیا گیا کہ فلاں شخص کی فلاں باندی کی قبر ہے۔ اُس نے دوپہر میں انتقال کیا اور آپ قیلولہ فرما رہے تھے اور روزہ سے بھی تھے۔ اِس لیے ہم نے اُس کی نماز کے لیے اُٹھانا مناسب نہ سمجھا۔ پس حضرت صلعم وہیں کھڑے ہو گئے اور صحابہ نے پیچھے صف بندی کی اور آپ نے قبر ہی پر چار تکبیر سے نماز پڑھی اور ارشاد فرمایا؟ لا يموت فيكم ميت ما دمت بين ظهرانيكم الا آذنتموني فان صلاتي له رحمة"

(سنن نسائی جمع الفوائد جلد اوّل صفحہ ۱۳۴) یعنی جب تک میں تم میں موجود ہوں تو جب کسی مسلمان کا انتقال ہو تو مجھے ضرور بُلایا جائے کیونکہ میری نماز اُس کے حق میں رحمت ہے۔"

نوٹ:۔ اِس حدیث سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ آپ ہرگز عالم الغیب نہ تھے۔ کیونکہ روزمرّہ کے معمولی حوادث کسی کے مرنے جینے کی اطلاع بھی عام طور پر آپ کو خبر دینے ہی سے ہوتی تھی۔

(مؤلف)

(ب) جمع الفوائد میں صحیح بخاری و صحیح مسلم کے حوالہ سے یہ حدیث نقل کی گئی ہے۔ کہ حضرت عائشہ

صدیقہ رض فرماتی ہیں کہ ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا۔ میں خوب جانتا ہوں جب تو مجھ سے راضی ہوتی ہے اور جب غصہ میں ہوتی ہے فقلت من این تعرف ذالک میں نے عرض کیا آپ کس طرح پہچانتے ہیں؟ فرمایا جب تم مجھ سے خوش ہوتی ہو تو قسم کھاتے وقت کہتی ہو "ربِ محمدؐ کی قسم" اور جب ناخوشی میں ہوتی ہو تو کہتی ہو "ربِ ابراہیم کی قسم"۔

(جمع الفوائد جلد ۱ صفحہ ۲۲۹)

نوٹ :- اس حدیث سے بھی ظاہر ہے کہ آپؐ عالم الغیب نہ تھے بلکہ ظاہری علامات سے پہچانتے تھے۔ اور حضرت صدیقہ رض کا یہ سوال کہ حضورؐ میری خوشی ناخوشی کس طرح پہچانتے ہیں؟ صاف بتلا رہا ہے کہ وہ بھی حضورؐ کو عالم الغیب نہ سمجھتی تھیں۔ (مؤلف)

۸۳۔ ملا علی قاری مکی حنفی رحمۃ اللہ علیہ :

صحیح مسلم میں تابیر نخل کا واقعہ حضرت رافع بن خدیج سے مروی ہے۔ اس روایت کے آخری الفاظ یہ ہیں :

"انما انا بشر اذا امرتکم بشیئ من دینکم فخذوا بہ و اذا امرتکم بشیئ من رائی فانما انا بشر" و فی روایۃ عن انس رضی اللہ عنہ قال انتم اعلم بامر دنیاکم"۔ (صحیح مسلم جلد ۲ صفحہ ۲۶۴)

ترجمہ :- "میں بس ایک انسان ہی ہوں۔ پس اگر میں تم کو دین کے بارے میں کوئی حکم دوں تو اس پر ضرور عمل کرو۔ اور جب دنیوی معاملات میں میں کوئی بات اپنی رائے اور خیال سے کہوں تو میں بھی ایک بشر ہوں اور میری رائے ایک بشر کی رائے ہے۔ اور دوسری روایت حضرت انس رض میں ہے کہ فرمایا کہ تمہاری ان دنیوی باتوں کا علم تم ہی کو زیادہ ہے۔"

اس حدیث کی شرح میں ملا علی قاری رح شرح شفاء میں فرماتے ہیں :

"انما انا بشر مثلکم فقد اصیب و قد اخطئ"۔ (شرح شفا جلد ۴ صفحہ ۲۵۶)

یعنی میں بھی تم جیسا ایک بشر ہوں۔ دنیوی معاملات میں میری رائے ٹھیک بھی ہوتی ہے اور کبھی غلطی بھی کرتی ہے۔

۸۴ - امام نووی رحمۃ اللہ علیہ :- امام نوویؒ انہیں احادیث کی شرح کے ذیل میں ارشاد

فرماتے ہیں :

"قالوا ورایہ صلی اللہ علیہ وسلم فی امور المعایش و ظنہ کغیرہ ...... ولا نقص فی ذالک و سببہ تعلق ھممھم بالآخرۃ و معارفھا"۔

(مسلم معہ نووی جلد ۲ صفحہ ۲۶۴)

"علماء کرام نے فرمایا کہ امورِ معیشت میں حضور صلعم کی رائے دوسرے انسانوں کی رائے کی طرح ہے .... اور اس کی وجہ سے آپؐ کے مرتبہ عظیمہ میں کوئی نقصان نہیں آتا کیونکہ اس کا سبب یہ ہے کہ اللہ والوں کی تمام تر توجہ آخرت اور معارفِ آخرت کی طرف ہوتی ہے۔" (یعنی دنیا سے التفات کم ہوتی ہے)

۸۵۔ قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ :

"اما احوالہ فی امور الدنیا .... فقد یعتقد فی امور الدنیا الشیئ علی وجہ و یظھر خلافہ او یکون منہ علی شک او ظن بخلاف امور الشرع"۔

"یعنی دنیوی امور میں حضور صلعم کا حال یہ ہے۔ کہ کبھی ان معاملات میں حضرت صلعم ایک خیال قائم فرماتے ہیں اور بعد میں خلاف ظاہر ہوتا ہے۔ نیز ان دنیوی امور میں آپ کو ظن اور شک بھی ہوتا ہے۔ بخلاف شرعی امور کے کہ وہاں یقین ہی یقین ہوتا ہے۔ ظن و شک کے لیے وہاں راہ ہی نہیں۔" (شفا شریف)

قاضی صاحب نے یہ بہت طویل مضمون لکھا ہے۔ ہم صرف اختصار کے مدِ نظر نسیم الریاض ترجمہ اردو شفا از قاضی عیاض رح سے حسبِ ذیل واقعہ بھی تحریر کرتے ہیں۔ تاکہ معلوم ہو جائے کہ صحابہ رض بھی احکام وحی اور حضور صلعم کی اپنی رائے پر کیسے عمل کرتے تھے۔ چنانچہ اسی مضمون میں قاضی صاحب فرماتے ہیں :

"جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بدر کے کنوئیں سے دور پڑاؤ ڈالا تو آپؐ سے حباب بن المنذر نے عرض کیا کہ کیا اس منزل میں آپؐ کو اللہ نے اتارا ہے جس سے آگے بڑھنے کی ہم کو اجازت نہیں؟ یا وہ رائے اور لڑائی اور داؤ ہے؟ تو آپؐ نے فرمایا بلکہ وہ رائے

اور لڑائی اور داؤ ہے تو حبابؓ نے عرض کیا کہ یہ لڑنے کی جگہ نہیں ہے۔ آپؐ جلد کوچ فرمایئے تاکہ ہم قوم پانیوں کے قریب ہو جائیں اور وہاں اُتر کر اُن کے اِرد گرد کے پانیوں اور کنوؤں کو سینچ یا پاٹ ڈالیں۔ تو ہم پانی پئیں گے اور وُہ نہ پینے پا دیں گے۔ تو آپؐ نے فرمایا تُو نے عمدہ رائے بتائی اور جیسا اُنھوں نے کہا تھا آپؐ نے ویسا ہی کیا۔ اور نیز آپؐ سے اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے وشاورھم فِی الامر کہ اے محمد صلعم معاملات (دُنیا) میں تم اپنے اصحاب سے مشورہ لیا کرو۔" (نسیم الرّیاض جلد ۲ صفحہ ۲۲۰)

نوٹ:- اس حدیث اور اس کی شرح سے صاف ظاہر ہو گیا کہ حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم نے خود ارشاد فرمایا کہ دُنیوی اُمور میں تم مجھ سے زیادہ واقف ہو۔ اس سے بھی بڑھ کر اللہ تعالیٰ نے آپ کو صحابہؓ سے مشورہ لینے کا حکم صادر فرمایا۔ اور حضورؐ نے اس پر عمل بھی کیا۔ اور صحابہؓ میں یہ بات مشہور و معرُوف معلوم ہوتی ہے۔ کہ آپ عالم الغیب نہ تھے۔ کیونکہ وُہ آپ کے کسی فعل پر جو اُنھیں خلافِ مصلحت نظر آتا بغیر تامّل کے یہ دریافت کرتے نظر آتے کہ آیا یہ فعل وحی کے ماتحت ہے یا آپؐ کی اپنی رائے یُوں ہے۔ وحی ہوتی تو خاموش رہتے۔ اور اگر آپؐ کی رائے ہوتی تو فوراً اپنی رائے بھی پیش کرتے۔ اور صحابہؓ کی رائے بہتر ہونے پر حضور صلعم اپنی رائے بدل بھی دیتے۔ اور صحابہؓ کی رائے پر عمل کرتے۔ ایسے رات دن کے زندگی کے واقعات کو کون جھٹلا سکتا ہے؟ یہ سب صُورتیں علمِ غیب کی نفی پر دال ہیں۔

ہم نے پچیس سے زیادہ محدّثین حضرات کی تصریحات پیش کی ہیں۔ اگر اُن سب کے تمام اقوال کو جو اُن کی تصانیف میں موجود ہیں جمع کیا جائے۔ تو ہزاروں سے کم نہیں۔ کیونکہ ڈیڑھ سو کے قریب ایسی احادیث ملتی ہیں جو حضور صلعم سے علمِ غیب کی نفی کرتی ہیں اور ہمارے مطالعہ میں آ چکی ہیں[۵۰]۔ ڈیڑھ سو نہ سہی ایک سو کے قریب ایسی احادیث کی شرح تو ان سب حضرات سے ہر ایک کی اپنی اپنی کتاب میں بآسانی مل سکتی ہے۔ اِس صورت میں وو اڑھائی ہزار اقوال اُن حضرات کے بھی ہو جاتے ہیں۔ جن کا انکار محال ہے اور جن سے یقین کامل ہو جاتا ہے کہ حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم عالم الغیب نہ تھے۔ (مؤلف)

---

[۵۰]: بوارق الغیب حصّہ دوم ایسی ۱۵۰ احادیث کا مجموعہ ہے۔ (مؤلف)

فقہائے عظّام کا عقیدہ اور ایمان و فرمان

۸۶۔ حضرت امام ابُو حنیفہ رحمتہ اللہ علیہ:

(ا) "رأی المنصور فی منامہ صورۃ ملک الموت وسأل لہ عن مُدّۃ عمرہ فاشار باصابعہ الخمس فعبرھا المعبرون بخمس سنواتٍ وبخمسۃ اشھر وبخمسۃ ایامٍ فقال ابُو حنیفۃ رضی اللہ عنہٗ ھو اشارۃ الیٰ ھٰذہ العلوم الخمسۃ لا یعلمھا الّا اللہ۔" (مدارک مجموعۃ التّفاسیر جلد ۵ صفحہ ۷۰)

"خلیفہ منصُور نے ملک الموت کو خواب میں دیکھا اُس نے اپنی عمر دریافت کی تو اُس نے پانچ اُنگلیوں سے اشارہ کیا۔ تعبیر کرنے والوں میں سے کسی نے پانچ سال کسی نے پانچ ماہ اور کسی نے پانچ دن بتلائے۔ لیکن امام اعظم ابُو حنیفہ رضی اللہ عنہٗ نے فرمایا کہ یہ اُن پانچ عُلوم کی طرف اشارہ ہے جنھیں اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔"

(ب) "ذکر الحنفیۃ تصریحًا بالتّکفیر باعتقاد انّ النّبیّ صلّی اللہ علیہ وسلّم یعلم الغیب لمعارضۃ قولہ تعالیٰ: قل لا یعلم من فی السّمٰوٰتِ والارض الغیب الّا اللہ۔" (شرح فقہ اکبر صفحہ ۱۳۷)

"عُلمائے حنفیہ نے کھُلے طور پر ایسے شخص کو کافر ٹھہرایا ہے جو یہ عقیدہ رکھے کہ نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم غیب داں تھے کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کے اُس فرمان کے خلاف ہے جو حضورؐ کو حکم دیا گیا کہ اعلان کر دیجیے کہ آسمان و زمین میں اللہ کے سوا کوئی غیب نہیں جانتا۔"

۸۷۔ غایۃ الاوطار ترجمہ و شرح اُردو دُرِّ مختار:

"تزوج بشہادۃ اللہ ورسولہ لم یجز بل قیل یکفر۔"

"نکاح کیا کسی شخص نے خدا اور رسولؐ کی گواہی سے تو نکاح درست نہ ہوگا۔ بلکہ بعضوں نے یعنی ابُو القاسم صفّار نے اُس کے کفر کا فتویٰ دیا ہے۔ کُفر اُس کا دو دلیلوں سے منقول ہے اوّل یہ کہ اُس نے حرام کو حلال جانا اس واسطے کہ اللہ اور اُس کے رسُولؐ نے نکاح کی گواہی دو آدمیوں پر مخصوص کی ہے۔ اس کے سوا اور کی گواہی کا حکم ہی نہیں اور دوسری دلیل یہ ہے

کہ جب اُس نے رسولؐ کو گواہ قرار دیا تو رسولؐ کو علمِ غیب ثابت کیا اور حالانکہ علمِ غیب حق تعالیٰ کو خاص ہے۔" (غایۃ الاوطار جلد ۲ صفحہ ۱۰-۱۱)

فتاویٰ قاضی خاں میں بھی ایسا ہی ہے۔ جیسا کہ اُوپر مذکور ہُوا۔ (جلد ۴ صفحہ ۴۶)

۸۸۔ قاضی ثناء اللہ صاحب پانی پتی مجدّدی بیہقیٔ زمانؒ :

"اگر کسی گوید کہ خدا و رسولؐ بریں عمل گواہ اند کافر شود۔" (ارشاد الطالبین صفحہ ۱۸)

۸۹۔ مولوی احمد رضا خان صاحبؒ بریلوی کا اصل عقیدہ :

(ا) "علمِ غیب کا خاصہ حضرت عزّت ہونا بیشک حق ہے اور کیوں نہ ہو کہ ربّ عزّ وجل فرماتا ہے:
قُلْ لَّا یَعْلَمُ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَیْبَ اِلَّا اللّٰہُ۔ تم فرما دو کہ آسمانوں اور زمین میں اللہ کے سوا کوئی عالم الغیب نہیں۔" (خالص الاعتقاد صفحہ ۲۳)

(ب) "یہ مسئلہ بھی مسلّم ہے کہ علم ما کان و ما یکون خاصۂ باری تعالیٰ ہے۔"

(آفتابِ ہدایت ردِّ رفض و بدعت صفحہ ۱۰۵)

نوٹ :- یہ فرمان ہم نے حضرات بریلویہ کے اُستاد اور اعلیٰ حضرت مولوی احمد رضا خان صاحب کا دیا ہے۔ اور اس کی تائید بھی اُنہی کی جماعت کے ایک اعلیٰ رُکن کی ہے۔ اس لیے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ دیوبندی حضرات کا فرمان بھی ذیل میں درج کیا جائے۔

۹۰۔ دیوبندی حضرات کا فرمانِ استفتاء علمِ غیب کے جواب میں :

کیا فرماتے ہیں عُلماءِ محققینِ احناف رحمہم اللہ مسئلہ ہذا میں (کہ زید کے بھائی کہتے ہیں) کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنا کُل علمِ غیب آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلم کو عطا فرما دیا تھا۔ اور اب بھی آپ مخلوق کے ہر ایک حال ظاہر و باطن خیر و شر سے بخُوبی واقف ہیں۔ یہاں تک کہ مچھّر کے پر ہلانے کا بھی آپ کو علم ہو جاتا ہے اور ہر ایک کی آواز خواہ وُہ مشرق میں ہو یا مغرب میں بذاتِ خود سُن سکتے ہیں۔ پس یہ عقیدہ کیسا ہے اور ایسا عقیدہ رکھنے والا مذہب احناف اور کتُبِ معتبرہ حنفیہ کی رُو سے مسلمان رہا یا کافر و مُشرک ہو گیا۔ بیّنوا توجروا۔

جواب از عُلمائے دیوبند و غیرہ زید مجدھُم :

"جو شخص رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم کے عالم الغیب ہونے کا معتقد ہو سادات حنفیہ کے نزدیک

قطعاً مشرک و کافر ہے۔ صاحب بحر الرائق کتاب النکاح میں صاف تحریر فرماتے ہیں کہ جو کوئی نکاح کے شاہدین اللہ اور رسول (صلعم) مُقرّر کرے اور اعتقاد یہ کرے کہ رسول اللہ صلّی اللہ عالم الغیب ہیں وُہ یقیناً کافر ہے۔ اور مُشرک تو اُسی کو کہتے ہیں کہ کسی مخلوق کو اللہ تبارک و تعالیٰ کے ساتھ کسی وصف ذاتی مثل علم کے اور قدرت کے یا عبادت کے شریک کرے اس واسطے کہ اشراک فی الذات یعنی تعدّدِ اِلٰہ کا قائل تو بہت ہی کم کوئی ہُوا ہو گا۔ شامی نے ردُّ المحتار کی کتاب الارتداد میں صاف طور سے ایسے عقیدہ رکھنے والے کی تکفیر کی ہے اور جو یہ کہتے ہیں کہ "علمِ غیب بجمیع اشیاء آنحضرت صلعم کو ذاتی نہیں بلکہ اللہ کا عطا کیا ہُوا ہے" سو محض باطل اور خرافات میں سے ہے۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو محشر میں بھی بعض لوگوں میں قابل سقیِ ماءِ کوثر ہونے کا احتمال ہو گا اور باری تعالیٰ کی طرف سے ارشاد ہو گا: انّک لا تدری ما احدثوا بعدک اخرجہ البخاری الحدیث الجواب صحیح :

بندہ محمُود عفی عنہٗ مدرسِ اوّل مدرسہ دیوبند۔

اصاب المجیب عزیز الرحمٰن عفی عنہٗ مفتی مدرسہ دیوبند۔

اصاب من اجاب محمد ناظر حسن دیوبندی۔

الجواب صحیح خلیل احمد عفی عنہٗ مدرسِ اوّل مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور۔

اصاب من اجاب محمد ریاض الدّین عفی عنہٗ مدرس مدرسہ اسلامیہ میرٹھ۔

الجواب صواب عبد المومن مدرس مدرسہ میرٹھ۔

علمِ غیب خاصۂ حق تعالیٰ کا ہے۔ اس لفظ کو کسی تاویل سے دُوسرے پر اطلاق کرنا ایہامِ شرک سے خالی نہیں۔

رشید احمد۔

(ب) جواب از جانبِ عُلماءِ دہلی :

"بیشک یہ اعتقاد رکھنا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنا کُل علمِ غیب آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کو عطا فرمایا تھا۔ یا مخلوقات کے تمام حالات جزی و کُلی سے آپ واقف ہیں اور بذاتِ خود ہمارے اقوال و احوال کا خواہ ہم کہیں ہوں آپ سُنتے اور دیکھتے ہیں کُفر ہے۔ شرح فقہ اکبر میں

مُلّا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "اعلم ان الانبیآء لم یعلموا المغیبات من الاشیاء الا ما علمھم اللہ احیانًا وذکروا الحنفیۃ تصریحًا بالتکفیر باعتقاد ان النبی (صلعم) یعلم الغیب لمعارضۃ قولہ تعالیٰ قل لا یعلم من فی السمٰوٰت والارض الغیب الا اللہ۔ یعنی انبیاء علیہم السلام اُمورِ غیبی سے واقف نہ تھے۔ مگر جتنا جس وقت اللہ نے اُن کو بتا دیا۔ اور حنفیوں نے صراحت کے ساتھ فتویٰ دیا ہے کہ جو کوئی آپؐ کی غیب دانی کا اعتقاد رکھے کافر ہے۔ کیونکہ یہ مخالف ہے قول اللہ تعالیٰ قل لا یعلم الخ کے۔ اس عبارت سے احناف کرام کا مذہب بخوبی معلوم ہوگیا کہ وُہ ایسا مذہب رکھنے والے کو جو رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو غیب دان کہے کافر کہتے ہیں۔ باقی تفصیل کتب مطولاتِ فقہ میں موجود ہے۔ من شآء فلیرجع الیہ اور حال ہی میں اس عقیدہ واہیہ کے ابطال میں ایک فتویٰ مطبع انصاری دہلی میں چھپا ہے۔ مذہبِ حقہ احناف کرام معلوم کرنے کے لیے وُہی کفایت کرتا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

اُمید وارِ شفاعت: محمد عبدالقادر

العقیدۃ عندی ان الرسول صلعم لا یعلم الغیب الا با لاخبار من اللہ و الھام منہ او کشف منہ وھذا ایضًا بعض الاشیآء لا کلھا ولا یعلم الغیب بدون ھذہ الطرق ایضًا ۱۲

حررہٗ فتح محمد عفی عنہٗ

میرا عقیدہ یہ ہے کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غیب دان نہ تھے۔ اور بجز ان طرق وحی یا الہام یا کشف کے غیب معلوم نہ کر سکتے تھے۔ اور وُہ بھی بعض غیب نہ کُل۔ بلا ریب عقیدہ مذکورۂ سوال از عقائد اہلِ سنّت والجماعت نیست تا احناف کرام چہ رسد و آنچہ عقیدہ اہلِ سنّت و برآں عملِ کُل اُمت شدہ آنست کہ علم کسی مثلِ علمِ خداوندی نخواہد شُد و احاطہ کُل اشیاء کسی را نیست اگرچہ باطلاعِ خداوندی باشد۔ فقط

محمد سیف الرحمٰن عفی عنہٗ پشاوری ٹونکی حال وارد دہلی

کوئی مسلمان جس کو ذرا بھی قرآن و حدیث و علمِ عقائد کی کتابوں سے بہرہ ہے یہ نہیں کہہ سکتا کہ آنحضرت

صلی اللہ علیہ وسلم یا اور کوئی نبی غیب دانی میں حق سبحانہٗ کے برابر ہے۔ اور نہ کوئی یہ کہہ سکتا ہے کہ حق سُبحانہٗ نے جُملہ غیب کسی بشر کو عطا فرما دیے ہوں۔ کس لیے کہ آیت وعندہ مفاتح الغیب لا یعلمھا الا ھو وغیرھا بہُت سی وارد ہیں۔ اور نہ کسی آیت و حدیث سے یہ بات ثابت ہے اور کُتب عقائدِ اسلامیہ میں بھی یہی ہے۔ اور اسی پر جمہُور کا اتفاق ہے۔ ۱۲

ابُو محمد عبدالحق عفی عنہٗ

العجب کل العجب من یتسم بسمۃ اھل العلم و یتزی بزیھم کیف یتردد فی تکفیر مثل ھذا الشخص وکیف لا یقطع بکفرہ ومن یقول من اھل العلم انہ صلعم لم یکن یعلم بعض الاشیآء باخبار اللہ ایضًا بل ھو صلعم اعلم الانبیآء بل النبوۃ کمال علمی کما سطر فی الکلام انما الداھیۃ الدھیاء فمن یشیع الفاحشۃ علی المنابر ویذیع الباطلہ فوق المنابر من انہ اوتی علم کل الاشیآء بقضھا وقضیضھا فانہ اشراک صریح اتفقت کلمتھم علی تکفیر مثل ذالک والتعجب کیف یستصر ھذا القائل وھو مخالف للسنۃ عن اٰخرھا واللہ ولی الامور۔

انور شاہ کشمیری مدرسِ اوّل مدرسہ امینیہ دہلی

ترجمہ:- بڑا تعجب ہے اُس شخص سے جو زُمرۂ علماء میں ہو کر ایسے شخص کی تکفیر میں تردّد کرے اور قطعًا اُس کو کافر نہ کہے۔ بھلا کوئی عالم یہ کہہ سکتا ہے کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خُدا کے بتانے سے بھی بعض چیزوں کی خبر نہ ہو۔ ہرگز نہیں۔ بلکہ آپؐ تو تمام انبیاء علیہم السلام سے زیادہ عالم تھے۔ اور نبوّت تو نام ہی کمال علمی کا ہے۔ جیسا کہ علمِ کلام میں مذکوُر ہے۔ بڑا فتوُر تو وُہ شخص برپا کر رہا ہے جو ہر جگہ یہ کہتا پھرتا ہے۔ کہ آپؐ کو جمیع اشیاء کا علم دے دیا گیا ہے۔ حالانکہ یہ صریح شرک ہے اور تمام فقہاء متفق اللفظ ایسے شخص کی تکفیر کرتے ہیں۔ اور تعجب ہے کہ یہ شخص کس دلیل سے حجت پکڑتا ہے۔ حالانکہ یہ تمام احادیث کے مخالف ہے۔ واللہ ولی الامور ۱۲۔

الجواب صحیح:- بندہ ضیاء الحق عفی عنہٗ مدرس مدرسہ امینیہ۔ دہلی

رأیت ہذا الجواب فوجدتہ صحیحًا۔ عبدالرحمٰن عفی عنہٗ جانشین مولوی عبدالوہاب صاحب مرحوم (دہلی)

بخاری شریف کی حدیث ہے: واللہ لا ادری وانا رسول اللہ ما یفعل بی و لا بکم۔ اس حدیث کی شرح میں جناب شیخ المحدثین حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی[۱] یوں فرماتے ہیں: والحاصل انہ یرید نفی علم الغیب عن نفسہ صلی اللہ علیہ وسلم و انہ لیس بمطلع علیہ و انہ غیر واقف ولا مطلع علی المقدور ولا لغیرہ والممکنون من امرہ و امر غیرہ[۱] - دیکھیے استاد المحدثین صاف صاف مکرر الفاظ سے فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلعم ہرگز غیب دان نہ تھے۔

فقط واللہ اعلم بالصواب۔ فقیر محمد حسین۔ یقال لہ ابراہیم۔

جواب از مولوی کرامت اللہ صاحب۔ دہلی:

"علم غیب بالذات خداوند تعالیٰ ہی کے واسطے اور اُس کے علم کے برابر کسی کو علم نہیں ہو سکتا جیسا وہ اپنی ذات میں یکتا ہے اپنی صفت میں بھی یکتا ہے۔ اگر کوئی اِس طرح کے علم میں اس کا کسی کو شریک بنا دے وہ بیشک مشرک ہے اور یہی مراد فقہاء حنفیہ کی ہے۔ جہاں نفی علم غیب غیر سے کرتے ہیں اور جن احادیث سے غیر کا عالم بالغیب ہونا ثابت ہوتا ہے باطلاع اللہ تعالیٰ بالعرض مراد ہے۔ فثبت التوفیق بین القولین۔ اب مطلق انکار یا اثباتِ دلیل جہالت ہے۔ ہمارے حضور پُر نور فخر الاولین والآخرین صلی اللہ علیہ وسلم کو بیشک بعض غیوبات من غیب اللہ تعالیٰ کا علم ہے۔ اس کو خداوند تعالیٰ ہی جانتا ہے۔ ہاں بعد خداوند تعالیٰ کے جس قدر آپ کو علم ہے۔ وہ بیشک تمام مخلوق سے خواہ وہ فرشتہ ہو یا نبی یا غوث یا جنّ یا شیاطین کوئی بھی ہو بڑھ کر ہے اور آپ کا کوئی مماثل نہیں اس صفت میں۔"

حررہٗ: محمد کرامت اللہ

"تذکیر الاخوان صفحہ ۳۰۵ - ۳۰۸

---

[۱]: سہواً مولوی محمد حسین صاحب نے یہاں شیخ عبدالحق محدث دہلوی کا اسم گرامی لکھ دیا ہے۔ یہ عبارت درحقیقت مرقاۃ شرح مشکوٰۃ ملّا علی قاری کی ہے۔ دیکھو حاشیہ مشکوٰۃ عربی مجتبائی صفحہ ۵۰۶ بہرحال شیخ موصوف رح نے بھی اِس حدیث کی شرح میں اسی کے قریب قریب لکھا ہے۔ جو ہم حدیث ۱۸ کی شرح میں درج کر آئے ہیں۔ وہاں سے دیکھ لیا جائے۔ (مؤلف)

۹۱- انجیل مقدّس کا فرمان:

"اُس دن اور اُس گھڑی (یعنی قیامت) کی بات کوئی نہیں جانتا۔ نہ آسمان کے فرشتے نہ بیٹا مگر صرف باپ یعنی خدا۔" (متی ۲۴ : ۳۶)

نوٹ: (۱) "اِس سے معلوم ہوا کہ تمام الہامی کتابیں اس امر میں متفق ہیں۔ کہ اللہ کے سوا کوئی عالم الغیب نہیں۔"

(۲) "اہلِ سنّت کی بے شمار معتبر اور مستند کتبِ فقہ مثلاً شامی۔ فتاویٰ بزازیہ۔ فتاویٰ قاضی خاں۔ فتاویٰ جواہر۔ دُرِّ مختار اور کُتبِ عقائد مثلاً شرح عقائدِ نسفی۔ شرح فقہ اکبر وغیرہ سب میں یہ امر متفقہ طور پر تصریحاً موجود ہے کہ "علمِ غیب" خاصہ باری تعالیٰ ہے۔ اور جو شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو عالم الغیب جانے وہ کافر ہے۔ ہم نے یہاں صرف پانچ ہی حوالے درج کرنے پر اکتفا کیا ہے۔ کیونکہ ہمارا مقصد یہ بھی ہے کہ موجودہ زمانہ کے زندہ عُلماء کے فتاوے بھی دیے جائیں۔ تاکہ اتمامِ حجّت کا کام دیں اور فرامین و فتاویٰ کا تعداد پوری ایک سو ہی رہے۔ ورنہ اگر ان سب کو درج کیا جائے تو سو سے بہت زیادہ تعداد ہو جائے گی۔" (مؤلف)

دَورِ حاضر کے بہترین عُلماء کے فتاوے

بھائی اسلم! زیادہ نہیں اگر اِن فرمانوں کو ہی یاد رکھو گے تو علمِ غیب کے مسئلہ میں کسی کے فریب میں نہ آؤ گے۔ فرمان نمبر ۸۹ میں مَیں نے آپ کے اعلیٰ حضرت مولوی احمد رضا خان صاحب بریلوی کا بیان کیا ہے۔ جس سے ظاہر ہے کہ اُن کے نزدیک بھی "علمِ غیب" حقِ سُبحانہ وتعالیٰ کے ساتھ خاص ہے۔ اور یہ اُصول مُسلّمہ ہے کہ جو چیز حق تعالےٰ کے لیے خاص ہو اُس کو غیر اللہ کے لیے ثابت کرنا یقیناً شرک ہے۔

اِن براہینِ قاطعہ اور دلائلِ ساطعہ کی موجودگی میں اس زمانہ کے کسی عالم سے استفتاء کی کوئی حاجت نہیں رہتی۔ پھر بھی میں نے آپ کی مزید تسلّی اور پُورے اطمینان کی خاطر دُنیائے اسلام کے موجودہ زمانہ میں بڑے بڑے اور قابلِ قدر علماء مثلاً رئیس القضاۃ بالحجاز مکہ مُعظّمہ۔ خطیب حضرت الغادریہ بغداد۔ مفتی جامع الازہر مصر اور مدرّسِ اعلیٰ بالمسجد الاقصیٰ بیت المقدس سے استفتاء کر کے اُن کے جوابات

حاصل کیے ہیں ۔ یہی نہیں بلکہ میں نے اِن استفتاء کو اُردو زبان میں لکھ کر ہندوستان کے مندرجہ ذیل حضرات کی خدمات میں بھی ارسال کیا جو کہ ہندوستان و پاکستان میں مُسلّمہ ہستیاں ہیں :

۱ - مُفتی کفایت اللہ صاحب ۔ سابق صدر جمعیّۃ العُلماء ہند ۔ دہلی ۔

۲ - شیخ الہند مولانا حسین احمد صاحب مدنی صدر جمعیّۃ العلماء ہند ۔ دیوبند ۔

۳ - امام الہند مولانا اَبُو الکلام آزاد صاحب وزیرِ تعلیم ہند ۔ دہلی ۔

۴ - سیّد اَبُو الاعلیٰ مودُودی صاحب امیر جماعت اسلامی ۔ پٹھان کوٹ ۔

۵ - مفتیِ اعظم مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی صدر جمعیّۃ العُلماء اسلام پاکستان کراچی ۔

اِن سب حضرات کے جوابات موصُول ہو چکے ہیں ۔

اَب میں استفتاء اور جوابات کو نمبروار پڑھتا ہُوں ۔ ذرا غور سے سُنیئے گا ۔



اِستفتاء

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۔ الحمد للّٰہ ربّ العٰلمین والصّلوٰۃ والسّلام علیٰ رسولہٖ محمّدٍ وّ اٰلہٖ واصحابہٖ اجمعین ۔ امّا بعد : ما یقول علماء الدّین والشّرع المتین فی کُفر زیدٍ و اسلامہٗ اذا یعتقد و یقول :

(۱) اشھد ان لا الٰہ الّا اللّٰہ وحدہ لاشریک لہٗ لہُ الملک ولہ الحمد یحیی ویمیت وھو حیٌّ لا یموت بیدہ الخیر وھو علیٰ کلّ شیءٍ قدیر، لیس کمثلہ شیءٌ ولیس لہٗ نظیر فی الذّات ولا فی الصّفات والعلم والقدر والتدبیر ۔ ۱۲

(۲) اشھد انّ محمّدًا عبدہ ورسولہ خیر البشر وافضل الرّسل لا نبی بعدہٗ ۔ ۱۲

(۳) اٰمنت باللّٰہ وملٰئکتہٖ وکتبہٖ ورسلہٖ والیوم الاٰخر والقدر خیرہٖ وشرّہٖ من اللّٰہ تعالیٰ والبعث بعد الموت ۔

(۴) اٰمنت باللّٰہ کما ھو باسمائہٖ وصفاتہٖ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۔ قابلِ ثناء اللہ تعالیٰ ہے جو پروردگارِ عالمین ہے اور صلوٰۃ وسلام اس کے رسُول حضرت محمّد اور آپ کے آل واصحاب تمام پر ۔ بعد الحمد والصلوٰۃ : کیا فرماتے ہیں عُلمائے دین وشرعِ متین زید کے کُفر و اسلام کے بارہ میں جب یہ عقیدہ رکھتا ہو کہ :

(۱) میں اقرار کرتا ہُوں ۔ کہ اللہ کے سِوا کوئی ذات قابلِ عبادت نہیں وُہ یکتا و لاشریک ہے ۔ اُسی کا راج ہے ۔ وُہی قابلِ تعریف ہے ۔ جلاتا ہے ۔ مارتا ہے ۔ وُہ غیر فانی ہے ۔ سب خیر و بھلائی اُسی کے قبضہ میں ہے ۔ اور وُہ ہر شئے پر قادر ہے ۔ اس کی مثل کوئی چیز نہیں ۔ اور نہ ہی کوئی نظیر نہ ذات میں ۔ نہ صفات میں نہ علم میں ۔ نہ قُدرت میں نہ تدبیر میں ۔

(۲) میں اقرار کرتا ہُوں کہ حضرت محمد صلعم اللہ کے بندے اور اس کے رسُول ہیں ۔ انسانوں میں بہتر اور رسُولوں سے افضل ہیں ۔ آپ کے بعد نبوّت کا دروازہ بند ہے ۔

(۳) میں تصدیق کرتا ہُوں اللہ اور اس کے فرشتوں اور اُس کے رسُولوں اور یومِ قیامت کی اور بھلی بُری چیزوں کے خُدا کی طرف سے مقدر ہونے کی اور موت کے بعد پھر جی اُٹھنے کی ۔

(۴) میں تصدیق کرتا ہُوں اللہ کے ساتھ اس کے تمام

وقبلت جميع احكامه
اقرار باللسان وتصديق
بالقلب - ۱۲
(۵) عذاب القبر حق وسؤال منكر ونكير في
القبر حق والجنة حق والنار حق - ۱۲
(۶) الشفاعة حق للرسل والاخيار في حق
اهل الكبائر ۱۲ (عقائد نسفی)
(۷) ان الاسلام بني على خمس شهادة
ان لا اله الا الله وان محمدًا
عبده ورسوله واقام
الصلوٰة وايتاء الزكوٰة وحج البيت
وصوم رمضان - ۱۲
(۸) ان علم الغيوب بالذات مختص
بالله تعالى لقوله لله غيب السموات
والارض - ولقوله لا يعلم
من في السموات (من الملائكة) والارض
(من الانس والجن) (ابن عباس)
الغيب الا الله ولقوله ان الله
عنده علم الساعة ... الخ فلا
يدري احد من الناس متى تقوم
الساعة في اي سنة او اي شهر
او اي ليل او نهار (خازن)
وهكذا لا يعلم ولا يدري

اسماء وصفات سمیت اور اس کے تمام احکام کو
مانتا ہوں۔ زبان سے اقرار اور دل سے تصدیق
کرتا ہوں۔
(۵) عذابِ قبر حق ہے۔ قبر میں منکر نکیر کا سوال کرنا
حق ہے۔ جنت حق ہے اور جہنم بھی حق ہے۔
(۶) اہلِ کبائر کے لیے رسول اور پسندیدگانِ خدا کا
شفاعت کرنا حق ہے۔
(۷) اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر رکھی گئی ہے۔ اس
کی بات کی شہادت کہ اللہ کے سوا کوئی ذات
قابلِ عبادت نہیں۔ اور حضرت محمد صلعم اس کے بندے
اور رسول ہیں۔ اور نماز کا قائم کرنا۔ ادائے زکوٰۃ
بیت اللہ کا حج۔ رمضان کے روزے۔
(۸) غیوب کا جاننا بالذات اللہ تعالیٰ کا خاصہ ہے
کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اللہ ہی آسمانوں اور
زمین کے غیب جانتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کا قول
ہے۔ کہ نہیں جانتے آسمانوں والے (فرشتے) اور
زمین والے (انسان وجن) غیب کو لیکن اللہ تعالیٰ
(ابنِ عباس) اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اللہ ہی
قیامت کا علم رکھتا ہے الخ سو کوئی نہیں جانتا کہ
قیامت کون سے سال یا کونسے مہینے یا کونسے دن
میں یا رات کو یا دن کو آئے گی؟ (خازن)
اور ایسے ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی نہیں
جانتے جیسا کہ صحیحین میں ہے۔ جب جبرئیل علیہ السلام

رسول الله صلى الله عليه وسلم كما
في الصحيحين اذ قال جبرئيل لرسول
الله صلعم فاخبرني عن الساعة قال
ما المسئول عنها باعلم من السائل وقال
مفاتح الغيب خمس وقرأ ان الله عنده
علم الساعة ..... الخ وقال ابن عباس
هذه الخمسة لا يعلمها ملك مقرب
ولا نبي مصطفٰى فمن ادعى انه يعلم
شيئًا من هذه فانه كفر بالقرآن
لانه خالفه - (خازن)
واما اخبار الانبياء والاولياء صلوٰة
عليهم اجمعين بواسطة الوحي
والالهام وتعليم الله تعالٰى
وقال ابن عباس ويطلعه على
بعض الغيب بالوحي -
وقال جلال الدين سيوطي في قوله
تعالى لا اقول لكم عندي خزائن الله
ولا اعلم الغيب ولا اني اعلم الغيب
ما غاب عني ولم يوحى الي وقال
بيضاوي لا اعلم الغيب ما لم
يوحى الي - وقال خازن ويختار من
رسله من يشاء فيطلعه على ما
يشاء من غيبه وقال ابن مسعود

نے حضرت رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا
کہ مجھے قیامت کے بارہ میں خبر دیجئے تو آپ نے
فرمایا کہ سائل کی نسبت وہ شخص زیادہ عالم نہیں ہے
جس سے قیامت کے بارہ میں پوچھا جا رہا ہے۔
آپ نے فرمایا مفاتح الغیب پانچ ہیں۔ اور استشہاد
میں یہ تلاوت فرمایا: اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ
الخ اور ابنِ عباسؓ فرماتے ہیں۔ یہ پانچ چیزیں ہیں
جن کو نہ کوئی ملکِ مقرب جانتا ہے۔ نہ نبی پسندیدۂ
خدا تو جو شخص دعویٰ کرے کہ وہ ان میں سے کوئی
چیز جانتا ہے تو وہ مدعی قرآن کا منکر ہے۔ کیونکہ
وہ اس کا خلاف کر رہا ہے۔ (خازن)
باقی رہیں اولیاء اور انبیاء کا خبر دینا سو وہ بواسطہ
وحی و الہام اور خدا کے بتا دینے سے ہوتا ہے
ابنِ عباس فرماتے ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ نبی صلعم کو
کسی غیب کی بذریعہ وحی اطلاع دے دیتا ہے۔
علامہ جلال الدین سیوطی رح اللہ تعالیٰ کے قول
لَآ اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِيْ خَزَآئِنُ اللّٰهِ وَلَآ اَعْلَمُ
الْغَيْبَ کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ میں نہیں جانتا اس
چیز کو جو مجھ سے غائب ہے۔ اور میری طرف
وحی نہیں کی گئی۔ اور بیضاوی فرماتے ہیں جب تک
میری طرف وحی نہ کی جائے میں غیب کی چیز کو
نہیں جانتا۔ صاحب خازن فرماتے ہیں۔ اللہ اپنے
رسولوں میں سے جسے چاہے چن لیتا ہے۔ اور اس کو

أُوتي نبيكم (صلى الله عليه وسلم) كل شيئٍ إلا مفاتح الغيب، (خازن) وقالت عائشة من حدثك أنه (صلى الله عليه وسلم) يعلم الغيب فقد كذب وهو يقول: لا يعلم الغيب إلا الله - (بخاري)

فبناءً على الأسانيد المذكورة يقول ويعتقد زيد كما أن رتبة محمد صلى الله عليه وسلم عالية من مراتب الرسل كلها هكذا علمه أرفع وأعلى من علم جميع الرسل ولكن لا علم له إلا ما أوحى الله إليه أو ألهمه أو علمه وعلم الغيب الذي محيط بكل شيئٍ كان في السموات والأرض في كل حينٍ وآنٍ أو زمانٍ ومكانٍ مخصوصٍ بذاته تعالى فقط ولا يجوز انتسابه إلى أحدٍ إلا الله -

(۹) ولكن إخوة زيد في قريته يعتقدون ويقولون إن رسول الله عليه وسلم كان عليماً بغيوب السموات والأرض قبل ولادته وحين حياته وبعد مماته الآن كما كان لا يخفى عليه شيئٌ فيهما

اطلاع دیتا ہے اپنے غیب میں سے جس کی اطلاع دینا چاہتا ہے - اور ابنِ مسعودؓ فرماتے ہیں حضرت نبی کریم صلعم کو مفاتح الغیب کے سوا سب چیزیں دے دی گئیں - (خازن) اور حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں جو شخص تیرے سامنے بیان کرے - کہ آپ (صلعم) غیب دان تھے - تو وُہ بلا شبہ جھوٹا ہے - کیوں نہ ہو جب اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ لَا یَعْلَمُ الْغَیْبَ اِلَّا اللہ - (بخاری)

اِن مذکورہ سندوں کی بنا پر زید کا عقیدہ ہے - کہ جیسے حضرت محمد صلعم کا درجہ تمام رُسل کے درجات سے بلند ہے - ایسے ہی آپؐ کا علم تمام رسُولوں کے علم سے اعلیٰ و ارفع ہے - لیکن آپؐ کو جس چیز کا علم ہے وُہ اللہ کی وحی اور الہام و تعلیم کے ذریعہ سے ہے اور وُہ علم غیب جو محیط ہے ہر شئے پر جو آسمانوں اور زمین میں ہے - ہر وقت ہر آن ہر زمان و مکان وُہ مخصوص بذاتِ خداوندی ہے اور بس اور اُس کی نسبت اللہ کے سوا کسی کی طرف نہیں کر سکتے -

(۹) لیکن زید کے دوست گاؤں والے اس بات کا اعتقاد رکھتے ہیں کہ رسُول اللہ صلعم آسمانوں اور زمین کے غائبات کو قبلِ ولادت و زمانہ حیات و بعد ممات اب بھی جانتے ہیں جیسے کہ جانتے تھے زمین و آسمان کی کوئی چیز آپؐ سے مخفی نہیں اور وُہ

وهو بصيرٌ وسميعٌ لكل شيئٍ في السموات والأرض وخبيرٌ بما كان وبما يكون بتعليم الله تعالى وهو حاضرٌ وناظرٌ في كل آنٍ وّمكانٍ ويقولون لا تقولوا له بشر ومن قال له بشر فقد كفر بل يقولون أن دعوتموه بأي صفة شئتم من صفات الله كلها إلا الإله فهو صحيحٌ وّجائزٌ (نصرة الحق)

فهٰذه العقيدة هل هي جزءٌ في الحقيقة من الإيمان والإسلام وهل يجوز أن ندعو رسول الله (صلعم) بأسماء الحسنىٰ كالخالق والرازق والمالك والرب والرحمن والقادر وغافر الذنب وقابل التوب وشديد العقاب وغيرها؟

(۱۰) في مطالعة زيد تكون كتبا معتبرة من الأحاديث والتفاسير والفقه والعقائد والسير وغيرها ولم يرى في أحدٍ منها أثرًا من تلك العقيدة وأيضًا

ہر اس چیز کو دیکھ اور سُن رہے ہیں - جو آسمان و زمین میں ہے - ماضی و مُستقبل کی تمام اشیاء کو بتعلیم خداوندی جانتے ہیں - اور آپؐ ہر وقت ہر مکان میں حاضر و ناظر ہیں - اور کہتے ہیں کہ آپؐ کو بشر نہ کہو - جو آپ کو بشر کہے وُہ کافر ہے - بلکہ یہاں تک کہتے ہیں کہ آپ کو اللہ کی تمام صفات میں سے جس کے ساتھ چاہو پُکار سکتے ہو - صرف الٰہ نہ کہو - (نصرۃ الحق)

سو کیا یہ عقیدہ فی الحقیقت ایمان یا اسلام کی جزء ہے؟ اور کیا جائز ہے کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کو اللہ تعالیٰ کے اسماءِ حسنیٰ مثل خالق و رازق اور مالک و رب و رحمان - قادر - گناہ بخشنے والا - توبہ قبول کرنے والا اور شدید العقاب وغیرہ سے پُکارا جائے -

(۱۰) زید کے زیرِ نظر کتب احادیث معتبرہ تفاسیر و فقہ و عقائد - سیر وغیرہا رہتی ہیں - اس نے کسی کتاب میں اس عقیدہ کا نام و نشان نہیں دیکھا - نیز زید کو سلف صالحین - آئمہ مجتہدین و مفسرین کی

يعتقد زيد على التقوىٰ و ديانة
السلف الصالحين من الائمة
المجتهدين والمفسرين المشهورين
مثل صاحب روح المعاني ومدارك
وبيضاوي وخازن ومعالم وتفسير ابن
عباسؓ وجلالين ومصنفي صحاح الستة
ومالمحدثين هؤلاء الخيرة بهذه العقيدة
ثبت انها ليست جزءً من الايمان والاسلام
ثم هذا نسبتهم الكفر والارتداد الى
زيد لانكاره عن عقيدتهم أليس هذا
جسارة واساءة الادب في حق السلف الصالحين
الذين كانوا لم يعتقدوا الا كما يعتقد زيد۔

(۱۱) وان كان خلاف هذه العقيدة يفضي
زيداً الى الكفر والارتداد يا لحق
فهو مستعدٌ للتوبة كل حين لانه
لايريد الا رضاء الله تعالىٰ۔ فقط
والسلام۔ بيّنوا توجروا۔

انتباه :- المواضع الخالية في
هذه الاستفتاء بازاء كل عقيدة
هي لتحرير الفتوىٰ فحرروا فيها
الاجوبة وبعد كتابة الامضاء
واثبت المواهير ارسلوه إلىّ۔

محمد سرفراز خان عفي عنه

دیانت و تقوے پر یقین ہے۔ جیسے
صاحبِ روح المعانی و مدارک و بیضاوی
خازن۔ معالم و تفسیر ابن عباس و جلالین
و مصنفینِ صحاح ستہ اور جب ان بزرگوں
نے ایسے عقیدہ کو نظر انداز کر دیا ہے
تو معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہ عقیدہ ایمان و
اسلام کی جزء نہیں ہو سکتا۔ بایں ہمہ گاؤں
والوں کا زید کو کافر و مرتد محض اس لیے
قرار دینا۔ کہ وہ ان کے عقیدہ کا منکر ہے
کیا انجام کار سلفِ صالحین پر جسارت اور
بے ادبی کا باعث نہیں جو زید جیسا ہی
اعتقاد رکھتے تھے۔

(۱۱) اگر ان کے عقیدۂ مذکور کی مخالفت زید
کے کفر و ارتداد کا باعث بن سکتی ہے
تو وہ ہر وقت توبہ کے لیے بھی تیار ہے
کیونکہ وہ صرف رضاء خداوندی کا طالب
ہے۔ فقط والسلام

تنبیہ :

اس استفتاء میں ہر عقیدہ کے سامنے خالی
جگہ اس لیے چھوڑی گئی ہے۔ تاکہ فتویٰ
تحریر فرمایا جائے۔ سو جواب لکھ کر دستخط کر کے
یا مہریں لگا کر بندہ کی طرف ارسال فرمائیں۔

محمد سرفراز خاں عفی عنہ۔

۹۲ - جواب المفتي العلّامة بالحجاز :

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله الذي يقذف بالحق على الباطل
فيدمغه فاذا هو زاهق وانزل كتابا
فيه تبيان للحق ودمغ اباطيل كل
منافق والصلوة والسلام على من
تشرف بتحقيق العبودية وتبرأ من
دعوىٰ اوصاف الربوبية ونزل
عليه قل لا اقول لكم عندي خزائن الله
ولا اعلم الغيب ولا اقول لكم اني
ملك فمن رفعه صلى الله عليه وسلم
فوق المنزلة التي انزلها الله ففي
اودية الضلال هام وهلك وعلى
آله المهتدين واصحابه المهديين
الى يوم الدين۔ اما بعد فقد اطلعنا
على ما سطره زيد قائلاً بانه عقيدته
وما نسبه زيد الى اخوته واهل
قريته من العقائد فوجدنا عقيدة
زيد رقم ۱ و ۲ و ۳ و ۴ و ۵ و ۶ و ۷
۸ و ۱۰ موافقة للكتاب والسنة وما
اجمع عليه سلف الامة الا انا ننصح
لزيد ان يكون معتمده في التفسير نقل السلف

جملہ صفاتِ کمالیہ سے وہ اللہ موصوف ہے جو باطل
پر حق کی ضرب لگا کر اس کا بھیجا نکال دیتا ہے اور
باطل جان توڑ رہا ہوتا ہے۔ اور اس نے ایسی کتاب
نازل فرمائی جس میں حق کا اور ہر منافق کے خرافات
کا رد موجود ہے۔ اور رحمت و سلام خداوندی اس
ذات بابرکات پر جو عبودیتِ کاملہ سے مشرف اور
اوصافِ ربوبیت کے دعویٰ سے بیزار ہوئی ہے۔
اس ذاتِ بابرکات پر یہ نازل ہوا۔ کہ لوگوں کو سنا دو
کہ میں دعوے نہیں کرتا کہ خدائی خزانے میرے پاس ہیں
اور نہ ہی میں غیب کا علم رکھتا ہوں اور نہ ہی میں
فرشتہ ہونے کا دعویدار ہوں۔ تو جو شخص حضرت نبی کریم
صلی اللہ علیہ وسلم کو اس مرتبہ سے بڑھا دے جو اللہ
نے آپ کو عطا فرمایا تو وہ گمراہی کی وادیوں میں متحیر
و سرگرداں ہو کر برباد ہوگا۔ اور رحمتِ خداوندی تا
قیامت آپ کے آل و اصحاب پر برسے جو ہدایت یافتہ
و ہادیٔ خلق ہیں۔ بعد حمد و صلوٰۃ (گذارش ہے) کہ ہم نے
زید اور اس کے اہلِ قریہ کے عقائد کو ملاحظہ کیا
ہم نے زید کے عقیدہ نمبر ۱ و ۲ و ۳ و ۴ و ۵ و ۶
و ۷ و ۸ و ۱۰ کو کتاب و سنت اور اجماع سلف کے موافق
ساتھ ہی ہم زید کو مشورہ دیتے ہیں۔ کہ اس کے زیرِ نظر

السلف كتفسير ابن جرير الطبري ومن
نهج منهاجهم كابن كثير و
القرطبي واما عقائد اخوة زيد و
اهل قريته على ما هو محرر في الاستفتاء
فهي غلوّ واطراء ومنابذة لنصوص الكتاب
والسنة الغراء بل مكذّبة
للقرآن الكريم ومنحرفة عن
الصراط المستقيم فلا ريب انه كفر
صراح والحاد بواح -

(۹) اما قولهم كان عليمًا الغيوب
السّمٰوٰت الخ فمناقض لقوله
تعالى قل لا يعلم من في السّمٰوٰت
والارض الغيب الّا اللّٰه و
حديث لقيط بن عامر
وافد المنتفق الطويل،
وفيه قلت يا رسول اللّٰه
ما عندك من علم الغيب
فقال ضنّ ربك بمفاتح
خمسٍ من الغيب لا يعلمها
إلّا اللّٰه واشار بيده
فقلت ما هن يا رسول
اللّٰه صلعم قال علم المنية
الحديث -

سلفِ صالحین کی تفاسیر ہونی چاہئیں۔ جیسا کہ
ابنِ جریر طبری کی تفسیر اور وہ تفاسیر جو سلف
کے نہج پر لکھی گئی ہیں۔ جیسے ابنِ کثیر و قرطبی۔
اب رہے زید کے گاؤں والوں کے عقائد
مسطورہ در استفتاء سو وہ تو بالکل غلو کے
اطراء و مخالفِ کتاب و سنت ہیں۔ بلکہ صاف
صاف قرآن کو جھٹلا رہے ہیں (اور صحیح رستے
سے منحرف) بلاشبہ یہ عقائد صریح کفر اور
کھلم کھلا الحاد ہیں۔

ان لوگوں کا یہ کہنا کہ آپؐ سمٰوات وارض کے
تمام غیوب جانتے تھے قرآن و حدیث کے خلاف
ہے۔ باری تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اے
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرما دو کہ آسمان و
زمین کے رہنے والے غیب کو نہیں جانتے۔
یہ تو اللہ کا خاصہ ہے۔ لقیط بن عامر وافد
المنتفق کی لمبی حدیث میں ہے۔ کہ میں نے رسولِ
کریمؐ سے آپ کے علمِ غیب کے بارہ میں سوال
کیا۔ تو آپؐ نے ارشاد فرمایا۔ کہ اللہ تعالیٰ نے
غیب میں سے اشیائے پنجگانہ کی مفاتیح کو چھپا
رکھا ہے۔ انھیں اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا
میں نے ان کے بارے میں سوال کیا کہ کون کونسی
ہیں؟ تو ارشاد فرمایا کہ موت کا علم الیٰ آخرہ۔
(جو اشیائے خمسہ آیت میں مذکور ہیں)

و اما قولهم قبل ولادته
فمناقض لقوله تعالى وكذلك
اوحينا اليك روحا من امرنا
ما كنت تدري ما الكتاب
ولا الايمان وقوله ووجدك
ضالًّا فهدى واما قولهم
وحين حياته فيرده ما ثبت
خفاؤه عليه من الوقائع
كحديث الافك فانه صلى
الله عليه وسلم اقام شهرًا
ولم يدر...لم ببراءة عائشة حتى
نزول الوحي ونحو رسالة القراء
السبعين فقتلوا غدرًا ونحو
اتيان كعب بن زهير اليه فوضع
يده في يده وكان صلى الله
عليه وسلم لا يعرفه فقال
يا رسول الله ان كعب بن زهير
قد جاء يستامنك تائبًا مسلمًا
فهل انت قابل ان انا جئتك
به فقال رسول الله صلى الله
عليه وسلم نعم قال انا
يا رسول الله كعب بن زهير
فهذه القصة ونحوها ونحو

باقی ان کا یہ کہنا کہ آپ قبل ولادت علم الغیب
رکھتے تھے۔ تو یہ آیاتِ قرآنی کے خلاف ہے۔ باری
تعالیٰ فرماتا ہے۔ ایسے ہی ہم نے تمہاری طرف اپنے
احکام کی وحی کی۔ تمہیں کتاب اور ایمان کی حقیقت سے
آگاہی نہ تھی اور باری تعالیٰ نے دوسری جگہ ارشاد فرمایا
کہ اللہ تعالیٰ نے تجھے دیکھا کہ تو راہ سے ناواقف ہے
سو راستہ دکھلایا۔ اور ان کا یہ کہنا کہ آپ زندگی میں
علمِ غیب رکھتے تھے۔ اس کے رد کے لیے وہ واقعات
کافی ہیں جن کا آپ سے مخفی رہنا ثابت ہے۔ جیسے
واقعہ افک جس میں آپ صلعم کو ایک ماہ تک حضرت عائشہؓ
کی برات کی اطلاع نہ ہوئی حتیٰ کہ وحی نازل ہوئی
اور ایسے ہی واقعہ قراء جس میں آپؐ نے ستر قاری
تبلیغ کے لیے ارسال فرمائے وہ دھوکے سے شہید
کر دیے گئے اور ایسے ہی کعب بن زہیر کا خدمتِ عالیہ
میں حاضر ہونا جس میں انھوں نے اپنا ہاتھ آپ کے دستِ
مبارک میں رکھا اور آپ صلعم انھیں پہچانتے نہیں تھے۔
کعب نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ کعب بن زہیر تائب
ہو کر آپ سے امن طلب کرنے کے لیے آیا ہے اگر
میں اس کو حاضر خدمت کروں تو کیا آپ قبول فرمالیں گے۔
آپ نے ارشاد فرمایا کہ ہاں۔ کعب نے
عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کعب تو میں ہی ہوں۔ پس یہ واقعات اور
دیگر وقائع اس بات کی واضح دلیل ہیں۔ کہ

دليل على انه صلى الله عليه وسلم لا يعلم من الغيب الا ما علمه الله۔

آپ کو جس چیز کی اطلاع منجانب اللہ ہوا کرتی تھی اُسی کو آپ جانتے تھے۔

واما قولهم وبعد مماته فيرده الاحاديث الصريحة الصحيحة التي رواها الائمة كمالك والبخاري ومسلم وغيرهم من ان بعض امته يردن عليه الحوض فتدفعهم الملائكة فيقول اصحابي اصحابي فيقال له انك لا تدري ما احدثوا بعدك قال فاقول فسحقًا فسحقًا وفي رواية للبخاري فاقول كما قال العبد الصالح وكنت عليهم شهيدًا ما دمت فيهم فلما توفيتني كنت انت الرقيب عليهم وانت على كل شيء شهيد (الآية) وما رواه مالك ان النبي صلى الله عليه وسلم قال لشهداء احد اللهم اني شهيد على هؤلاء فقال له ابوبكر الصديق الا تشهد لنا نحن وقد آمنا بك وقاتلنا معك قال انكم لا ادري ما تحدثون بعدي فقال ابوبكر او نكون بعدك يا رسول الله

اور بعد وفات آپ کے علم الغیب کا قول کرنا بھی احادیثِ صریحہ صحیحہ کے خلاف ہے۔ جن کو آئمہ حدیث مالکؒ، بخاریؒ، مسلمؒ وغیرہم نے روایت کیا ہے کہ آپ کی اُمت کے بعض لوگ آپ کے پاس حوضِ کوثر پہ حاضر ہوں گے۔ فرشتے انھیں دھکیل دیں گے تو آپ صلعم فرمائیں گے اصحابی اصحابی تو آپؐ کو جواب دیا جائے گا۔ کہ آپؐ کو کیا معلوم کہ ان لوگوں نے آپؐ کے بعد دین میں کیا کچھ گھڑ لیا تھا۔ آپؐ نے فرمایا تب میں کہوں گا انھیں لے جاؤ دور لے جاؤ اور بخاری کی ایک روایت میں ہے۔ کہ تب میں کہوں گا جیسے عبد صالح (عیسیٰ علیہ السلام) نے فرمایا کہ اے باری تعالیٰ میں اُمت کی نگرانی کرتا رہا جب تک ان میں رہا اور جب تُو نے مجھے اپنے پاس بُلا لیا تو ان کا نگران اور ناظر تھا (اور ایسے ہی) امام مالکؒ نے روایت کیا کہ حضرت نبی کریم صلعم نے شہدائے اُحد کے بارہ میں فرمایا۔ کہ اے اللہ میں ان کے (ایمان) پہ گواہ ہوں تو ابوبکر صدیقؓ نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! کیا آپؐ ہمارے لیے گواہی نہ دیں گے حالانکہ ہم آپؐ پر ایمان لائے اور آپؐ کے ساتھ ہو کر جہاد کرتے رہے آپؐ نے فرمایا کہ مجھے کیا معلوم کہ میرے بعد تم کیا کرو گے تو ابوبکر صدیقؓ نے عرض کیا کہ ہم آپؐ کے بعد رہیں گے آپؐ نے فرمایا کیوں نہیں۔

قال بلى۔

واما قولهم لا تقولوا انه بشر فلا يتوقف مسلم في كفر قائله وقد قال الله تعالى قُلْ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ وقال تعالى حاكيا عن المرسلين انهم قالوا لأممهم ان نحن الا بشر مثلكم ولكن الله يمن على من يشاء من عباده۔

باقی اُن (اہلِ فریب) کا کہنا کہ آپ صلعم کو بشر مت کہو سو کوئی مسلمان ایسا کہنے والے کے کفر میں شک نہیں کر سکتا۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ اے نبی کریمؐ فرما دو کہ بلاشبہ میں بھی تم جیسا ایک بشر ہوں (بشریت میں) اور اللہ تعالیٰ نے رسولوں کا وہ جواب نقل کیا جو انہوں نے اپنی اُمتوں کو دیا۔ کہ بالیقین ہم تو تم جیسے بشر ہیں۔ ہاں اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے جس پر چاہے فضل (وحی) کرے۔

واما دعواهم صحة دعاء النبي صلى الله عليه وسلم باسماء الله الحسنى وصفاته فهو كفر فان من وصف غير الله بصفاته واسمائه فاما ان يعتقد اتحاد غير الله تعالى كما هو عقيدة ابن عربي واضرابه او وجود ند لله تعالى موصوف بصفاته شريك في اوصاف الربوبية "وكلا الاعتقادين كفر" والله يقول الحق وهو يهدي السبيل۔

اور یہ دعویٰ کہ نبی صلعم کو اللہ تعالیٰ کے اسماء و صفات سے پکارنا جائز ہے سو یہ دعوے کفر ہے۔ کیونکہ جو شخص غیر اللہ کے لیے اللہ کے صفات ثابت کرتا ہے اور اسے اللہ کے اسمائے سے پکارتا ہے تو وہ یا تو اعتقاد رکھتا ہے۔ کہ غیر اللہ باری تعالیٰ کے ساتھ متحد ہے۔ جیسے ابنِ عربی جیسوں کا عقیدہ ہے۔ یا یہ سمجھتا ہے کہ اللہ کا کوئی شریک ہے جو اوصافِ ربوبیت میں شرکت رکھتا ہے اور اس کے سے صفات رکھتا ہے۔ حالانکہ یہ دونوں اعتقاد کفر ہیں۔ واللہ یقول الحق وہو یہدی السبیل۔

رئيس قضاة المملكة العربية السعودية

الشيخ عبد الله بن حسن

۱۳۵۴ھ

۵ رجب الفرد

۹۲ - جواب المفتی العلامة ببغداد :

بسم اللّٰه الرحمٰن الرحیم

بعد الحمد للّٰه والصلوٰة علیٰ رسوله ومجتباه
وآله وصحبه ومن والاه اقول فی الجواب
ومن اللّٰه اسأل التوفیق للصواب ان ما
قاله زید من اوّل عقیدته الیٰ آخرها
هو المذهب الحق الموافق للنصوص الشرعیة
الذی درج علیه السلف والخلف ومن
حاد عنه وقع فی العطب والتلف لاحاجة
الیٰ اقامة الدلیل علیه والبرهان کما
قال القائل : ؎

وما ان صح فی الاعیان شیئ
اذا احتاج النهار الیٰ دلیل

وما قاله اخوة زید فی معارضة فهو قول لا
یخلو من خطاء وجهالة او کفر وضلالة
فان ما قالوه اشتمل علیٰ اربعة
مسائل :

الاولیٰ ان رسول اللّٰه علیه وسلم
کان علیما بغیوب السمٰوٰت والارض لا
یخفی علیه شیئ فیها لکن بتعلیم
اللّٰه ۔

والثانیة انه حاضر ناظر فی کل آن ومکان

حمد وصلوٰۃ کے بعد جواب استفتاء حسب
ذیل ہے کہ :
زید کا عقیدہ اوّل سے آخر تک صحیح
ہے اور نصوصِ شرعیہ کے مطابق۔ اسی
پر سلف وخلف چلے آئے ہیں۔ اس
سے رُوگردانی کرنا موجبِ بربادی
ہے۔ اس عقیدہ پر دلائل وبُرہان قائم
کرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ جیسے
کہ بقولِ شاعر : ؎

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم
چشمۂ آفتاب را چہ گناہ

اور اس کے مقابلہ میں زید کے بھائیوں
کا عقیدہ خطا وجہالت یا کفر وضلالت سے
خالی نہیں۔ کیونکہ ان کا قول چار مسائل پر
مشتمل ہے۔

اوّل یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
آسمان وزمین کے تمام غیوب کے عالم ہیں
زمین وآسمان کی کوئی چیز آپ پر پوشیدہ
نہیں۔ لیکن یہ علم بتعلیم خداوندی ہے

دوم یہ کہ آپ صلعم ہر آن ہر جگہ حاضر و

(علیه الصلوٰة والسلام) (فی الاصل)

والثالثة ان النبی صلی اللّٰه علیه وسلم
لیس ببشر ومن قال انه بشر فقد کفر

والرابعة جواز وصفه بصفات اللّٰه
کلها ودعائه بها کالخالق والرازق
الیٰ آخر ما قالوا ۔

اما المسألة الاولیٰ فان اللّٰه تعالیٰ
اعلم رسوله ببعض ما اراد من
المغیبات کما قال تعالیٰ عالم الغیب
فلا یظهر علیٰ غیبه احداً الا من
ارتضیٰ من رسول وقال تعالیٰ
تلك من انباء الغیب نوحیها الیك
ما کنت تعلمها انت ولا قومك
من قبل هٰذا فاصبر ان العاقبة
للمتقین فالرسل علیهم الصلوٰة
والسلام ومن کان علیٰ منهجهم
لا یعلمون جمیع الاشیاء بل یعلمون
ویخفیٰ علیهم اشیاء فالمنفرد بعلم
کل المعلومات والمحیط بکل
الکلیات والجزئیات بطریق الاستقلال
هو اللّٰه وحده جل جلاله وعم
افضاله فقولهم بتعلیم اللّٰه صحیح
واما قولهم بعلم الجمیع فلم نعلم صحته ۔

ناظر ہیں۔

سوم یہ کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بشر نہیں
اور جو شخص آپ کو بشر کہے وہ کافر ہے۔

چہارم یہ کہ آپ صلعم کو خدائی صفات سے موصوف
کرنا اور پکارنا جائز ہے جیسا کہ خالق و رازق
وغیرہما (سوال مسائل کے متعلق گذارش یہ ہے)
کہ پہلا مسئلہ تو یوں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے
رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو جو بعض مغیبات چاہے
بتلادیے جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ (اللہ ہے)
جاننے والا غیب کا سو نہیں خبر دیتا اپنے بھید کی مگر جو
پسند کر لیا کسی رسول کو الخ اور دوسری جگہ فرمایا
یہ غیب کی خبروں میں سے (خبریں) ہیں ہم ان کو تیری
طرف وحی کرتے ہیں۔ تُو اور تیری قوم اس (وحی) سے
پہلے ان کو نہیں جانتے تھے۔ سو اپنے دعوے پر جما رہ
بلاشبہ آخرت کی کامیابی خوفِ خدا رکھنے والوں کو
ہے۔ پس رسولانِ کرام صلی اللہ علیہ وسلم اور اولیائے
اُمت تمام اشیاء کو نہیں جانتے بلکہ کئی کو جانتے ہیں اور
کئی چیزیں ان سے مخفی رہتی ہیں تو تمام معلومات کا جاننا
اور جمیع کلیات وجزئیات پر بطریق استقلال احاطہ صرف
اللہ تعالیٰ کا خاصہ ہے۔ تو یہ بات کہ آپ کا
علم بتعلیم اللہ تھا۔ صحیح ہے۔ البتہ جمیع اشیاء
کا عالم کہنا صحیح معلوم نہیں ہوتا۔

وَ اَمّا المسألة الثانية وهو انّه حاضرٌ وّ ناظرٌ بكلّ مكانٍ فلم يصح فى الاخبار ذالك و بيان ذالك يحتاج الى التطويل فالحاضر الناظر فى كلّ آن هو الملك الدّيان قال تعالىٰ و هو معكم اينما كنتم و قال تعالىٰ ما يكون من نجوىٰ ثلثة الّا هو رابعهم و لا خمسةٍ الّا هو سادسهم و لا ادنىٰ من ذالك و لا اكثر الّا هو معهم اينما كانوا فهٰذا الحال خاص بالبارى عزّ شانهٗ۔

و اما المسألة الثالثة و هى من قال انّ الرّسول بشر فقد كفر فهٰذا قول جاهل بالنّصوص الشرعية و مصادم لها بل هو اولى بالكفر بغير مرية ينبغى ان يستتاب قال تعالىٰ قُلْ سُبْحَانَ رَبِّىْ هَلْ كُنْتُ اِلَّا بَشَرًا رَّسُوْلًا و قال تعالىٰ قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰى اِلَىَّ اَنَّمَآ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ فنبيّنا الاكرم و سائر الانبياء من قسم البشر يطرأ عليهم ما يطرأ على البشر من الاكل و الشّرب و النّوم و النّكاح و الحدث قال تعالىٰ وَمَآ اَرْسَلْنَا قَبْلَكَ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ اِلَّآ اِنَّهُمْ لَيَاْكُلُوْنَ

دوسرا مسئلہ اور وہ یہ کہ آپ ہر جگہ حاضر و ناظر ہیں سو یہ مسئلہ احادیث سے ثابت نہیں اور اس کی تفصیل کے لیے ایک لمبی چوڑی تقریر کی ضرورت ہے۔ المختصر یہ ہے کہ ہر آن حاضر و ناظر تو صرف خداوند قدوس ہی ہے۔ قال تعالیٰ تم جہاں بھی ہو اللہ تعالیٰ تمھارے ساتھ ہے۔ وقال تعالیٰ اگر تین اشخاص کی مجلس ہو تو اللہ چوتھا ہوتا ہے اور پانچ کی محفل ہو وہ چھٹا ہوتا ہے (بلکہ) اگر اس سے کم ہوں یا زیادہ جہاں ہوں اللہ اُن کے ساتھ ہے تو حاضر و ناظر ہونا تو اللہ جل شانہ کا خاصہ ہے۔

تیسرا مسئلہ اور وہ یہ کہ رسولؐ کو بشر کہے وہ کافر ہے سو یہ بات تو نصوصِ شرعیہ سے نابلد آدمی کہہ سکتا ہے اور یہ عقیدہ نصوص کے خلاف ہے بلکہ ایسا اعتقاد رکھنے والا بلا شبہ خود پکا کافر ہے اس سے توبہ کرائی جائے۔ قال تعالیٰ کہہ میرا رب شرکا سے پاک ہے اور میں تو انسان ہی ہوں اور رسول۔ قال تعالیٰ تو کہہ میں بھی آدمی ہوں جیسے تم حکم آتا ہے مجھ کو کہ تم پر بندگی ایک حاکم کی ہے تو ہمارے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر جملہ انبیاء کرام علیہم السلام جنسِ بشر سے تھے انسانی عوارض ان کو بھی لاحق ہوتے تھے جیسے دیگر افرادِ بشر کو جیسے کھانا پینا سونا نکاح کرنا حدث وغیرہ باری تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ کہ ہم نے

الطَّعام و يمشون فى الاسواق و جعلنا بعضكم لبعضٍ فتنة و كان ربّك بصيرًا۔

و امّا المسألة الرّابعة و هى تسمية النّبى بالخالق و الرّازق الخ فلا يصح ذالك فالتسمية وردت باسمآء خاصة كالرّؤف و الرّحيم قال تعالىٰ حريص عليكم بالمؤمنين رءوف رّحيم۔

و امّا التسمية بغير ما ورد فلا يجوز القول به۔

قال تعالىٰ قُلْ مَنْ رَّبُّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ وَرَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ۔ سَيَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ قُلْ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ۔

و قال تعالىٰ قُلْ مَنْ يَّرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ اَمَّنْ يَّمْلِكُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَمَنْ يُّخْرِجُ الْحَىَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَىِّ وَمَنْ يُّدَبِّرُ الْاَمْرَ فَسَيَقُوْلُوْنَ اللّٰهُ ۔ فهؤلاء المشركون يعلمون ان هٰذه الصّفات لا تكون الّا للبارى عزّ شانهٗ هٰذا ولولا ضيق الوقت و توالى الموانع لاوردنا ما يشفى العليل و لكن ما لا يدرك كلّه لا يترك قلّه۔

و اسأل الله تعالىٰ و لاخوانى المسلمين كافّة التّوفيق للصّواب۔

رسل بھی بھیجے وہ کھانا کھایا کرتے تھے۔ بازار میں چلتے پھرتے تھے۔

چوتھا مسئلہ اور وہ آپ کو خالق و رازق وغیرہ کہنا ہے۔ سو یہ بات غلط ہے۔ چند اسماء خاصہ تو آپؐ پر اطلاق کیے گئے ہیں۔ جیسے رؤف و رحیم۔

جو اسماء نصوص میں وارد نہیں وہ آپؐ پر بولنا جائز نہیں۔

قال تعالیٰ (ان کفار سے پوچھو) کہ ساتوں آسمانوں اور عرشِ عظیم کا کون مالک ہے؟ جھٹ جواب دیں گے کہ اللہ کا ملک ہے کہہ دو تم شرک سے کیوں نہیں رکتے۔

دوسری جگہ فرمایا کہہ دو کہ تمھیں آسمان و زمین سے کون رزق دیتا ہے۔ کانوں اور آنکھوں کا کون مالک زندہ کو مردہ سے اور مردہ سے زندہ کون پیدا کرتا ہے۔ امور عالم کا مدبر کون ہے؟ تو جھٹ بولیں گے یہ سب کچھ کرنے والا اللہ تعالیٰ ہے۔

تو یہ صفات (رب السموات والارض، رازق، خالق، مدبر) تو مشرکین بھی جانتے تھے۔ کہ خدا کا خاصہ ہیں۔ اگر وقت کی تنگی اور ہجوم موانع نہ ہوتا، تو ہم سیراب کن بحث کرتے۔ لیکن مشتے نمونہ از خروارے۔

خدا سے دعا ہے کہ تمام مسلمانوں کو درستی و حق کی توفیق سے مالا مال کرے۔ آمین

قاله بفمه و رقمه بقلمه، خطيب الحضرة القادرية قاسم الفيضى

۹۴- جواب المفتی العلامة بالقاهرة :

بسم الله الرحمٰن الرحیم

(۱) هذه العقیدة لا شیئ فیها یعاب علیه بل هی عین الحق والصواب الذی جاء به الکتاب والسنة وجری علیها علماء الامة سلفًا وخلفًا۔

(۱) اس عقیدہ میں کوئی چیز قابلِ اعتراض نہیں بلکہ یہی عین حق وصواب ہے جسے کتاب و سُنّت نے بیان کیا اور جس پر علمائے اُمّت سلف و خلف چلے آئے ہیں۔

(۲) کذالک اعتقادنا ان محمد عبده ورسوله وخیر البشر وافضل الرسل لا نبی بعده هو صریح الوارد من الکتاب والسنة۔

(۲) ایسے ہی ہمارا اعتقاد ہے کہ حضرت محمد صلعم اللہ کے بندے اور اس کے رسُول ہیں۔ اور انسانوں میں سب سے بہتر اور رسُولوں میں سب سے افضل ہیں آپ کے بعد کوئی نبی نہ ہوگا یہی کتاب وسنت میں وارد ہے۔

(۳) هو عین ما اجاب به الرسول صلی الله علیه وسلم جبریل علیه السلام فی حدیث الایمان والاسلام والاحسان۔

(۳) یہ عقیدہ بعینہ وہ امر ہے جس کو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبریل علیہ السلام کے جواب میں اس حدیث میں ارشاد فرمایا جس میں ایمان و اسلام و احسان کی حقیقت بیان فرمائی

(۴) نؤمن بالله وباسمائه وصفاته کما وصف نفسه ووصفه نبیه بلا تمثیل ولا تعطیل ولا تاویل (لیس کمثله شیئ) ونقبل احکامه بلساننا وقلبنا۔

(۴) ہم اللہ کی ذات و اسماء و صفات کو ایسے مانتے ہیں جیسا کہ خود باری تعالیٰ نے بیان کیا اور رسُول کریم نے ارشاد فرمایا ہم تمثیل و تعطیل و تاویل سے بچتے ہیں (لیس کمثلہ شیئ) اور احکام الٰہی کو زبان و دل سے قبول کرتے ہیں۔

(۵) عذاب القبر ونعیمه وسؤال الملائکة فیه والجنة والنار حق بالکتاب والسنة۔

(۵) قبر میں عذاب و راحت اور فرشتوں کا سوال کرنا نیز جنت و دوزخ یہ تمام اشیاء کتاب وسُنّت سے ثابت ہیں۔

(۶) کذالک الشفاعة للتوسل والاخیار بالکتاب والسنة۔

ایسے ہی رسُول اور دیگر برگزیدگانِ خدا کا شفاعت کرنا کتاب وسُنّت سے ثابت ہے۔

(۷) هو نص حدیث بنی الاسلام علی خمس وهو حدیث صحیح ظاهر۔

(۷) یہ عقیدہ صراحتًا اس حدیث (بنی الاسلام علی خمس الخ) کا ترجمہ ہے اور وہ حدیث صحیح ہے۔

(۸) علم الغیب امر اختص الله به بالآیات المذکورة وحدیث جبریل اخبرنی عن الساعة فاجاب بما هو صریح فی نفی العلم عنه صلی الله علیه وسلم عن سائله جبریل (علیه السلام) وکذا ما ذکر فی شان مفاتیح الغیب۔

(۸) علم الغیب خاصہ خدا ہے۔ جس پر وہ آیات جو سوال میں ذکر کی گئیں دال ہیں اور حدیث جبریلؑ بھی دال ہے۔ جس میں حضرت جبریلؑ کا سوال دربارۂ قیامت مذکور ہے۔ اس کے جواب میں رسُولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے آپ اور جبریلؑ سے جو سائل تھے۔ صریح طور پر علم کی نفی فرما دی۔ اور ایسے ہی جو فیصلہ مفاتیح الغیب کے بارہ میں مذکور ہے نفی علم پر دال ہے۔

اما ما یخبر به الانبیاء والمرسلون والصالحون ففیه طریق الوحی والالهام کما ذکر فیکون معجزة للنبی وکرامة للولی فیکون علمهم للبعض باعلام من الله تعالیٰ۔

اور جن غائبات کی خبر انبیاء و مُرسلین اور اولیائے کرام دیا کرتے ہیں۔ اُن کی اطلاع اُنھیں بطریقِ وحی و الہام ہوتی ہے جیسے سوال میں مذکور ہے تو ان کا اخبار بالغیب مُعجزہ نبی و کرامت ولی ہوگا۔ اور ان کے بعض غائبات کو جاننا خدا کے اطلاع دینے پر موقوف ہے۔

وما قیل بان الله تعالیٰ لم یمت نبیه صلی الله تعالیٰ علیه

اور یہ قول کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس دارفانی سے تب منتقل ہوئے کہ آپ کو جُملہ

وعلیٰ آلہ وسلم حتی اعلمہ
بسائر المغیبات محمول علی
المغیبات التی یلیق بالبشر
ولا یجوز القول بان علم النبی
صلی اللہ علیہ وسلم مساوٍ لعلم
اللہ تعالیٰ محیط بکل شیئ من کل
وجہ احاطۃ کاملۃ کاحاطۃ علم
اللہ تعالیٰ وقد الف العلامہ آلوسی
مصنفا فی الرد علی زاعم ذالک
حتی حکم بتکفیرہ وقال انہ
مصاد لقول اللہ تبارک وتعالیٰ
وَلَوْ كُنْتُ أَعْلَمُ الْغَيْبَ لَاسْتَكْثَرْتُ
مِنَ الْخَيْرِ (الآیۃ) وَعِنْدَهُ مَفَاتِحُ
الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَا إِلَّا هُوَ وَقُلْ
رَبِّ زِدْنِي عِلْمًا وفی الحدیث
إنہ صلی اللہ علیہ وسلم
یلھم فی الآخرۃ محامد یحمد
اللہ بھا لم یکن یعلمھا قبل
ذالک ونفینا عنہ صلی اللہ علیہ
وسلم علم الغیب الا ما اطلعہ
اللہ علیہ لا یحط من مقامہ
العالی ولا یخل برتبتہ السامیۃ
بل لہ مقامہ لا یجاوزہ وللہ

مغیبات کی اطلاع دے دی گئی۔ اُن
مغیبات پر محمول ہے جو انسانی شان کے
مناسب ہیں اور یہ کہنا ناجائز ہے کہ
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا علم خدا
تعالیٰ کے علم کے برابر ہے اور ہر چیز
پر من کل وجہ ایسے ہی محیط ہے جیسے علم
باری تعالیٰ محیط ہے۔ علامہ آلوسیؒ نے
ایک کتاب تالیف فرمائی ہے جس میں
ایسا عقیدہ رکھنے والے پر رد کیا ہے
یہاں تک کہ ایسے عقیدہ والے کی تکفیر
فرما دی ہے۔ اور اس عقیدہ کو آیاتِ
خداوندی کے مخالف فرمایا ہے۔ دیکھو
قولہ تعالیٰ لو کنت اعلم الغیب (الآیۃ)
وعندہ مفاتح الغیب (الآیۃ)
وقل رب زدنی علما اور حدیث شریف
میں وارد ہے کہ آپ صلعم کو آخرت میں
وہ کلمات حمد و ثنا القاء کیے جائیں گے
جو قبل ازاں آپ کو معلوم نہ ہوں گے۔
آپ ان کلمات سے ثناء خداوندی کو بجا
لائیں گے اور آپ سے خدا کی بتلائی ہوئی
چیزوں کے علاوہ دیگر اشیاء کے علم کی
نفی کرنے سے تنقیصِ شان لازم نہیں آتی
بلکہ آپ کے شایانِ شان ایسا مقام ہے

الاسماء الحسنیٰ والصفات العلیٰ
لا یشارک فیھا ، وما منا الا
لہ مقام معلوم)

۱۰۹-۱۱ } اما من غلا فی الدین وحاد
عن الصراط المستقیم ووصف
النبی صلی اللہ علیہ وسلم باسماء
اللہ وصفاتہ ما عدا الالہ و
تستر تحت کلمۃ بتعلیم اللہ
فکافر بصریح القرآن ، اشد
علیٰ رسول اللہ ما ھو منہ بریٔ
وقدر ما ھم النبی صلی اللہ
علیہ وسلم بسمھم فی صدورھم
بقولہ (لا تطرونی کما اطرت
النصاری المسیح ابن مریم
انما انا عبد اللہ ورسولہ)
وھٰؤلاء النا طقون بھٰذا الزیغ
المبین یقولون فیہ ما قالت
النصاریٰ فی عیسیٰ والیھود
فی عزیر تشابھت قلوبھم
والعجیب من امرھم یکفرون
من اطلق علیہ بشرًا مع ان
صریح الآیات والاحادیث
انہ بشر فھل من دان بنص

جس سے تجاوز ٹھیک نہیں۔ اور اللہ کے
اسماء و صفاتِ عالیہ اس کے لائق ہیں جو
اشتراکِ غیر قبول نہیں کرتے۔

۱۰۹-۱۱ } جو شخص دین میں غلو کر کے اور صراطِ مستقیم
سے ہٹ کر نبی کریم صلعم پر اسماء و صفاتِ
الٰہی استعمال کرتا ہے صرف الٰہ نہیں کہتا
اور ان میں تعلیم اللہ (اور عطائی) کی آڑ
ڈھونڈتا ہے تو ایسا شخص صریح قرآن
کا منکر ہے اور سنّتِ رسول پر اس چیز
کو زیادہ کرتا ہے۔ جس سے آپ بیزار
ہیں۔ اور آپ نے ایسے ہی لوگوں کے
سینہ میں تیر کاری لگایا جو فرمایا کہ مجھے
حد سے مت بڑھانا جیسے نصاریٰ نے
مسیح بن مریمؑ کو مرتبہ سے بڑھا دیا میں
تو خدا کا بندہ اور اس کا پیغام رساں
ہوں۔ اور مذکورہ غلط عقائد رکھنے والے
وہی کہتے ہیں جو نصاریٰ نے حضرت عیسیٰ
کے حق میں اور یہود نے حضرت عزیرؑ کے
بارہ میں کہا ان میں اور یہود و نصاریٰ
میں کوئی فرق نہیں۔ اور ان کی جرأت
بے دینی عجیب ہے کہ جو رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم کو بشر کہے اس کو کافر
کہتے ہیں۔ حالانکہ صریح آیات و احادیث

القرآن يكفر بل منكر
البشرية كافر! سبحانك
هٰذا بهتان عظيم - و
الحق واضح لا يحتاج الى
دليل -

فعلى من دان بالكلام الثاني
ان يصحح عقيدته و يترك
غلوه وزيغه و يقول عن الله
ما قال الله عن نفسه و يصف
رسوله بما وصف الله به
وبما وصف به نفسه لا
يزيد ولا يزيغ و لا
يخرج عن كلام السلف
الصالحين و علماء السنة
والذين السابقين واللاحقين
ومن فارق الجماعة قيد
شبر فقد نزع ربقة الاسلام
من عنقه رَبَّنَا لَا تُزِغْ
قُلُوبَنَا بَعْدَ إِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ
لَنَا مِنْ لَدُنْكَ رَحْمَةً إِنَّكَ
أَنْتَ الْوَهَّابُ

سے آپ کی بشریت ثابت ہے تو کیا جو
شخص نصِ قرآنی کا اتباع کرے اُسے
کافر کہا جائے گا۔ نعوذ باللہ من ذالک
بلکہ خود مُنکرِ بشریت کالا کافر ہے۔

آفتاب آمد دلیلِ آفتاب

القصہ جو شخص دُوسرا عقیدہ رکھتا ہے۔
اُسے لازم ہے کہ اپنا عقیدہ صحیح کرے
اور غلو اور کج روی کو چھوڑ دے اور
اللہ کے بارہ میں ان صفات کا قائل
ہو جو خدا نے اپنی صفات بیان فرمائی
ہیں۔ اور رسُول اللہ صلعم کی وُہ صفتیں
بیان کرے جو اللہ و رسُول نے بیان
فرمائی ہیں۔ اپنی طرف سے زیادتی نہ
کرے اور کج روی نہ کرے اور سلف
صالحین قدماء و متاخرین کی مخالفت سے
بچے۔ جو شخص حدُود جماعتِ اسلام سے
ایک بالشت بھی باہر نکلے تو بلا شُبہ
قلادۂ اسلام اپنی گردن سے اُتار رہا ہے
ربنا لا تزغ قلوبنا بعد اذ هديتنا و
لنا من لدنك رحمة انك
انت الوهاب -

مُہر جامعہ ازہر
مصر

على جسته خلوة من علماء الازهر الشريف
ومفتي الجماعة بالجمعية الشرعية لتعاون العاملين
بالكتاب والسنة المحمدية بالقاهرة

بسم الله الرحمن الرحيم

۹۵- جواب المفتی العلامة بالمسجد الاقصیٰ بیت المقدس

الحمد لله وحده والصلوٰة والسلام
على نبيه وآله واصحابه
اجمعين -

نعم اطلعت على هٰذا المقال فوجدت
اعتقاد زيد على الحق وهو من
اهل السنة والجماعة لان
الغيب مختص بالله وحده كما هو مذكور
في القرآن الكريم المنزل على سيدنا محمد صلى الله عليه وسلم
قال الله تعالى: إِنَّ اللَّهَ عِنْدَهُ عِلْمُ
السَّاعَةِ وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ وَ
يَعْلَمُ مَا فِي الْأَرْحَامِ وَمَا
تَدْرِي نَفْسٌ مَاذَا تَكْسِبُ غَدًا
وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ بِأَيِّ أَرْضٍ تَمُوتُ
إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ -

اما اخوة زيد فهم على الكفر وهم
ملحدون لان الله تعالى قال (وما محمد الا
رسول قد خلت من قبله الرسل) ان محمدا
لا يضر ولا ينفع الضار والنافع هو الله -

محمد سعيد الامام الحسيني
الشافعي

قابلِ ثناء اللہ تعالیٰ ہے جو ایک ہے اور صلوٰۃ
وسلام ہو اس کے نبی اور نبی صلعم کے آل و
اصحاب تمام پر۔

ہمیں اس تمام قیل و قال کی اطلاع ہُوئی۔ تو ہم
نے زید کا عقیدہ حق پایا۔ وُہ اہلِ سنت والجماعت
سے ہے۔ کیونکہ غیب خاصۂ خدائے یکتا ہے۔
جیسا کہ قرآن مجید میں مذکور ہے جو حضرت محمد
صلعم پر نازل کیا گیا۔

باری تعالےٰ فرماتا ہے۔ کہ بلا شبہ اللہ تعالیٰ
ہی قیامت کی تعیین کا عالم ہے۔ وُہ بادل اُتارتا
ہے۔ رحم کے اندر کی چیز کو جانتا ہے۔ کوئی
متنفس نہیں جانتا کہ کل کونسا کام کرے گا۔
اور کوئی نہیں جانتا کہ کب کس جگہ اُسے موت
آئے گی؟ بیشک اللہ ہی علیم و خبیر ہے۔

باقی رہے زید کے بھائی تو وُہ تو کافر اور مُلحد ہیں
کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ حضرت محمد صلعم تو فقط
رُسول ہیں۔ آپ سے پہلے کئی رسول گذر چکے بیشک حضرت محمد صلعم
ضرر و نفع کے مالک نہیں ضرر رساں و نفع بخش صرف اللہ ہی ہے۔

مدرس بالمسجد الاقصیٰ
(بیت المقدس)

۹۶- الجواب از جناب مفتیٔ اعظم محمد کفایت اللہ صاحب

سابق صدر جمعیتہ العلماء ہند

زید کا عقیدہ صحیح اور قرآن مجید و احادیثِ نبویہ کے موافق ہے۔ اس کے مخالفوں کا عقیدہ صحیح نہیں ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمام خلق سے اعلم ہیں۔ لیکن خدا تعالیٰ کے علم کے مقابلہ میں آپ کا علم اتنا ہی ہے۔ جتنا کہ مخلوق کو خالق کے مقابلے میں ہو سکتا ہے۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہٗ

دہلی

الجواب از نائب مفتی حبیب المرسلین صاحب مدرسہ امینیہ دہلی

(زید کے عقیدہ کے سامنے لکھتے ہیں):-

یہ اعتقاد صحیح اور درست ہے اور یہی اعتقاد سلف صالحین و فقہائے متاخرین کا ہے۔

(زید کے بھائیوں کے عقیدہ کے سامنے لکھتے ہیں):-

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے علم عطا کیے ہوئے کی رب العزت کی طرف سے کوئی مقدار مقرر نہیں ہے۔ جیسا کہ آپ کا درجہ اور مرتبہ تمام مخلوق سے بڑھا ہوا ہے ایسا ہی آپ کا علم بھی تمام مخلوق کے علوم سے بڑھا ہوا ہے۔ لیکن بمقابلہ علم رب العزت کے اتنا بھی نہیں جیسا کہ قطرہ بمقابلہ دریا کے۔

رب العزت نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اگرچہ بعض مغیبات پر اطلاع کی ہے اور بعض مغیبات کل انبیاء اور اولیاء اللہ کے علوم سے بڑھے ہوئے ہیں۔ مگر بہ نسبت علم رب العزت کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ایسی نسبت بھی نہیں رکھتا۔ جیسا کہ قطرہ کی نسبت ساتھ دریا کے ہوتی ہے۔ ایسا علمِ غیب کہ ہر چیز کا اور ہر وقت میں مخصوص اللہ عزّ وجلّ کے لیے ہے۔ اس کا منسوب کرنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے موجب شرک و کفر ہے۔ زید کے بھائیوں پر لازم ہے کہ اس عقیدہ سے بہت جلد توبہ کرلیں۔ ورنہ ابدی عذاب میں مبتلا ہوں گے۔ فتاویٰ بزازیہ اور فتاویٰ قاضی خاں مذہبِ حنفی کی کتابوں میں سے بڑی معتبر اور مستند کتابیں ہیں۔ ان دونوں میں لکھا ہے کہ جس شخص نے کسی عورت سے بغیر گواہوں کے نکاح کرلیا۔ اور یہ کہہ دیا کہ اللہ تعالیٰ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دو گواہ کافی ہیں تو کافر ہو جائے گا۔ کیونکہ اس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو عالم بالغیب جان لیا۔ قاضی خاں کی عبارت یہ ہے: لانہ یعتقد ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یعلم الغیب وھو کفر (کیونکہ ایسا کہنے میں وہ اعتقاد کرتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غیب جانتے ہیں اور یہ کفر ہے) لہٰذا زید کے بھائیوں پر لازم ہے کہ اپنے عقائد کی اصلاح کریں اور کلامِ پاک کی جو جو آیتیں اُن کی سمجھ میں نہ آئیں تو علماء کے پاس جا کر ان آیتوں کو سمجھیں اور اُن کا علم علماء سے حاصل کریں جیسا کہ زید کا اور کُل ایمان والوں کا یہی دستور العمل ہے۔

زید کا عقیدہ بہت ہی صحیح درست ہے۔ سلف صالحین سے زید کا عقیدہ موافق و مطابق ہے زید کے پیچھے نماز پڑھنی بہ نسبت اوروں کے افضل ہے[1]۔ بوجہ عالم ہونے زید کے اور اچھا عقیدہ ہونے زید کے۔ فقط واللہ اعلم اجابۂ وکتبہٗ:

حبیب المرسلین عفی عنہٗ

نائب مفتی مدرسہ امینیہ۔ دہلی

---

[1]: یہ مندرجہ ذیل عبارت کا جواب ہے جو اس استفتاء میں زائد تھی:

"خدا جانے زید کے بھائیوں نے کہاں سے عقیدہ حاصل کیا ہے۔ جبکہ وہ زید کو جو سلف صالحین اہلِ سنت والجماعت کے مطابق عقیدہ رکھتا ہے اُسے مرتد کہتے ہیں اور اس کے پیچھے نماز میں اقتداء جائز نہیں سمجھتے۔"

۹۷- الجواب از شیخ الہند حضرت مولانا حسین احمد صاحب مدنی

صدر جمعیۃ العلماء ہند

۱- زید کے یہ تحریر کردہ عقائد نمبر ۱ تا نمبر ۸ صحیح اور مطابق اہل سنت والجماعت کے عقائد کے ہیں اِس میں کسی قسم کی غلطی نہیں۔ قرآن پاک۔ احادیث اور عقائد کی جملہ کتب اس پر دلالت کرتی ہیں سلف صالحین۔ اہل سنت والجماعت کے یہی عقائد ہیں۔

۲- نمبر ۹ میں جو زید کے گاؤں والوں کے عقیدہ کا ذکر ہے۔ بالکل غلط عقائد ہیں۔ جو الی الکفر والشرک ہیں۔ مسلمانوں کو اس عقیدہ سے بچنا لازمی اور ضروری ہے۔ زید کے دوستوں کا یہ اعتقاد کہ "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آسمانوں اور زمینوں کے مغیبات قبل ولادت زمانۂ حیات و بعد ممات اب بھی جانتے ہیں جیسے کہ جانتے تھے۔ زمین و آسمان کی کوئی چیز آپ سے مخفی نہیں الیٰ قولھم اور آپ ہر وقت ہر مکان میں حاضر و ناظر ہیں الخ" اس کے لیے چند اصول موضوعہ پہلے ذہن میں رکھیے:

(۱) عقائدِ قطعیہ کے لیے ضروری ہے کہ دلیل قطعی ہو۔ جو ثبوتاً بھی قطعی ہو اور دلالۃً بھی قطعی ہو۔

(۲) عقائدِ ظنیہ کے لیے دلیل ظنی کافی ہے۔ بشرطیکہ اپنے مافوق کے ساتھ معارض نہ ہو۔ ورنہ دلیل مافوق ماخوذ ہو گی اور یہ دلیل متروک ہو گی۔ اور اگر مماثل کے ساتھ معارض ہو گی۔ تو دلائل مابعد کی طرف رجوع کریں گے۔ اگر دلائلِ مابعد بھی متعارض ہوں گے تو دونوں کے قائل ہونے کی گنجائش ہو گی۔

(۳) عقائدِ قطعیہ میں تو کسی غیر معصوم کا کلام حجت نہ ہوگا۔ اور عقائدِ ظنیہ میں غیر مجتہد کا کلام حجت نہ ہوگا۔ کما نی بوادر النوادر۔

اِن مقدمات کے بعد عرض ہے۔ کہ علم غیب بلا واسطہ کا یا علم غیب غیر متناہی کا گو بواسطہ ہو۔ خواصِ باری تعالیٰ سے ہونا عقیدہ قطعیہ اور نصوصِ قطعیہ سے ثابت ہے۔ غیر باری تعالیٰ کے لیے اِس کا قائل ہونا کفر اور شرک ہے۔ اور علم غیب متناہی اور بواسطہ ممکن کے لیے

ممکن الثبوت اور ثابت بھی ہے۔ اور اس میں خاص مقدار کے درجہ کا ثبوت جیسے کہ ان کا عقیدہ ہے۔ محتاج نقل ہے۔ پس اگر وہ نقل قطعی ہو گی۔ تو ثبوت قطعی ہو گی۔ اور نقل ظنی ہو گی۔ تو ثبوت بھی ظنی ہوگا۔ آپ نے ان لوگوں کی کوئی دلیل تحریر نہیں فرمائی تاکہ اس پر کلام کیا جاتا۔ (انشاء اللہ ان کے پاس دلیل بھی کوئی نہ ہو گی) آپ کو ان سے پوچھنے کا یہ حق ہے۔ کہ ما علمناہ الشعر الآیۃ۔ جو قرآن میں آیا ہے۔ کیا علم دنیاوی میں سے نہیں؟ جس کی رسول سے نفی کی جا رہی ہے۔ حالانکہ صفت شعر بھی ما فی الدنیا میں داخل ہے۔

دوسری آیت میں ہے ومن اھل المدینۃ مردوا علی النفاق لا تعلمھم نحن نعلمھم، اس میں بعض منافقین کا آپ کو علم نہ ہونا منصوص ہے۔ اور یہ آیت غزوۂ تبوک کے قصہ میں نازل ہوئی ہے۔ جو آپ کی آخر عمر میں واقع ہوا ہے۔

اِس سے ثابت ہو گیا کہ آخر عمر تک بعض اشیاء آپ سے مخفی رکھی گئیں۔

اور احادیثِ صحیحہ میں آپ کا تحقیقِ واقعات کے لیے قاصدوں کو بھیجنا۔ بہت امور میں مشورہ اور رائے مناسب دریافت کرنی بھی معناً متواتر ہے۔

مختصر یہ کہ علم ذاتی و علم محیط بحیث لا یشذ منہ شیئ خواص باری تعالیٰ سے ہے۔ اس میں نہ کوئی رسول شریک ہے؟ اور نہ غیر رسول۔ ہمارے خیال میں یہ سب خرابی اسی عقیدہ سے پیدا ہو رہی ہے۔ جو رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو بشر نہیں مانتے اور جب بشر نہیں سمجھتے۔ تو پھر ان کے لیے چاہے علم غیب محیط ثابت کریں۔ اسماء حسنیٰ باری تعالیٰ سے پکاریں۔ حاضر ناظر جانیں۔ یہ سب اس بنیادی عقیدہ کی خرابی کی وجہ ہے۔ جناب رسول اللہ بشر ہیں۔ اور یہ بشریت نقص نہیں۔ بلکہ موجب کمال ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے قرآن و احادیث اور اجماع امت اس پر دال ہے اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس پر فخر فرماتے ہیں۔ وہ لوگ جو اس کے منکر ہیں۔ اگر نماز پڑھتے ہوں گے۔ تو تشہد میں عبدہٗ و رسولہٗ بھی پڑھتے ہوں گے۔ مگر شیطان نے ان کو گمراہ کر دیا ہے۔ خداوند کریم ہم سب مسلمانوں کو ان کے شر سے محفوظ رکھے۔

غرض یہ کہ زید کے اپنے عقائد صحیح اور مطابق اہل سنت کے ہیں۔ ان کے گاؤں والوں

کے عقائد فاسد ہیں۔ حکمت اور موعظت سے ان لوگوں کو سمجھانا چاہیے۔ تاکہ فتنہ نہ ہو۔
واللہ اعلم۔

محمد مجاہد خاں الحسینی

فتویٰ ہٰذا کو صحیح سمجھتا ہوں۔

مولانا حسین احمد

۹۸۔ الجواب از امام الہند مولانا ابو الکلام آزاد صاحب

صرف زید کے عقیدہ کے متعلق لکھتے ہیں:

"یہ ٹھیک ہے۔ آپ کا یہ عقیدہ درست ہے۔"

دستخط ابو الکلام

نوٹ:۔ جس کا صاف مطلب یہ ہے کہ زید کے بھائیوں کا عقیدہ مولانا ابو الکلام صاحب آزاد کے نزدیک نادرست یا باطل ہے۔

(مؤلف)

۹۹۔ الجواب از امیر جماعتِ اسلامی سید ابو الاعلیٰ مودودی صاحب

"نبی کے وجود کا مُدعا بندوں کو خدا کی طرف سے ہدایت پہنچانا ہے۔ اور اس ہدایت کے مطابق ان کے سامنے صالح زندگی کا ایک نمونہ پیش کرنا ہے اور بس! ظاہر ہے کہ اس مُدعا کے لیے دو ہی باتوں کی ضرورت ہے۔ ایک اللہ کی طرف سے وحی کا نزول ہونا۔ دُوسرے معصومیت! ان دو صفات کے جمع ہونے کے بعد کوئی انسان نبی یا پیغمبر ہوتا ہے۔ اور انہیں صفات سے اس کا منصب اپنا مقصد پورا کرتا ہے۔ نبی ہونے کے لیے عالم الغیب ہونے کی سرے سے کوئی ضرورت اور کوئی وجہ ثابت نہیں ہوتی۔ ہاں اگر نبی کو تبشیر و تنذیر اور تبلیغ و تذکرہ اور اصلاح و ہدایتِ انسانی کے علاوہ دُنیا کا کارخانہ بھی چلانا ہوتا۔ تو اسے علمِ غیب کی ضرورت تھی۔ تاکہ وُہ ہر شے سے آگاہ ہو۔ اور ہر شے کو وُہ انتظام میں رکھے۔ لیکن ہم مسلمانوں کو یقین ہے کہ دُنیا کا سارا راج اللہ خود چلاتا ہے اور بغیر کسی دُوسرے کے چلاتا ہے کسی کو شریک نہیں بناتا۔ پس اگر وُہ نبی کو پُوری کائنات کا علمِ غیب دیتا ہے۔ تو یہ بات بے مقصد ہونے کی وجہ سے عبث اور بیکار ہے اور خُدا کوئی عبث کام نہیں کرتا۔ دُوسری سوچنے کی بات یہ ہے۔ کہ اگر نبی کو ہر لحظہ کاملاً علمِ غیب حاصل ہے تو سلسلۂ وحی و الہام بالکل بیکار ٹھہرتا ہے۔ وحی و الہام کے تو معنی ہی یہ ہیں۔ کہ نبی کے پاس ایک معاملہ میں علم نہیں ہے۔ اور اللہ وُہ علم اسے عطا کر رہا ہے۔

سمجھ میں نہیں آتا کہ لوگ نبی کو نبی ماننے کی جگہ اسے خدا بنانے کی سعی کیوں کر رہے ہیں۔ خُدا تو ایک موجود ہے ہی اور علمِ غیب بھی اس کے پاس ہے۔ پھر ایک نبی کو خدا کا بندہ اور خدا کا نبی ماننے پر کیوں اکتفا نہیں کیا جاتا۔ معلوم ایسا ہوتا ہے کہ یہ فضول اعتقاد والی مُوشگافیاں اسی لیے کی جاتی ہیں۔ کہ ان میں بدمست رہ کر نبی کی پیروی اور اس کی لائی ہُوئی شریعت پر عملی غور و خوض سے بچے رہیں۔ چنانچہ ہمیں شُبہ ہے۔ کہ آپ کے مُعترض جو نبی کو خُدا بنانے پھرتے ہیں۔ نبی کے مسلک اور نبی کی تعلیم سے خوب دلیر وُہی ہوں گے۔ انبیاء علیہم السلام پر دُوہرا ستم ایسے لوگ یُوں ڈھاتے رہے ہیں۔ کہ جب نبی ان کے سامنے آتے تھے تو ان کا اعتراض یہ ہوتا تھا۔ کہ چُونکہ تم انسان ہو۔ اس لیے ہم تمھیں نبی نہیں مان سکتے۔ پھر جب نبی کی تعلیم جڑ پکڑ لیتی رہی۔ تو نبی کے گزر جانے کے بعد انہیں نے یہ عقیدہ گھڑا کہ چُونکہ فلاں ہستی نبی تھی لہٰذا وُہ انسان نہیں ہو سکتی۔ کچھ نہ کچھ خدا کی صفات اس میں ہونی چاہئیں۔ پس دونوں حالتوں میں یہ لوگ نبی کی نبوت کے باغی رہے ہیں۔"

بقلم نعیم صدیقی

"باجازت سید ابو الاعلیٰ مودودی صاحب"

۱۰۰۱- الجواب از حضرت مولٰنا مولوی شبیر احمد صاحب عثمانی
صدر جمعیۃ العلمائے اسلام پاکستان و ہند

الجواب: - زید کا عقیدہ بالکل صحیح مطابق عقائد اہلِ سُنّت والجماعت و نصوصِ قرآن و حدیث ہے۔ زید کے دوستوں کا یہ عقیدہ کہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کا علم آسمان و زمین کی ہر چیز اور اُس کے ہر حال کو ہر زمانہ اور ہر مکان میں خدا کے علم کی طرح حاوی ہے۔ گو بعطاء خداوندی ہی کا عقیدہ ہو غلط اور فاسد عقیدہ ہے۔ اُمّت کے تمام آئمہ و فقہاء کے خلاف ہے نقرآن و حدیث میں ایسے علم محیط کا ثبوت صرف حق تعالےٰ کے لیے مخصوص ہے۔ کسی نبی یا فرشتہ کے لیے ہرگز ثابت نہیں (اس مسئلہ کی تفصیل دیکھنا ہو تو رسالہ علم غیب۔ شقِ رجیب اور بوارق کا مطالعہ کریں) اور جس طرح بعض صفات حق تعالےٰ کے ساتھ باجماعِ اُمّت مخصوص ہیں۔ اُسی طرح بعض اسماء بھی ذاتِ حق جلّ وعلا کے لیے مخصوص ہیں۔ جیسے خالق۔ رازق۔ محیی۔ ممیت وغیرہ اِن اسماء کے ساتھ کسی نبی یا فرشتہ کو مُلقب کرنا باجماعِ اُمّت ناجائز ہے۔ فقہاء اور آئمہ کی تصریحات موجود ہیں۔ جو لوگ اس کے جواز کے قائل ہیں۔ اُن کا قول بے دلیل بلکہ خلافِ دلیل ہے۔

(۱۰) زید کا خیال بالکل صحیح و درست ہے۔ گاؤں والے زید کو کافر و مُرتد کہنے سے سخت گناہ گار ہوتے ہیں۔ بلکہ خود ان کے لیے کفر کا اندیشہ ہے۔ توبہ کرنا چاہیئے۔

(۱۱) زید جبکہ صحیح عقیدہ پر ہے تو اس کی توبہ کے کوئی معنی نہیں۔ بلکہ اس کو کافر و مُرتد کہنے والوں پر توبہ لازم ہے۔ واللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اعلم۔

بندہ محمد شفیع عفا اللہ عنہٗ

الجواب صحیح و راجع لشرح مفاتح الغیب شرح مشکوٰۃ لعلی قاری رحمۃ اللہ۔

شبیر احمد عثمانی دیوبند

۱۵ رجب ۱۳۶۶ھ

آخری فیصلہ

ہمارے بھائی حضرات بریلویہ کہتے ہیں کہ حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم عطائی عالم الغیب ہیں۔ یعنی حضور صلعم کو اللہ کی عطاء سے علم غیب حاصل ہے۔ اگر علم غیب کی اقسام اور یہ تاویل نہ کی جائے تو خوفِ کفر ہے۔

اس عقیدہ کا ماخذ جہاں تک ہم نے غور کیا ہے عشق و محبّت میں غلو کا نتیجہ ہے۔ یا اسے ایک عاشقِ رسُول کا اپنا خیال کہہ سکتے ہیں۔ جسے شریعتِ مُطہرہ سے کوئی تعلق نہیں۔ عاشقِ رسول ہم نے اس لیے کہا کہ مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی کے نعتیہ کلام سے یہی ظاہر ہوتا ہے کہ حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم کے عشق میں بے خود ہُوئے جاتے ہیں۔ اور معلوم ایسا ہوتا ہے کہ یہ عقیدہ اُن کی بے خودی کے عالم کا ہے کیونکہ دُوسرے وقت میں وہ خود ہی اپنے رسالہ خالص الاعتقاد کے صفحہ ۲۳ پر اس کے خلاف یُوں رقم طراز ہیں:

"علم غیب کا خاصہ حضرت عزّت ہونا بیشک حق ہے اور کیوں نہ ہو کہ رب عزّ وجل فرماتا ہے؟ قُلْ لَّا یَعْلَمُ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَیْبَ اِلَّا اللّٰہُ" تم فرماؤ کہ آسمانوں اور زمین میں اللہ کے سوا کوئی عالم الغیب نہیں"۔

عشق و محبت میں غلو سے کام لینے والے پہلے بھی گذرے ہیں اور آج بھی موجود ہیں۔ لیکن یاد رہے کہ عاشقوں کا کلام عام افرادِ اُمتِ مُسلمہ پر واجب الاعتقاد و عمل ہرگز نہیں ہوتا۔ جیسا کہ حضرت اویس قرنی (رضی اللہ عنہ) کے واقعہ سے ظاہر ہے۔ کہ جب حضور صلعم کے دندان مُبارک شہید ہوئے تو اُنہوں نے اس خیال سے کہ کون سے دانت شہید ہُوئے ہیں معلوم نہ ہونے کی بناء پر اپنے تمام کے تمام دانت نکلوا دیے۔ شاید یہ فعل اُن کی اپنی ذات کے لیے کسی فخر و مُباحات کا باعث ہو تو ہو لیکن حضرتِ اقدس صلّی اللہ علیہ وسلّم کی تمام اُمّت پر فرض۔ واجب و سُنّت تو درکنار مستحب بھی نہیں۔

پھر حضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کی وفات کے موقع پر حضرت عمرؓ نے تلوار کھینچ لی اور فرمایا کہ جس

کسی نے کہا کہ حضور صلّی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی اُس کا سرتن سے جُدا ہوگا۔ یہ فعل بھی ایک عاشقِ رسُولؐ کا جذبۂ محبت میں محض حالتِ بے خودی میں تھا۔ ورنہ حقیقت معلوم ہو جانے پر کہ حضور صلّی اللہ علیہ وسلم یقینی طور پر وفات پا چکے ہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ غم سے گر پڑے۔

ہم پھر کہتے ہیں کہ عاشق کا کلام نہ قابلِ اتباع ہوتا ہے اور نہ قابلِ گرفت جب تک کہ وُہ حدُودِ شریعت سے تجاوز نہ کرے۔ احکامِ شریعت میں کوئی لحاظ نہیں۔ عاشقِ رسُولؐ تو درکنار ایک عاشقِ خدا منصور نے "انا الحق" کہا تو شریعت نے قتل کیے بغیر نہ چھوڑا۔

اِس لیے میں نہیں کہہ سکتا کہ مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی اپنے اس عقیدہ کی بنا پر عند اللہ ماخوذ ہوں گے یا ماجُور۔ یہ خدا ہی جانے مگر اُن کی جماعت کے عُلماء نے جو اپنا موضوعہ عقیدہ کی تائید میں کارہائے نمایاں دکھائے ہیں اُن کا حقیقت افروز بیان ہم اُوپر ذکر کر آئے ہیں یعنی :

۱۔ کہیں اپنے من گھڑت استدلال سے واقعات وُمسلّماتِ قرآنی کی تکذیب کی ہے۔

۲۔ آیات کی تفسیر میں ضعیف بلکہ موضوع روایات اور تاویلاتِ فاسدہ سے کام لیا ہے۔

۳۔ کہیں بزرگانِ دین کی تصانیف سے حوالے نقل کرتے ہیں :

(ا) عبارت کا پہلا حصّہ حذف کیا ہے۔

(ب) کہیں آخری حصّہ اور

(ج) کہیں سے درمیانی جُز۔

۴۔ کہیں الفاظ ہی کو بدل دیا ہے۔

۵۔ کہیں کسی فرقہ باطلہ کے عقیدہ کو کسی بزرگ مُصنّف کی طرف منسُوب کیا ہے۔

۶۔ کہیں جس کتاب کا حوالہ دے کر عبارت نقل کی گئی ہے وُہ اصلی کتاب میں موجود ہی نہیں۔

گویا حوالوں کی قطع و بُرید سے اُن کی اصلی صُورت و شکل کو مسخ کر کے پیش کیا گیا ہے۔ غرضیکہ صرف اس عقیدہ کی تائید میں اس قدر جرائم کا ارتکاب کیا ہے اور یہ اخلاقاً اس قدر گری ہُوئی بات ہے کہ مُسلمان تو درکنار کسی غیر مُسلم مُصنّف سے بھی کم ہی توقع ہو سکتی ہے۔ البتہ یہ کام کسی وقت یہُودی علماء کو سزاوار تھا جو آج اُمتِ مُسلمہ کے عُلماء نے اختیار کیا ہے اور اس پر

ناز بھی ہے کہ ہم چو ما دیگرے نیست[51]۔

لہٰذا "عطائی علمِ غیب رسُول" کا عقیدہ جذبہ محبت میں آپ کے اعلیٰ حضرت مولوی احمد رضا خان صاحب بریلوی کا ہو یا کسی اور صاحب کا محض اختراعی عقیدہ ہے۔ جو کتاب وسُنّت اور سلفِ صالحین کی تصریحات کے سراسر خلاف ہے۔ جیسے ہم اُوپر بیان کر آئے ہیں۔ کہ سلفِ صالحین سے اس عقیدہ کا خطا پر ہونا[52] اور نصاریٰ سے ظاہر باہر مشابہت رکھنا ظاہر فرمایا ہے۔ نیز ایسا عقیدہ رکھنے والوں کو حضورؐ کے سب لوگوں سے زیادہ نافرمان قرار دیا ہے اور حضرات حنفیہ نے تو اسے صریحاً کفر سے تعبیر کیا ہے[53]۔

اظہارِ واقعہ میں خوش عقیدگی کو دخل نہیں ہونا چاہیئے۔ کیونکہ واقعات کبھی جھوٹ نہیں بولتے۔ سرکارِ دو عالم صلّی اللہ علیہ وسلم کا علم باقی تمام مخلوق کے مجمُوعی علم کے مقابلہ میں سمندر و قطرہ کی نسبت رکھتا ہے۔ مگر اُن کے متعلق یہ عقیدہ رکھنا کہ اُنھیں کُلّی علمِ غیب تھا۔ اللہ تعالیٰ کے اُن فرمانوں کی تردید و تکذیب کرنا ہے۔ جن میں اللہ تعالےٰ نے خود فرمایا کہ زمین و آسمان میں میرے سوا کوئی غیب نہیں جانتا اور جن کا سرورِ کائنات کو اعلان فرمانے کو کہا کہ آپ کہہ دیجیئے کہ اگر میں غیب جانتا تو اپنے آپ کو آنے والی تکالیف سے بچا لیتا۔ آمدِ جبرائیلؑ اور نزولِ قرآن ہی لوگوں کے اِس عقیدے کا ابطال کرتے ہیں۔ کہ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کو کُلّی علمِ غیب تھا۔ اوّلاً جو بتا دیا جائے وُہ غیب نہیں ہوتا۔ ثانیاً اگر سرورِ دو جہاںؐ کو کُلّی غیب تھا۔ تو اُنہوں نے قبل از نزولِ قرآن دُنیا کو کیوں قرآن نہ سُنا دیا اور احکامِ الٰہی کے نزول کا کیوں انتظار فرماتے رہے۔ اور "اِفک" کے واقعہ میں کئی دنوں تک وحی کے کیوں منتظر رہے؟ ثالثاً حضور صلّی اللہ علیہ وسلم نے خود ایسے لوگوں کے عقیدہ کی حجۃ الوداع میں یُوں تردید فرمائی : "لو استقبلت

---

۵۱ : یہ سب کچھ آپ کو بدلائل "اظہار الحق و ازھاق الباطل" میں ملے گا۔ جو مفتی احمد یار خان صاحب کے رسالہ "جاء الحق" کے جواب میں لکھا گیا ہے۔ (مؤلف)

۵۲ : ابنِ کثیرؒ۔

۵۳ : مُلّا علی قاری رح۔

مِنْ اَمْرِیْ مَا اسْتَدْبَرْتُ لَمَا سُقْتُ الْهَدْیَ۔" یعنی اگر میں پہلے سے اس چیز کو جانتا جو بعد میں پیش آئی تو ہرگز ہدی (قربانی) کا جانور اپنے ساتھ نہ لاتا اور حدیث فانک لا تدری ما احدثوا بعدک سے آخر عمر میں کُلی علمِ غیب دیے جانے کی بھی تردید ہو جاتی ہے۔"[1]

مزید برآں حضور صلعم نے خود فرمایا ہے کہ قیامت کے دن میں سجدے میں گر جاؤں گا۔ اللہ تعالیٰ مجھے اپنی حمد کے الفاظ الہام فرمائے گا۔ جو اب میں نہیں جانتا گویا قیامت تک بھی آپ عالم الغیب نہ ہوں گے۔

اِس لیے اُمّتِ مُسلمہ پر ضروری نہیں کہ وُہ کسی کے عشق و محبّت کے جذباتی خیالات کا اتباع کرے۔ اِتباع کے لیے تو کتاب و سُنّت اور اُن کی روشنی میں قانون شریعہ موجود ہے۔ جس کے مدِّ نظر ہم نے ہر ممکن طریق سے اِس مسئلہ کے ہر پہلو پر سیر حاصل بحث کی ہے۔ اور اس کی تائید میں سلف صالحین کے فرامین اور موجودہ علماء دین کے فتاوے پورے ایک سو درج کیے ہیں۔ تاکہ ہماری طرف سے اس مسئلہ علمِ غیب رسُولؐ میں اتمامِ حجّت ہو جائے۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔

خاتمہ بالخیر

اسلم:- مجھے اب یقین کامل ہو گیا ہے کہ آپ علمِ غیب کے عقیدہ میں سچے ہیں۔ یقیناً عالم الغیب والشہادت صرف اللہ ہی کی ذاتِ پاک ہے۔ مبارک ہو کہ آپ کا عقیدہ ایسا صحیح ہے کہ حضرت القادریہ بغداد شریف کے خطیب فرماتے ہیں کہ اِس پر دلیل کی بھی حاجت نہیں۔ ؎

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم
چشمۂ آفتاب را چہ گناہ

---

[1]: احکامِ قرآنی حاشیہ صفحہ ۴۵

میں نے غور سے سُنا ہے۔ کہ شیخ الاسلام حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی صاحب نے بھی آپ کے عقیدہ کی صحت کی تصدیق کی اور ہمیں توبہ کی تلقین فرمائی ہے۔ تو میں تو آج ہی توبہ کرتا ہوں۔ اور عقیدۂ علمِ غیب میں اب میں آپ کے ساتھ ہوں۔ اور آپ کا یہ ارشاد بھی بجا اور درست ہے۔ کہ "عطائی علمِ غیب رسُول" کا عقیدہ بالکل عشق و محبت میں غلو کا نتیجہ ہے۔ ایسی تعریف سے حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم نے خود بھی منع فرمایا ہے: لا تطرونی کما اطری عیسی ابن مریم میری حد سے زیادہ تعریف نہ کرنا جیسے عیسیٰ بن مریم کی گئی۔ اور یہ بھی قرینِ قیاس نہیں کہ حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم عالم الغیب ہوں اور فرمائیں لا اعلم الغیب یعنی مجھے علمِ غیب نہیں یا میں غیب نہیں جانتا۔ کیونکہ اگر اسے انکساری اور تواضع پر محمول کیا جائے تو ایک تو حضور صلعم پر جھوٹ کا الزام عائد ہوتا ہے۔ حالانکہ آپ اپنوں میں تو درکنار غیروں بلکہ دُشمنوں میں بھی صادق و امین مشہور تھے۔ دُوسرے اگر اسے صحیح مان لیا جائے تو لامحالہ آپ میں تصنّع اور بناوٹ کو تسلیم کرنا پڑے گا۔ جسے ہمارے اعلیٰ حضرت احمد رضا خان صاحب بریلوی بھی ہرگز نہیں مانتے۔ چنانچہ فرماتے ہیں۔ کہ حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم کی: ؎

بے بناوٹ ادا پہ ہزاروں درود
بے تکلّف ملاحت پہ لاکھوں سلام

لہٰذا تسلیم کرنا پڑے گا۔ کہ کلامِ وحی سے جو حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا: "لَآ اَعْلَمُ الْغَیْبَ" مجھے علم نہیں یا میں غیب نہیں جانتا۔ تو یہ امرِ واقع ہے اور آپ کا عقیدہ کتاب و سُنّت کی تعلیم کے عین مطابق ہے۔

زبید:- الحمد للہ کہ میرے عقیدہ "علمِ غیب کا خاصۂ باری تعالیٰ" ہونے کی خوب تصدیق و توثیق ہو گئی۔ ثم الحمد للہ کہ آپ کو بھی یقینِ کامل ہو گیا۔ مبارک ہو کہ اب آپ صحیح عقیدہ کے مالک ہیں۔ رہے میرے بھائی۔ اُنھیں سمجھانا اب آپ کا کام ہے۔ میرا کام ختم ہوا۔

ایک عادل اور طالبِ حق کے لیے تو یہ کافی ہے۔ لیکن متعصّب کے لیے کچھ

بھی کافی نہیں۔ ؎

پندہا دادیم حاصل شد فراغ
مَا عَلَيْنَا يَا أَخِيْ إِلَّا الْبَلَاغ

اسلم :۔ خدا کرے ! میری اور آپ کی گفتگو چھپ کر ہدیۂ ناظرین ہو اور لوگ جان لیں کہ حق کس طرف ہے ؟ ؎

پردہ غفلت کا اِن آنکھوں سے اُٹھا دے یا رب
اپنے بندوں کو رہِ راست دکھا دے یا رب

مؤلف :

احقر العباد محمد سرفراز خاں — کالرا کلاں

گجرات پاکستان

جمعۃ الوداع ۲۷ ر رمضان المبارک ۱۳۶۹ھ مطابق ۱۴ ر جولائی ۱۹۵۰ء

کتبہٗ : ضیا رقم گجرات جون ۶۷؁

فہرست فرامین

نمبر شمار	فرمان	صفحہ
	مِائۃ فتاویٰ فی مسئلۃ عِلمِ الغیب	
۱	اللہ کا فرمان جلّ شانہٗ	
۲	اللہ کے رسولؐ کا فرمان صلی اللہ علیہ وسلم	
	صحابہؓ کا عقیدہ اور اُن کا ایمان و فرمان	
۳	حضرت ابُوبکر صدّیق رضی اللہ عنہٗ	
۴	حضرت علی رضی اللہ عنہٗ	
۵	حضرت عمر فارُوق رضی اللہ عنہٗ	
۶	حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہٗ	
۷	حضرت ابُوہریرہ رضی اللہ عنہٗ	
۸	حضرت جریر بجلی رضی اللہ عنہٗ	
۹	حضرت اِنس بن مالک رضی اللہ عنہٗ	
۱۰	حضرت ابُوعامر اشعری رضی اللہ عنہٗ	
۱۱	حضرت عبدالرحمٰن بن غنم رضی اللہ عنہٗ	
۱۲	حضرت ابُوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہٗ	

مفسرین حضرات کا عقیدہ اور ایمان و فرمان

نمبر شمار	فرمان	صفحہ
	فتاویٰ از اجل عُلمائے دورِ حاضر	
	اِستفتاء	
۹۲	فتویٰ از قاضی القضاۃ مکہ معظمہ	
۹۳	″ ″ خطیب حضرت القادریہ بغداد	
۹۴	″ ″ مُفتی علّامہ جامع الازہر قاہرہ مصر	
۹۵	″ ″ مفتی علّامہ بالمسجد الاقصیٰ بیت المقدس	
۹۶	″ ″ مفتیٔ اعظم محمد کفایت اللہ صاحب سابق صدر جمعیتہ العلماء ہند دہلی	
	″ ″ نائب مُفتی مدرسہ امینیہ دہلی مولوی حبیب المرسلین صاحب	
۹۷	″ ″ شیخ الہند حضرت مولٰنا حسین احمد مدنی صاحب صدر جمعیتہ العُلماء ہند دیوبند	
۹۸	″ ″ امام الہند حضرت مولٰنا ابُوالکلام آزاد صاحب - وزیرِ تعلیم	
۹۹	″ ″ سیّد ابُوالاعلیٰ مودُودی امیر جماعتِ اسلامی	
۱۰۰	″ ″ حضرت مولٰنا شبیر احمد صاحب عثمانی صدر جمعیتہ العُلماء اسلام پاکستان	
	آخری فیصلہ	
	خاتمہ بالخیر	

مائة فتاویٰ فی مسئلة علم الغیب

پر

تقریظات و تبصرہ جات

مطبوعات

مِائۃ فتاویٰ فی مسئلہ علم الغیب

مؤلفہ:۔ الحاج چوہدری محمد سرفراز خاں کالرہ کلاں، ضلع گجرات

اس کتاب میں جس مبحث پر گفتگو کی گئی ہے، وُہ ایسے انتہا پسندانہ علامتی (TYPICAL) مباحث میں سے ایک ہے جسے ایک گروہ منوانے کی کوشش کرتا ہے اور دوسرا اُس کے بطلان کی۔ دراصل یہ استدلال کی ایک جنگی کارروائی ہے مگر بے نتیجہ اِس لئے کہ ہر فرقے کے لوگوں نے اپنے گرد تعصب کے مسالے سے خاص خاص تعبیراتِ مسائل کی مضبوط فصیلیں کھڑی کر رکھی ہیں۔ حصار سے باہر کے لوگوں کی آواز اوّل تو اندر پہنچتی ہی نہیں۔ اگر پہنچے تو خطرے کا الارم اور جنگ کا بگل بج جاتا ہے۔ کاش کہ لوگ جنگی ہتھیار پھینک کر ایک مِلّت کے افراد کی حیثیت سے بھائی بھائی بن کے بیٹھیں اور آپس میں پیار سے افہام و تفہیم کریں، اور پھر بھی اگر اختلاف رہے تو یہ جنگی اختلاف نہ ہوگا۔

دوسری اہم بات میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ رسولِ خدا صلّی اللہ علیہ وسلّم کی بلندیٔ رتبہ اور عظمتِ شان کے لئے جو لوگ بڑی بڑی کاوشیں کرتے رہتے ہیں' ان کی توجہ اس اہم خدمت سے ہٹ جاتی ہے کہ لوگوں کو اصل تعلیم اطاعتِ رسولؐ کی دینی ہے۔ اصل محبِ رسولؐ وہ ہے اور شانِ رسالت کا قدرشناس وہ ہے جو دین کی اطاعت اور دین کے غلبے کے لئے ویسی ہی سعی کرے جیسی رسولؐ برحق نے کی۔ اس کوتاہی کا نتیجہ یہ ہے کہ عظمتِ رسالت پر ہزار وعظوں اور میلادوں کے باوجود قوم میں تشدّد' خیانت اور بے حیائی کے روگ اس تیزی سے پھیل رہے ہیں جیسے کوئی طاعون یا فلو کی کوئی وبا ہو اور رسالت کی بلندیٔ مرتبہ میں نت نئے اضافے کرنے والے حضرات کو یہ توفیق نہیں ہوتی کہ وہ حضورؐ کے اخلاق اور حضورؐ کے کردار کی پیروی کی اپیل کریں۔ لوگوں سے کہیں کہ جھوٹ' چوری' خیانت' قتل، اسمگلنگ' فساد' زنا' شراب' قماربازی' عریانی' جیسی گندگیوں سے بچو! اور انہی چیزوں سے روکنے کے لئے حضورؐ کی بعثت ہوئی تھی۔ وہ اخلاقِ رسالت اور کردارِ رسالت سے بیگانہ اور

باغی لوگوں کو متنبہ کردیں کہ تم ان خرابیوں کے ساتھ ہمارے فرقے یا ہماری مریدی میں داخل نہیں ہو سکتے یا پھر وہ دنیا کو دکھائیں کہ اُن کے جن لوگوں نے رسولؐ کے وسیع عطائی علمِ غائب کو مان لیا ہے' ان کے اخلاق' اُن کے کردار' اُن کے معاملات بہترین معیار کے ہیں کیونکہ اُن کا ایمان اونچا ہے۔

سوال یہ ہے کہ رسول خاتم النبیین صلّی اللہ علیہ وسلّم کو علمِ غیب ہونے یا نہ ہونے یا کم از کم زیادہ ہونے سے ہماری صلاح و فلاح میں کیا فرق واقع ہوتا ہے۔ ہماری صلاح و فلاح میں فرق اس شعور واضح ہو جاتا ہے کہ حضور اخلاق سنوارنے آئے تھے۔ بعثت لاتمم مکارم الاخلاق

یہ تمہیدی باتیں ایک مختصر تبصرے میں اگرچہ بوجھل اضافہ معلوم ہوتی ہیں۔ مگر میں جناب مؤلف پر یہ واضح کرنا چاہتا تھا کہ اصل خرابی کیا اور کہاں ہے۔ اور ضمناً قارئین پر بھی!

اب لیجیے اصل مسئلہ کو — اور کسی دوسرے سے بحث کرنے کے بجائے کوئی بھی مسلمان قرآن شریف کو کھول کر ان آیات کا سادہ ترجمہ پڑھ لے۔

وَعِنْدَہٗ مفاتح الغیب لا یعلمھا الا ھو (الانعام-۵۹) انما الغیب للّٰہ (یونس-۲۰) و للّٰہ غیب السمٰوٰت والارض (ھود-۱۲۳) لہ غیب السمٰوٰت والارض (الکہف-۲۶) قل لا یعلم من فی السمٰوٰت والارض الغیب الا اللّٰہ (النمل-۶۵)

صاحب خزائن غیب صرف اللہ ہے اور سورۂ جن کی آیت ۲۶، ۲۷ کی رُو سے وہ اپنے پسندیدہ رسولوں کو غیب کی جو کچھ باتیں بتانا چاہتا ہے وہ بتاتا ہے۔

رسولوں کو جو غیب بتایا جاتا ہے اس کا وہ جس سے ہمارا تعلق ہے وہ تو الہامی تعلیم کی شکل میں سامنے آتا ہے۔ اس کا بڑا حصہ قرآن میں ہے اور کچھ باتیں حدیث میں آگئی ہیں۔ اب اگر اس کے علاوہ کوئی سرمایۂ علم غیب مانا جائے تو وہ "بلغ ما انزل الیک" کے دائرے سے خارج ہوگا۔ اس اس دائرے سے خارج ہے تو اس سے ہمارا واسطہ کیا ہے؟ اور جس سے ہمارا واسطہ ہے اس کا حق ادا کرنے کے لئے ہم کیا کرتے ہیں؟ اگر یہ حق ادا کرنے سے ہم فارغ ہو گئے ہیں تو فرصت کی گھڑیاں گزارنے کے لئے دوسرے دائرے کا کھوج لگاتے رہیے۔ مگر جس طرح الہامی علم کے قطعی دلائل و شواہد ہیں۔ ایسے دلائل و شواہد کیا اُدھر بھی ہیں؟ نہیں ہیں تو نکتہ آفرینی کا سلسلہ تو الیا ہے

کہ انسانوں نے پتھروں کے دیوتاؤں کو بھی تقدیر سازِ انسان ثابت کر دیا۔

جس شخص کو رسول بنایا جاتا ہے کیا اس کو رسالت دیتے ہی پہلے دن سے غیب السموٰت والارض کے خزانوں کی کنجیاں سونپ دی جاتی ہیں۔ ایسا ہے تو فرشتۂ وحی کے بار بار آنے کی ضرورت نہیں رہتی اب تو رسول کو معلوم ہو گیا کہ آگے کب کونسی آیات اُترنے والی ہیں۔

کہتے ہیں کہ علم غیب رسولوں کا اپنا نہیں ہوتا "عطائی" ہوتا ہے، یعنی خدا کا عطا کردہ۔ سوال یہ ہے کہ دین و شریعت کا علم دینے کی ضرورت بھی واضح ہے۔ اقوام ماضیہ کے عبرت انگیز احوال کو بھی غیب کے پردے سے نکال کر سامنے لانے کا مقصد ہے، اور مستقبل کے بارے میں انبیا جو پیش گوئیاں خدائی "علمِ غیب" کی مدد سے کرتے ہیں۔ وہ بھی وجہ جواز رکھتی ہیں۔ لیکن کلی علمِ غیب کی ضرورت رسولوں کو کیا ہے، مثلاً انہیں یہ بتانا کہ دنیا بھر میں کتنے ذرہ ہائے خاک اور قطرہ ہائے آب پائے جاتے ہیں اور کس لمحے وہ کہاں کس حالت میں ہوں گے، یا دنیا ہر پرندے پر کیا گزرے گی یا صدیوں میں ارب در ارب چیونٹیوں اور دیمکوں یا چھپکلیوں اور ٹڈیوں کے لمحہ بہ لمحہ کیا احوال ہوں گے ہر پتہ کب شاخ پر نمودار ہو گا، کب ٹوٹ گرے گا۔ اور ہوائیں اُسے اُڑا کر کہاں کہاں لے جائیں گی اور آخر میں اس کا انجام کیا ہو گا۔ کیا اس طرح کے سارے علمِ غیب کو رسولوں کے سپرد کرنے کے معنی تکلیف مالایطاق کے نہیں ہیں کہ وہ ایک ایسا بوجھ اٹھائیں جس کا سرے سے کوئی استعمال ہی نہیں کرنا ہے۔ کیا وجہ ہے کہ انبیاء کو تمام ٹیکنیکل علوم سے آراستہ کیا جائے۔ انہیں سبزیاں کاشت کرنے کا اور چینی کا کارخانہ چلانے یا اخبار چھاپنے کی تربیت بھی علمِ غیب کے ذریعے دی جائے۔

دین سیدھا سادا دین ہے۔ پہلی بات یہ کہ ایک خدا ہے اور اس کی یہ یہ صفات ہیں، اس کی دی ہوئی ہدایت اور اس کے اوامر و نواہی کے مطابق عمل پیرا ہونا ہے۔ دوسری یہ کہ خدا کا رسولؐ ہے جس کے ذریعے خدا کی ہدایت اور اس کی مرضی کا علم ہوتا ہے۔ خدا کے اوامر و نواہی کا پتہ چلتا ہے، اور رسول نمونے کی عملی زندگی گزار کر دکھاتا ہے کہ خدا کو اس طرح کا جینا پسند ہے۔ خدا "خدا" ہے، رسول نہیں ہے، اور رسول "رسول" ہے، خدا نہیں ہے۔ نہ اُدھر کا مرتبہ اِدھر، نہ اِدھر کا مرتبہ اُدھر۔ نہ اُدھر کی صفات اِدھر، نہ اِدھر کی صفات اُدھر۔

اصل معاملہ تو یہ ہے کہ اس دین کی پیروی ہم کس درجے کی کرتے ہیں اور اس کو ایک غالب نظامِ زندگی کی حیثیت دینے کیلئے کیا جدوجہد کرتے ہیں، رکاوٹوں اور مزاحمتوں سے کس طرح ہم لڑتے ہیں، قربانیاں کیا دیتے ہیں۔

خدا اپنی جو شان رکھتا ہے، اور رسولؐ اپنا جو مرتبہ رکھتا ہے، دونوں کی طرف سے یہ مطالبہ بڑے زور سے ہے کہ ملّت کی وحدت کو برقرار رکھو، فرقہ سازیوں سے بچو، اختلافات پر لڑنے کا طریقہ ختم کرو، تعصبات کے قلعوں میں بند رہنے کے بجائے دلائل و بینات سے مسائل کی باہم افہام و تفہیم کرو۔ رسول اللہؐ کے نامعلوم علمِ غیب کے نہ ماننے سے اُن لوگوں کا جرم زیادہ سخت ہے جنہوں نے نہ ماننے والوں کے خلاف نفرت و عداوت کے محاذ کھڑے کر دیے۔ رسولؐ نے ایک ملّت بنائی تھی، آپ نے اسے ٹکڑے ٹکڑے کر کے یہ فرقے بنا دیے ہیں۔

مؤلف سے معذرت کرتا ہوں کہ اُن کی کتاب پر گفتگو کرنے کے بجائے میں اپنے تمہیدی نکات میں دُور تک نکل گیا۔ مجھے یہ اعتراف ہے کہ چوہدری محمد سرفراز خاں صاحب نے کتاب و سنت سے اچھی طرح استفادہ کیا ہے۔ اُن کا اندازِ تحریر اس طرح کا جنگی نہیں ہے جیسا ماہرینِ افتراق کا ہوتا ہے۔ اُن کی کتاب پڑھنے سے مسئلہ علمِ غیب پر ایک متوسط قاری کو بنیادی معلومات بھی مل جاتی ہیں اور بات بھی اس کی سمجھ میں آجاتی ہے۔ مگر کوئی معقول گفتگو اور تحقیقی کتاب بھی واعظوں کی ساحرانہ تقریروں کا جواب نہیں ہو سکتی جن میں سے ایک نے درس دیتے ہوئے کہا کہ یہ جو آیت ہے **قد نری تقلب وجهك فی السماء** (سورۃ بقرہ آیت ۱۴۴) اس میں نکتہ یہ ہے کہ اللہ تعالٰی نے یہ چاہا کہ میرے حبیب بار بار چہرہ اُوپر اُٹھائیں اور بار بار زیارت کا موقع ملے۔ ورنہ کام تو ایک ہی دفعہ میں ہو سکتا تھا۔

علمِ غیب پر مبنی یہ تفسیر میں نے خود سنی۔

تاہم چوہدری محمد سرفراز خاں نے جو کام کیا وہ ایک نیک کوشش ہے، انہوں نے علمِ غیب کی گفتگو چھیڑ کر علمِ دین پھیلانے کی راہ نکالی۔

ترجمان القرآن، جلد ۹۲ عدد ۲

نومبر ۱۹۷۹ء، ذوالحجہ ۱۳۹۹ھ

نقد و تبصرہ

مائۃ فتاوے فی مسئلۃ علم الغیب

مؤلف:۔ الحاج چوہدری محمد سرفراز خان ، ناشر:۔ چوہدری محمد سرفراز خان

صفحات:۔ ۱۵۶ موضع و ڈاک خانہ کالرہ کلاں ضلع گجرات

اس کتاب کا موضوع نام سے ظاہر ہے۔ اس میں فاضل مصنف نے مسئلہ علم غیب کی وضاحت کی ہے اور اس کو اس طرح واضح کر کے لکھا ہے کہ اس کے پڑھنے کے بعد اس مسئلہ میں کسی شک و شبہ کی گنجائش باقی نہیں رہتی۔ اگر کوئی شخص اس کتاب کا غیر جانبداری اور خالی الذہن ہو کر مطالعہ کرے گا تو انشاء اللہ اس پر مسئلہ روزِ روشن کی طرح واضح ہو جائے گا۔

اس کتاب میں فاضل مؤلف نے مستحکم دلائل سے ثابت کیا ہے کہ علم غیب صرف اللہ تعالےٰ کی صفت ہے۔ انبیاء علیہ السلام کو بے شمار غیبی خبریں تو دی گئیں، لیکن جس چیز کا اصطلاحی نام علم غیب ہے وہ اللہ تعالےٰ کے سوا کسی کو نہیں۔ خواہ وہ نبی ہو یا فرشتہ۔ درحقیقت فاضل مؤلف نے اس موضوع پر ایک ضخیم کتاب لکھی ہے جس کا نام "کشف الریب عن مسئلۃ علم الغیب" ہے چونکہ کتاب ضخیم تھی اس لئے اس کو چار جلدوں میں تقسیم کر کے سب سے پہلے اس حصّہ کو شائع کر دیا ہے، جو اس موضوع پر زیادہ اہم تھا۔ چنانچہ زیر نظر کتاب اس کی تیسری جلد ہے اس تیسری جلد کو مقدم کرنے کی وجہ سے اس کتاب کا مقدمہ بھی اس میں شامل کر دیا گیا ہے تاکہ مقدمہ سے کتاب کی علمی حیثیت کا اندازہ ہو جائے۔

بعض مواقع پر عبارت کا اندازہ مناظرانہ ہو گیا ہے اگر ایسی عبارات سے اعتراض کیا جائے اور آئندہ اشاعت میں ان کو نکال کر ناصحانہ اور مبلغانہ انداز اختیار کیا جائے تو زیادہ مؤثر ثابت ہو سکتا ہے اس کتاب کا نام عربی ہے لیکن عربیت کے لحاظ سے درست نہیں کیونکہ عربی میں "مائۃ فتویٰ" لکھنا چاہیے

ل؎ کتاب کے آخر میں ایک سو فرمانوں کی فہرست دی گئی ہے اور ہر ایک فرمان کو فتویٰ تصور کیا گیا ہے۔ اس لئے فتویٰ کے بجائے مائۃ فتاوے کتاب کا نام رکھا گیا ہے۔

مؤلف

لہٰذا اگر نام اُردو زبان میں رکھا جائے۔ مثلاً "مسئلہ علم غیب اور علمائے اُمت" تو زیادہ مناسب ہوگا مجموعی طور پر یہ کتاب بہت بہتر اور اس مسئلہ کو واضح کرنے کے لیے بہت کافی ہے۔

م ع م

مولانا محمد تقی عثمانی

البلاغ جمادی الثانی ۱۴۰۰ھ

نوٹ:۔ کتاب کے آخر میں پورے ایک سو فرمانوں کی فہرست دی گئی ہے۔ اور ہر ایک فرمان کو فتوے تصور کیا گیا ہے۔ اس لئے ہم نے ماءۃ فتویٰ کے بجائے "ماءۃ فتاویٰ" نام رکھا ہے جو اس لحاظ سے درست ہے۔

(مؤلف)



(مطبوعہ: گرین آفسیٹ پریس گجرات) بالمقابل سرخرو انڈسٹریز۔

مسئلہ علمِ غیب کے بارے میں سو فتوے

نام کتاب: مائۃ فتویٰ فی مسئلۃ علم الغیب

مؤلف: الحاج چوہدری سرفراز خان۔

ناشر:- چوہدری پرویز سرفراز چیمہ، جدہ شریف سعودی عرب

کیا رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غیب کا علم رکھتے تھے اور کیا وہ بشر تھے؟ قرآن حکیم نے اس کا جواب دیا ہے کہ رسول اللہ غیب کا علم نہیں رکھتے تھے اور امور غیب میں سے صرف انہیں باتوں کو جانتے تھے جو بذریعہ وحی ان کو بتائی جاتی تھیں بشر ہونے کی حیثیت سے وہ دوسرے انسانوں ہی کی طرح تھے لیکن منصب رسالت اور مقام نبوت پر فائز ہونے کے باعث افضل ترین انسان اور امتیازی شان کے مالک تھے اس اعتبار سے پوری نوع انسانی میں کوئی ان کا ہمسر اور ہم رتبہ نہ پیدا ہوا نہ پیدا ہو گا۔

لیکن قرآن حکیم کے اس واضح ارشاد کے باوجود کچھ افراد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دائرہ بشریت سے خارج اور بالاتصور کرتے ہیں اس بارے میں ان کے خیالات انتہائی مبالغہ آمیز ہیں زیر نظر کتاب میں اسی غلط فہمی کا ازالہ کرنے کی کوشش کی گئی ہے فاضل مؤلف نے قرآن حکیم اور احادیث مبارکہ کے حوالے سے ثابت کیا ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غیب دان نہیں تھے صحابہ کرام، تابعین تبع تابعین محدثین اور تمام متقدم علما اور ائمہ کا یہی عقیدہ تھا آج بھی قاہرہ بغداد بیت المقدس مکہ مکرمہ اور عالم اسلام کے تمام دینی مدرسوں اور یونیورسٹیوں کے اساتذہ علما اور فقہا اسی عقیدہ کو درست تسلیم کرتے ہیں اسی سلسلہ میں انہوں نے جو فتاویٰ ارشاد فرمائے وہ اسی کتاب میں یکجا کر دیئے گئے ہیں جو ایک قیمتی دینی و علمی دستاویزات کی حیثیت رکھتے ہیں اس محنت کاوش اور دلسوزی کے لئے فاضل مؤلف تحسین کے حقدار ہیں اللہ تعالیٰ ان کی مساعی جمیلہ کو شرف قبولیت اور عامۃ المسلمین کو قبول حق کی توفیق عطا فرمائیں۔

روزنامہ مشرق لاہور۔
بدھ ۲۹ اکتوبر ۱۹۸۰ء

بعد البسم اللہ والحمد للہ والصلوٰۃ والسلام حبیب اللہ
العالمین وعلیٰ آلہ واصحابہ اجمعین

"مائۃ فتاویٰ" مؤلفہ و مرتبہ الحاج مولانا چوہدری محمد سرفراز خان صاحب!
امیرِ تحفظ ختم نبوت کالرہ کلاں۔ ضلع گجرات۔

بالاستیعاب مطالعہ کیا ہے۔ الحمد للہ موصوف نے اتمامِ حجت کے لئے اپنی مساعی جمیلہ میں دریغ نہیں کیا۔ ہر دور فتن میں مصلحین حضرات دین کے تجدیدی کارنامے سرانجام دیتے رہے اور اہلِ زیغ کے ناپاک عزائم سے دین قویم کی حفاظت کی "مسئلہ علم الغیب" ایمان کی شرائط میں سے ہے۔ **لا الٰہ الا اللہ - لا مستعان الا من اللہ - لا یعلم الغیب الا اللہ** - معبودیت۔ استعانت۔ صفت علم الغیب۔ خاصہ رب العلمین ہے اہلِ علم پر فرض ہے۔ کہ مسلمانوں کے ایمان کو شرک و بدعت سے محفوظ رکھنے کی کوشش کریں اور اپنے آپ کو خیرامت میں شامل کریں۔ اور معیار الحق صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین کے پھیلائے ہوئے دین کی حفاظت کر کے اہلِ السنت والجماعت کا تمغہ حاصل کریں۔ مناظرین کے لئے یہ تیار شدہ ذخیرہ ہے۔ یا نعمت غیر مترقبہ ہے۔ بنابریں مولانا موصوف نے مائۃ فتاویٰ کو صحابہ کرامؓ۔ مفسرین محدثین فقہائے کرام کی عبارات اور موجودہ دور کے راسخین فی العلم کے فتاویٰ سے مزین و مبرہن کر کے طالب حق حضرات کی رہنمائی کی جزاک اللہ احسن الجزاء۔

واللہ اعلم بالصواب

حفیظ الرحمٰن محمد نذیر اللہ خاں (فاضل دیوبند)
خطیب جامع مسجد حیات النبیؐ
"گجرات"

بگرامی خدمت محترم المقام مولانا الحاج چوہدری محمد سرفراز خانصاحب دامت برکاتہ!

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

محمد مزمل حسن شیخ
ایم اے (عربی - اسلامیات) ایم اے (تاریخ - سیاسیات)
"بی ایڈ پنجاب"

گورنمنٹ کالج آف ایجوکیشن (مردانہ)، لاہور

تاریخ ۲۸/۷/۸۰

محترمی و مکرمی جناب چوہدری صاحب!

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ!

مزاج وہاج ۱۹/۷ کو آپ کی طرف سے مرسلہ کتاب "مائۃ فتاوٰی فی مسئلۃ علم الغیب" رجسٹرڈ پارسل پاکر نہایت ممنون و متشکر ہوا۔ "جزاک اللہ احسن الجزاء فی الدارین خیرا"

ہمراہ جوابی لفافہ ارسال فرماکر آپ نے مزید شکر گزار فرمایا۔ اور نادم بھی بندہ اپنے محدود علم اور ناقص عقل کے باوجود تعمیل ارشاد کرتے ہوئے اظہار خیال کرتا ہے کہ یہ بھی عین سعادت ہے۔

بندہ کالج ہذا میں صبحگاہی درس قرآن و حدیث کے فرائض بھی ادا کرتا ہے۔ اس سلسلہ میں کافی کتب تفسیر و احادیث پر نظر رہتی ہے لیکن آپ کی تالیف مائۃ فتاوٰی فی مسئلۃ علم الغیب اس لحاظ سے نہایت جامع مانع اور انتہائی مکمل کتاب ہے کہ نہ صرف قرآن و حدیث بلکہ سابقہ کتب سماوی کے حوالوں سے اور پاک و ہند کے علاوہ دیگر بلادِ اسلامیہ کے متقدر مفتی صاحبان سے تحریری طور پر استفسار کرکے جوابات سے مزین کیا گیا۔ جو کہ نہایت مستحسن ہے۔ اس پر مستزاد ہے ان بزرگوں کا فتویٰ کہ جن کے ماننے والے دین کی بنیاد سمجھتے ہیں انبیاء و اولیاء کی غیب دانی پر ہیں۔ حالانکہ الفضل ماشہدت بہ الاعداء کے مصداق انہیں بھی اس کے سوا کوئی چارہ کار نظر نہیں آتا کہ حقیقتِ حال کا اظہار کریں۔ یہ الگ بات ہے کہ انہوں نے اپنی تحریروں میں اس قدر غلو و دجل سے کام لیا ہے کہ ان کے پیرو دین متین کی اصل روح سے یکسر دور ہو گئے ہیں۔ سوائے خاسر و خائب ہونے کے ان کے حصہ میں کچھ نہیں آیا۔

مجھے اس میں مکالماتی انداز نہایت ہی پرکشش اور متاثر کن نظر آیا یقین واثق ہے۔ کہ اس انداز سے کئی گم کردہ راہ نہ صرف خود ہدایت یاب ہونگے بلکہ وہ دوسروں کے لئے بھی رہبر بنیں گے۔

یہ محض اللہ تعالیٰ کا خاص کرم ہے، اس نے اس زبردست جہاد کے لئے آپ کو سعادت بخشی کہ ہر ایک کے نصیب میں کہاں کہ ایسی اعلیٰ کتاب کا مطالعہ کرنے کا شرف حاصل کرسکوں۔

رمضان المبارک کے بعد خصوصاً اور آئندہ جمعہ غزوہ بدر، فتح مکہ اور اعتکاف وغیرہ مسائل کے بیان میں عموماً انشاء اللہ خطبہ کو مزین کرنے کے لئے یہ تالیفِ لطیف یقیناً نہایت ممد و معاون ثابت ہوگی۔ جس کا اجر و بے پایاں ثواب آپ کے لئے بہر حال صدقہ جاریہ ہے۔ پھر لطف یہ کہ آپ اسے محض لوجہ اللہ تقسیم فرمارہے ہیں۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے آپ کے لئے خصوصی قرب مصطفیٰ اور دیدار رب العلیٰ کا ذریعہ بناکر اعلیٰ درجات جنت الفردوس عطا فرمائے آمین ثم آمین۔

ازراہ کرم اپنی دیگر تالیفات کے سلسلے پر مطلع فرمائیں کہ ان کے حصول کی کیا صورت ہے۔ بندہ اپنی تالیف آئندہ ماہ ارسال کرے گا۔ انشاء اللہ!

والسلام

محمد مزمل احمد

بندہ آپ کی خصوصی شفقت کا مکرر شکر گزار ہے اور نہایت ممنون!

جملہ اہل بیت کی خدمت ہدایائے سلام مسنون

والسلام والاکرام

مخلص و شکر گزار دعاگو و طالب دعا

بندہ عم

محمد مزمل احمد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

از کانڈیوال

19/10/79

از طرف احقر نور احمد عفی عنہ

بخدمت جناب محترم حضرة العلامہ مولانا صاحب زید مجدکم

مزاج گرامی

السلام علیکم کے بعد گزارش ہے کہ آپ کا رسالہ مائۃ فتاویٰ فی مسئلہ علم الغیب پڑھا ماشاء اللہ مسئلہ علم الغیب پر ایک تسلی بخش مقالہ ہے اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ اور مزید اس قسم کی دینی خدمت کا موقع عطا فرمائے اس رسالہ کے آخری صفحہ پر آپ کی تصانیف کی فہرست موجود ہے اس لئے اس میں سے ایک کتاب اظہار الحق و ازاق الباطل ہے اگر آپ کے پاس موجود ہو تو وی۔ پی فرما دیویں۔ تو آپ کی از حد عنایت ہوگی۔ وگرنہ جواب سے ضرور شرف فرما دیں۔ کیونکہ عقیدہ ایک ہونے کی وجہ سے مجھے آپ سے دلی محبت ہو چکی ہے اگر وقت ملا تو انشاء اللہ آپ کی ملاقات بھی ضرور کروں گا کیونکہ بندہ ایک ایسے علاقہ میں رہائش پذیر ہے جہاں رفض و بدعت کا گھر ہے اور بفضلہ تعالیٰ توحید کا پرچار خوب کر رہا ہوں یہ کوئی فخر وال بات نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کا محض فضل و کرم ہے کہ اس علاقہ میں بندہ پہلا شخص ہے جس نے توحید کا پرچار کیا اور بفضلہ تعالیٰ اچھی مقدار میں جماعت تیار ہو چکی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر انسان کو راہ ہدایت پر رکھے۔

فقط و

نور احمد خطیب جامع مسجد کانڈیوال

براستہ چک ۲۹ جنوبی

ضلع سرگودھا

بسم اللہ الرحمن الرحیم ہ

کوئٹہ

۲۴ رجون ۱۹۸۰ء

جناب محترم و مکرم چوہدری محمد سرفراز خان صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

امید ہے کہ مزاج گرامی بخیریت ہوں گے۔ دیگر عرض آنکہ ماہنامہ "البلاغ" کراچی میں جناب کی تالیف کا اشتہار بعنوان "مائۃ فتاویٰ فی مسئلہ علم الغیب" نظر سے گزرا۔ البلاغ نے جناب کی تالیف کو گراں قدر اور قابلِ مطالعہ قرار دیتے ہوئے مطالعے کی سفارش کی ہے۔

محترمی۔ علم غیب جیسے اہم مسئلے سے ہر مسلمان کی واقفیت ضروری ہے۔ اور جناب نے کتاب تالیف فرما کر حقیقت میں مسلمانوں پر احسان کیا ہے۔ اللہ کریم آپ کو اس کا اجر دے اور آپ کی تالیف کردہ کتاب کو مسلمانوں کی ہدایت کا ذریعہ بنائے۔

محترمی۔ کتاب "مائۃ فتاویٰ فی مسئلہ علم الغیب" کی ایک کاپی میرے پتہ پر روانہ فرما دیں بہت مشکور ہوں گا۔

رجسٹری پارسل کا خرچ مبلغ دو روپے ساٹھ پیسے کے ڈاک ٹکٹ ارسال خدمت کر رہا ہوں اور امید رکھتا ہوں کتاب جلد بھیجنے کی سعی فرما دیں گے

والسلام

محمد یوسف غلزئی۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیمؒ

نگہ بلند، سخن دلنواز، جاں پُر سوز
یہی ہے رختِ سفر میرِ کارواں کے لئے

محترم المقام واجب الاحترام حضرت چوھدری صاحب زید فضلہ وکرمہٗ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ ! مزاج شریف !

خیریت طرفین مطلوب ! آپ کا خط ملا دیکھ کر بہت خوشی ہوئی !

احوال آنکہ جناب عالی کی مرسلہ کتاب مائۃ فتاوٰی فی مسئلۃ علم الغیب بروز ہفتہ موصول ہوئی پورے ذوق وشوق سے بنظر غور مطالعہ کیا جیسا کہ شدید انتظار تھا حضور والہ اولین تو میں آپ کو مبارک دوں گا خداتعالیٰ آپ کو اپنا علم تحقیق مبارک کرے نصیب کرے مقبول فرمائے آمین الآمین ۔ صحابہ کرام بزرگان متقدمین ومتاخرین کے عقائد در مسئلہ علم الغیب خوب پڑھے اور سمجھے اور سچ تو یہ ہے کہ ایسی کتابیں ناچیز کو ازحد پسند ہیں جناب کی دیگر کتب بھی ناموں سے ہی دل میں بیٹھ گئیں جن کا دل ازحد شائق ہے مختصر رائے دیتا ہوں کہ میں نے علم غیب کے بارے اس سے اچھی تحقیق بیک جگہ نہ پڑھی نہ دیکھی ہم توحیدی پارٹی کو ایسی ہی کتابوں کی انتظار وشوق رہتا ہے جتنی تعداد سے آپ نے یہ کتب تقسیم کی ہیں یا کرنے کا ارادہ ہے میں دعا کرتا ہوں کہ خداتعالیٰ اسے آپ سے قبول فرما کر سعادت دارین کا ذریعہ بنائے آمین ۔

فقط والسلام

علی جمیع احبابک الکرام

محمد قاسم عفا اللہ عنہ

محمد قاسم معرفت شیخ سعید سرور صاحب

مدرسہ عربیہ امینیہ جڑانوالہ

ضلع فیصل آباد

۸۰ - ۱۰ - ۱۸

۸ شوال یکم ستمبر ۱۳۹۹ھ / ۱۹۷۹ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیمؒ

الحمد للہ وکفٰی وسلام علٰی عبادہ الذین اصطفٰی ۔ اما بعد ہر آدمی کی یہ قلبی خواہش ہوتی ہے کہ میرا پروردگار مجھ سے راضی ہو جائے خداوند کریم کے وجود اور ہستی کا کوئی بھی قائل اس جذبہ سے خالی اور عاری نہیں ہے لیکن اللہ تعالیٰ کا تقرب اس کے بتلائے ہوئے عقائد واعمال اور عبادات کی پابندی سے ہی ہو سکتا ہے اور جب تک عقائد درست نہ ہوں اعمال وعبادات کا کوئی اجر وثواب اور ثمرہ مرتب نہیں ہو سکتا ایسے اعمال راکھ کا ڈھیر ہیں جن کو آندھی اور طوفان فضائے آسمان میں بکھیر کر رکھ دیتا ہے عقائد میں ایک بنیادی عقیدہ یہ بھی ہے کہ عالم الغیب صرف پروردگار کی ذات ہے اس کے علاوہ اس کی مخلوق میں سے کوئی بھی اس صفت سے متصف نہیں اور یہ مسئلہ قرآن کریم کی نصوص قطعیہ ۔ احادیث متواترہ ۔ امت مسلمہ کے اجماع اور حضرات فقہاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کے غیر مبہم فتووں سے ثابت ہے ۔ (اسکی مکمل باحوالہ بحث ازالۃ الریب میں مذکور ہے) اللہ تعالیٰ نے وحی کے ذریعہ حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کو اور علی الخصوص سید ولد آدم امام الرسل خاتم النبیین حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو غیب کی بے شمار خبریں جو ماسبق اور آئندہ سے متعلق ہیں بتائی ہیں لیکن یہ انباء الغیب اور اخبار الغیب ہیں نہ کہ علم الغیب بریلوی حضرات جو اس وقت اہل بدعت کے مقدمۃ الجیش کی حیثیت رکھتے ہیں انباء الغیب اور علم الغیب کے واضح فرق کو ملحوظ نہ رکھتے ہوئے غیر اللہ کے لئے اور علی الخصوص حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے علم الغیب ثابت کرتے ہیں اور ذاتی وعطائی کے چکر میں عوام الناس کو الجھا کر ان کے ایمان پر ڈاکہ ڈالتے ہیں جن کا رد ہر مقام پر اہل حق تقریراً وتحریراً کرتے رہتے ہیں اور انشاء اللہ تعالیٰ تاقیامت کرتے رہیں گے اور اہل حق کا یہ طائفہ منصورہ صحیح حدیث کے پیش نظر قیامت تک رہے گا اس کی مخالفت کرنے والے بفضلہ تعالیٰ اس کا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکیں گے اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہمارے محترم جناب چوہدری محمد سرفراز خاں صاحب مدظلہ کی کتاب مائۃ فتاوٰی فی مسئلۃ علم الغیب ہے جس کا انداز تحریر سلیس اور پیارا اور دلائل مضبوط اور قوی اور حوالے سہل المأخذ ہیں اور لطف یہ ہے کہ کتاب مختصر ہے جس کو کم فرصت آدمی بھی جس کا دین سے لگاؤ ہے آسانی سے پڑھ سکتا ہے اور ماشاء اللہ تعالیٰ کتابت وطباعت بھی معیاری ہے عوام وخواص دونوں طبقے اس سے استفادہ کر سکتے ہیں اللہ تعالیٰ موصوف کی یہ کوشش قبول فرمائے اور مزید سے مزید دین کی خدمت کا موقع مرحمت فرمائے آمین ثم آمین وصلی اللہ تعالیٰ علی محمد وعلی آلہ واصحابہ وازواجہ وجمیع

احقر ابو الزاہد محمد سرفراز خطیب جامع مسجد گکھڑ وصدر مدرس مدرسہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ

باسمہٖ تعالیٰ

لنگر مخدوم
۹/۹/۷۹

محترم جناب چودھری صاحب زید مجدکم

خیریت مطلوب !

مرسلہ کتاب مائۃ فتاویٰ موصول ہو چکی ہے ۔ مطالعہ کر رہا ہوں جس قدر مطالعہ کیا ہے ۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ کتاب حجم میں چھوٹی مگر دلائل میں موٹی ہے ۔ پیرایۂ بیان دلنشین ۔ زبان سلیس ۔ دلائل واضح اور ثقہ ۔ اتنی اچھی کتاب میری نظر سے نہیں گزری ۔ گو میرے پاس کتابوں کا کافی ذخیرہ موجود ہے لیکن اسکے مدمقابل نہیں ہیں ۔

اللہ کریم آپ کی محنت قبول فرمائے اور کتاب کو نجات اخروی کا وسیلہ بنائے ۔ آمین

والسلام

عبدالجبار محمدی ۔ لنگر مخدوم
براہ ربوہ ضلع جھنگ

تبصرۂ کتب

کتاب مائۃ فتاویٰ فی مسئلہ علم الغیب

مؤلفہ حضرت مولانا چوہدری محمد سرفراز خاں ۔ قرآن مجید کے مطالعہ سے یہ حقیقت روز روشن کیطرح واضح ہو کر سامنے آجاتی ہے کہ نزول قرآن سے پہلے بے دینی اور کفر و شرک انتہا کو پہنچ چکے تھے ۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جب بھی دنیا میں کفر و الحاد اور شرک و بدعت کا زور ہو جائے ۔ تو اس وقت قرآن و سنت کی تعلیمات کو عام کرنے کی بہت زیادہ ضرورت ہوتی ہے ۔ اب چونکہ اس زمانہ میں ہر طرف الحاد ۔ مادہ پرستی ۔ اور خصوصاً شرک و بدعت کی گھٹائیں چھا رہی ہیں اس لئے اب مسلمانوں کو ان کی لپیٹ سے بچانے کا واحد طریقہ یہی ہے کہ قرآن و سنت کی تعلیم کو عام کیا جائے ۔ اور اس کے مضامین کو عوام و خواص کے قریب الفہم بنایا جائے ۔ الحمدللہ اس سلسلہ میں اقتضائے زمانہ کے عین مطابق کتاب مائۃ فتاویٰ توضیح و تشریح کے ساتھ بزبان اردو نہایت سادہ عام فہم اور بہت محققانہ ہے کوئی چیز اس میں خلاف مسلک اہل حق نہیں پائی گئی ۔ موصوف نے علاوہ دلائل کتاب و سنت کے اقوال صحابہ کرامؓ مفسرین ۔ محدثینؒ اور فقہائے عظام کی عبارات کا بے انداز ذخیرہ جمع کر دیا ہے ۔ اُمید ہے کہ دینی حلقوں میں اسے بہ نظر استحسان دیکھا جائے ۔

تبصرہ کتب
نوائے وقت مورخہ ۸ جولائی ۱۹۷۹ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ○

"بہاولپور"

مخدومی المکرم، زید مجدکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

تحیۃً وسلاماً!

"مائۃ فتاوی"

"مسئلہ علم الغیب" کی تالیف وقت کا اہم تقاضا تھا۔
اُمید ہے وسیلۂ بصیرتِ خواص وعوام ثابت ہوگا۔ محنت قابلِ قدر
ہے۔ دعا ہے کہ بارگاہِ حق میں تالیفِ مألوف کو قبولیت، اور فاضل
مؤلف کی مساعی کو درجۂ مقبولیت، ترقیٔ دارین اور مزید توفیق نصیب
ہو۔ "آمین"

والسلام

حبیب اللہ شاہ "بنوری"
(شیخ التفسیر، اسلامی یونیورسٹی بہاولپور)
۲۰ جمادی الاولیٰ ۱۳۹۹ھ

بخدمتِ اقدس، حضرت مولانا چوہدری محمد سرفراز خان صاحب "گجرات"

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دمت زدنی علماً

ایسوسی ایٹ پروفیسر وصدر شعبہ علوم اسلامیہ

زرعی یونیورسٹی فیصل آباد

۶۱ - ڈی پیپلز کالونی فیصل آباد

تاریخ ۱۶ راگست ۱۹۷۹ء فون ۵۹/ ۲۵۹۱۱

راقم الروف نے علم الغیب کے موضوع پر تحریر کردہ چوہدری محمد سرفراز صاحب کی کتاب کا جستہ جستہ
مطالعہ کیا۔ اس میں شبہ نہیں کہ مصنف نے موضوع کے ساتھ پورا انصاف کیا ہے اور اسے نصوص کتاب و
سنت سلف صالحین کے اقوال و آثار اور عقلی براہین و دلائل کی روشنی میں ثابت کیا ہے۔ یہ مسئلہ اس قدر
مسلمہ ہے کہ قرون اولیٰ میں اس مسئلہ میں کبھی نزاع و جدال رونما نہیں ہوا۔ عصر حاضر میں ایسے متفق علیہ مسائل
میں الجھنا کسی طرح موزوں نہیں۔ ضروری و جزوی مسائل میں ائمہ کے یہاں جو اختلافات پایا جاتا ہے گوارہ
ہے اگر اس میں اپنی تحقیق کے مطابق کسی ایک پہلو کو اختیار کیا جاسکتا ہے۔ ضرورت وقت کا تقاضا ہے کہ
متنازعہ مسائل میں الجھ کر اپنی صلاحیتوں کو رائگاں نہ کیا جائے۔ بلکہ ان قوتوں اور صلاحیتوں کو ملاحدہ لادینی
لوگوں کو اسلام کے قریب لانے پر صرف کیا جائے۔ خداوند کریم چوہدری سرفراز صاحب کو جزائے خیر دے
کہ انہوں نے علم الغیب کے خاصہ خداوندی ہونے کے بارے میں نصوص کتاب وسنت کو یکجا کرکے
ایک اہم ضرورت کو پورا کر دیا ہے۔ میں تعلیم یافتہ حضرات کو اس کتاب سے بھرپور استفادے کا مشورہ
دیتا ہوں۔

والسلام

خاکسار
غلام احمد حریری ایم اے عربی I ایم اے علوم اسلامیہ I
ایم۔او۔ایل (عربی) صدر شعبہ علوم اسلامیہ، زرعی یونیورسٹی فیصل آباد۔

مدرسہ عربیہ تعلیم القرآن (رجسٹرڈ) تھے والی ضلع میانوالی

محترم المقام جناب چودھری محمد سرفراز خان صاحب زید مجدکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

گزارش ہے کہ آپ کی ارسال کردہ کتاب "مائۃ فتاوٰی فی مسئلۃ علم الغیب" کا بغور مطالعہ کیا۔ الحمد للہ بہت مستفید پایا۔ کتاب کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ جناب کو عقیدہ توحید سے کس قدر لگاؤ اور محبت ہے۔ اور جو محنت اور عرق ریزی سے کام لیا گیا ہے۔ جناب نے عوام وخواص کیلئے ایک مواد مہیا فرما دیا ہے نیز کیا ہی اچھا ہوتا۔ کہ علماء کرام کی تقریظات بھی شامل کر لی جاتیں۔ مثلاً پیر طریقت، سید عنایت اللہ شاہ صاحب بخاری ایسے حضرات کی رائے شامل کر لی جاتی۔ بہرحال جناب نے کتاب کے بارہ میں رائے تحریر کرنے کا مشورہ کے لئے کہا تھا۔ ہم آپ کو مبارکباد دیتے ہیں اللہ تعالیٰ اس کو قبول ومنظور فرمادیں۔ اور عوام کے لئے ہدایت کا ذریعہ بنائیں (آمین ثم آمین)

فقط والسلام

احقر عبد القیوم جامع مسجد نواں
ڈاکخانہ نواں
تحصیل وضلع میانوالی،

★ جامعہ رحمانیہ سراجیہ رجسٹرڈ ★

عبد الحکیم ۔ ضلع ملتان

بانی حضرت مولانا صوفی سراج الرحمٰن الرحمانی ★

تاریخ ۱۴ ربیع الاول ۱۴۰۰ھ

مکرمی ومحترمی چوہدری محمد سرفراز خان صاحب زیدت معالیکم واطیلت عوالیکم۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

احقر نے آپ کی تصنیف "مسئلہ علم الغیب" کا مطالعہ کیا تو صمیم قلب سے دعا نکلی کہ اللہ تبارک وتعالیٰ آپ کو عمر طویل واجر جزیل عطا فرمادے۔ آمین۔ نہایت عجیب وغریب اور دلنشین اسلوب کلام آپ ہی کا حصہ تھا۔ اَللّٰھُمَّ زِدْ فَزِدْ۔ اگر آپ مدرسہ جامعہ رحمانیہ کیلئے اپنی دیگر تالیفات کا سیٹ وقفاً لِلّٰہِ تَبَارَکَ وَتَعَالیٰ ارسال فرماویں تو یہ عاجز، دیگر مدرسین ومتعلمین آپ کے ممنون وشکر گزار ہوں گے۔

دو روپے کے ٹکٹ ارسال خدمت ہیں۔ آپکے اخلاص وجذبۂ للّٰہیت نے بندہ کو اس درخواست پر جری کر دیا ہے۔ امید ہے بار خاطر نہ ہوگی بلکہ شمۂ از شمات جود وکرم باشد۔

فقط والسلام بغایۃ التحیات وانا بیۃ التسلیمات

مفتی عبد الرحمٰن الرحمانی
مہتمم جامعہ رحمانیہ سراجیہ عبد الحکیم
ضلع ملتان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جامعہ اہلحدیث

محلہ مستریاں جہلم

۲۴-۴-۷۹

محترم المقام حضرت مولانا چوہدری محمد سرفراز خانصاحب دام شرفہٗ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ!

آپکی مرسلہ تازہ تالیف حضور خاتم المعصومین صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب سے متعلق چند روز پیشتر معصول ہوئی۔ رسیدگی کا شکریہ کا خط اسی روز ارسال خدمت کر دیا تھا۔ خیال تھا کہ فرصت کے لمحات میسر آنے پر بالاستعاب مطالعہ کے بعد اپنے تاثرات سے آپ کو مطلع کرونگا مطالعہ تو ہو چکا مگر افسوس کہ کماحقہٗ اپنے تاثرات سے آگاہ کرنے کے لئے جس یکسوئی اور فرصت کی ضرورت ہے نہ تو تا ایندم میسر ہو سکی اور نہ مستقبل قریب میں ایسی فرصت کی امید ہے۔ لہذا چند سطور پر ہی اکتفا کو غنیمت سمجھتا ہوں۔

معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے اس تالیف پر بڑی محنت کی ہے۔ یہ ہر کہ ومہ کے بس کا روگ نہیں کہ وہ خرمن خرمن سے ایک رنگ وبو کا غنچہ وگل فراہم کرکے ناظرین کے سکون قلب اور آنکھوں کی ٹھنڈک کے لئے گلدستہ تیار کرکے ان کے سامنے سجائے۔ جزاکم اللہ احسن الجزا مسئلہ علم غیب کی طرح دیگر اس قسم کے مسائل یعنی مسئلہ بشریت، مسئلہ حاضر و ناظر وغیرہ کا وجود دوسری صدی ہجری کے ربع دوم تک کہیں نظر نہیں آتا۔ ان مسائل نے دوسری صدی ہجری کے اواخر میں کہیں اکا دکا مقامات پر سر نکالا مگر اہلسنت وہاں یہ مشرکانہ اور مبتدعانہ اموار راہ نہ پا سکے۔ ان مسائل کے خالقین یعنی اہل تشیع ہی ان میں برگ و بار ٹانکتے رہے اور انہیں مختلف صورتوں میں نہایت شعبدہ گرانہ انداز سے اہلسنت کے عقائد میں داخل کرتے رہے۔ ان لوگوں نے اپنے سیاسی مواقف کو تقویت پہنچانے کے لئے اس قسم کا مافوق الفطرت نظریات کی تخلیق کی اور ان کے ذریعے اپنے فرعومہ آئمہ کو رب اللوح والقلم رب السمٰوات والارض کے مقام پر پہنچا کر بھی سانس نہ لیا۔ وہ آگے بڑھتے رہے اور بڑھتے ہی چلے گئے۔ یہاں تک کہ سب سے پہلے ان نظریات نے وحدت الوجود کی صورت میں اہلسنت کے ہاں بار پایا۔ اور اس مکفرانہ عقیدہ پر بڑی بڑی فربہ کتابیں لکھی گئی۔ بس پھر کیا تھا سطحی قسم کے بزعم خویش ابرار اسلام دشمن اغیار کی یلغار کے سامنے سربسجود ہوتے چلے گئے۔

حیرانی اس بات کی ہے کہ سیدنا آدمؑ شرف انسانیت کا جامہ زیب کر کے ہی مسجود ملائک کہلائے۔ مگر جہلا نے خیر البشر تک کو مقام مخدومیت سے ہٹا کر مقام خدام کی جانشینی تک پہنچا کر دم لیا۔ قرآن صاف اپنے مخاطبین کو کہتا ہے کہ تم کچھ نہیں جانتے میں ہی سب کچھ جاننے والا ہوں۔

کتنا واضح اشارہ ہے کہ حضور صادق ومصدوقؐ کی ازواج مطہراتؓ میں سے ایک دو ایک واقعہ کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھتی ہیں من انباءک ھذا یعنی امہات المؤمنین جو حضور خاتم المعصومینؐ کی ہمدم ہمنشین ہمراز ودمساز تھیں انہیں معلوم تھا کہ آنحضرتؐ بذاتہ پوشیدہ امور کے متعلق کچھ نہیں جانتے تبھی عرض کرتی ہیں کہ یا رسول اللہ آپ کو کس نے بتایا اب حضور خاتم المعصومینؐ کا ارشاد سنیئے۔ آپ یہ نہیں فرماتے کہ مجھے ازخود معلوم ہے۔ بلکہ فرماتے ہیں نبانی العلیم الخبیر مجھے علیم خبر والے نے بتایا ہے۔ تمام قرآن پڑھ جائیں صحیح بخاری شریف سے ابن ماجہ تک احادیث کی تمام کتابیں کھنگال ڈالئے آپ کو کہیں کسی مقام پر ایک اشارہ تک نظر نہیں آئے گا کہ حضور خاتم المعصومینؐ نے یہ فرمایا ہے کہ میں سب کچھ جانتا ہوں۔ حضور خاتم المعصومینؐ کی زندگی میں حاطب بن ابی بلتعہؓ کے وقعہ کی قسم کے شواہد سے یہ یقین کر لینا کہ آنحضرتؐ کو علم غیب تھا آنحضرت کی ذات اقدس پر بہتان عظیم ہے۔ اس قسم کے چند استثنائی واقعات کے پیچھے نبانی العلیم الخبیر کی کارفرمائیاں تھیں۔

حقیقت یہ ہے کہ شیعیت کے لاکھ سر پٹکنے کے باوجود علم غیب کا تصور اہلسنت میں راہ نہ پا سکا مگر ماضی قریب میں بریلی کے مقام پر ایک نابغہ عصر شخصیت کا ظہور ہوا۔ افسوس کہ اس شخص کی تمام نابغیت بالواسطہ بھی اور غیر شعوری طور پر بھی شیعی افکار و نظریات کی ترجمان ہو کر رہ گئی اور پس آئندگان نے نہایت سائنٹیفک انداز میں ان کے افکار و نظریات کو اپنا کر الگ ایک مذہبی شکل دے کر اپنی تمام ذہنی اور علمی توانائیاں ان باتوں پر صرف کر دینے کو ہی دینی خدمت سمجھ لیا یہ داستان جس قدر پر درد ہے اسی قدر طویل ہے محب مکرم پیر مرد مگر جواں ہمت چوہدری محمد سرفراز

خاں صاحب مبارکباد کے مستحق ہیں کہ انہوں نے علم غیب پر یہ صحیفہ مرتب کر کے عوام کالانعام کو اس چاہ ضلالت وذلالت سے نکالنے کی سعی فرمائی ہے۔ اور میں اس صحیفہ کی تالیف پر چوہدری صاحب کی خدمت میں ہدیہ تبریک پیش کرنے میں ایک قسم کا فخر محسوس کرتا ہوں۔ اگر بھولا بھٹکا کوئی ایک فرد بھی چوہدری صاحب کی اس کاوش فکر سے راہ راست پر آگیا تو انکی نجات کیلئے یہی کافی ہوگا یہ دیکھنے کی چیز ہے اسے بار بار دیکھو۔ اللھم زد فزد

والسلام

حکیم فیض عالم صدیقی

جامعہ مسجد محلہ مستریاں جہلم

———— ✕ ————

تالیفات چوہدری محمد سرفراز موضع کالرہ کلاں گجرات پاکستان

محمد سرفراز